عمران سیریز
بلیک ایجنٹس
مظہر کلیم ایم۔اے

ناشران -------- اشرف قریشی
------------ یوسف قریشی
پرنٹر -------- محمد یونس
طابع -------- ندیم یونس پرنٹرز لاہور
قیمت -------- 55/- روپے

چند باتیں

محترم قارئین! اسلام مسنون۔ نیا ناول "بلیک ایجنٹس" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ بلیک ایجنٹس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو شاید پہلی بار ایسی سچوایشن سے واسطہ پڑا کہ عمران جیسے شخص کو بھی مجبوراً اپنا منہ چھپانے پر مجبور ہونا پڑا۔ بلیک ایجنٹس کی تیزی پھرتی مستعدی اور انتہائی تیز رفتار کارکردگی نے عمران کو واقعی ذہنی طور پر ماؤف کر کے رکھ دیا تھا اور بلیک ایجنٹس نہ صرف ایک بلکہ یکے بعد دیگرے دو خوفناک مشنز مکمل کر لینے میں کامیاب ہو گئے اور عمران اور اس کے ساتھی درحقیقت منہ دیکھتے رہ گئے لیکن ــــ بس اسی ایک لفظ "لیکن" میں ہی پوری کتاب کا حسن مجتمع ہو کر رہ گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ بالکل اچھوتے انداز میں لکھا گیا ناول آپ کو پسند آئے گا اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجیے گا اور اب اپنے چند خطوط بھی ملاحظہ کر لیجیے۔

سانگلا ہل سے معصوم حسین شاہ صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کا ناول "بلڈ ریز" واقعی ایک منفرد انداز کا ناول تھا۔ اس ناول کا اصل ہیرو ٹائیگر ہی رہا۔ ٹائیگر اور مادام ساگوری کے درمیان ہونے والی جذباتی اور نفسیاتی کشمکش آپ نے جس خوبصورت انداز میں پیش کی ہے اس نے اس ناول کی جاذبیت کو بیحد بڑھا دیا ہے لیکن ایک بات میری سمجھ میں نہیں آئی کہ عمران تو چلو عورتوں کے معاملے میں پتھر دل واقع ہوا ہے لیکن اب ٹائیگر کا کردار بھی بالکل ویسا ہی سامنے آیا ہے۔ کیا ٹائیگر کا یہ رویہ صرف مادام ساگوری کے لئے تھا یا وہ سب عورتوں کے ساتھ اسی طرح کا رویہ رکھتا ہے۔ اور آخر میں مادام ساگوری کا صرف یہ سُن کر بدک جانا کہ ٹائیگر شادی شدہ

ہے کچھ سمجھ میں نہیں آیا۔ مادام ساگوری کو جذباتیت کو جس انتہا تک دکھایا گیا ہے اس کے بعد اس معمولی سی بات سے اس کی ساری جذباتیت کا ختم ہو جانا ایک حیرت انگیز بات ہی کہا جا سکتا ہے"۔

جناب معصوم حسین شاہ صاحب! ناول کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ ٹائیگر عمران کا شاگرد ہے تو شاگرد کی نظروں میں ہمیشہ استاد ہی مثال بنتا ہے۔ استاد بھی ہمیشہ اپنے شاگردوں میں اسی کردار کا پرتو دیکھنا چاہتا ہے جس کا وہ خود حامل ہوتا ہے۔ جہاں تک ساگوری کے علاوہ دوسری عورتوں کے بارے میں اس کے رویے کا تعلق ہے تو اس نے خود ہی اس ناول میں دوسری عورتوں کے بارے میں بتا دیا ہے کہ اس کی نظروں میں عورتوں کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جن کا وہ احترام کرتا ہے اور دوسری وہ جن کی گردنیں توڑنا وہ اپنا فرض سمجھتا ہے۔ باقی جہاں تک مادام ساگوری کا اس بات سے بدک جانے کا تعلق ہے کہ ٹائیگر شادی شدہ ہے اور ساگوری اس کی دوسری بیوی ہو گی تو آپ واقعی اسم بامسمیٰ ہیں۔ آپ نے شاید مرد ہونے کے ناطے اس کو معمولی بات سمجھ لیا ہے۔ معصوم کی بجائے اگر آپ معصومہ ہوتے تو شاید اسے معمولی بات نہ سمجھتے۔ ساگوری کے کردار کا کلائمکس تو اسی بات پر سامنے آیا ہے جسے آپ نے معمولی کہہ دیا ہے۔

کوٹ رکن دین خاں ضلع قصور سے حاجی محمد لکھتے ہیں: "آپ کے ناول بے حد پسند آتے ہیں لیکن "سیکرٹ ہارٹ" اور "ڈیزرٹ کمانڈوز" میں عمران نے انتہائی جدید ترین لیبارٹریاں صرف فون کال کی مدد سے تباہ کر دیں جو ناقابل یقین ہے کیونکہ جو لوگ اس قدر جدید لیبارٹریز بنا سکتے ہیں ان کی حفاظت کے لئے جدید ترین سائنسی انتظامات کر سکتے ہیں کیا وہ احمق ہوتے ہیں حالانکہ وہ اپنی فیلڈ میں ماہر ہوتے ہیں کیا آپ اس کی وضاحت کریں گے؟"

حاجی محمد صاحب! ناولوں کی پسندیدگی کے لئے مشکور ہوں۔ جہاں تک فون کال کی مدد سے لیبارٹری کی تباہی کا تعلق ہے تو بظاہر تو واقعی یہ ناقابل یقین سی بات لگتی ہے لیکن آپ نے شاید انہیں پورے غور سے نہیں پڑھا۔ یہ لیبارٹریاں صرف فون کال کی وجہ سے تباہ نہیں ہوئیں کہ ادھر نمبر گھمائے ادھر لیبارٹری تباہ۔ بلکہ عمران نے پہلے وہ مخصوص حالات پیدا کئے جن کی وجہ سے لیبارٹری تباہ ہو سکتی ہے مشینری میں ایسی تبدیلیاں کرائیں، تب جا کر لیبارٹری تباہ ہوئی۔ جہاں تک لیبارٹری بنانے یا اس کی حفاظت کرنے والوں کی مہارت کی بات ہے تو ہر پروجیکٹ میں چاہے اُسے کتنی ہی مہارت سے بنایا جائے اگر ایسی تبدیلی کر دی یا کرا دی جائے جو بظاہر تو معمولی لگتی ہو لیکن جب وہ معمولی تبدیلی اپنے انجام تک پہنچے تو اس کا اصل نتیجہ تباہی کی صورت میں سامنے آتا ہے۔ ایک مثال دے کر اس کی مزید وضاحت کی جا سکتی ہے۔ روس کے علاقے چرنوبل میں انتہائی جدید ترین ایٹمی بجلی گھر کی تباہی کا ذکر آپ نے اخبارات میں ضرور پڑھا ہو گا۔ کیا آپ کے خیال میں وہاں روسی ماہرین کام نہ کر رہے تھے یا اس بجلی گھر بنانے اور اس کی حفاظت کرنے والوں نے اسے احمقوں کے حوالے کر دیا تھا۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ یہ تباہی بھی ایسی ہی کسی تبدیلی کا نتیجہ تھی جسے معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دیا گیا تھا۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہو گی۔

گجرات۔ وزنامہ جذبہ سے راجہ محمد حامد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول طویل عرصہ سے زیر مطالعہ ہیں آپ کے ناولوں کی تعریف الفاظ کے ذریعے تو ممکن ہی نہیں آپ اپنے قلم کی روانی سے اسلام اور وطن دوستی کے جس جذبے کو اپنی قوم کے مردوں، عورتوں، بچوں اور بوڑھوں کے ذہنوں میں اجاگر کر رہے ہیں اس کے بدلہ میں خدا آپ کو نہ صرف دنیا میں بلکہ اخروی اور ابدی زندگی میں بھی ایک عظیم مرتبے سے نوازے گا۔ علی عمران کی حب الوطنی، انسان دوستی، انتہائی اعلیٰ اور ٹھوس کردار اور

اس کے سچے جذبوں نے اسے عظیم کردار بنا دیا ہے اور علی عمران جیسے عظیم کردار کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے میں نے اپنے بیٹے کا نام علی عمران رکھا ہے دعا فرمائیں کہ جس جذبے کے تحت میں نے یہ نام رکھا ہے وہ اس پر پورا اتر سکے۔ تصدیق کے لئے مصدقہ نقل سرٹیفکیٹ پیدائش بھی ارسال ہے۔

راجہ محمد حامد صاحب! آپ کا خط انتہائی پرخلوص جذبات سے پر ہے آپ نے میرے لئے جن جذبات کا اظہار کیا ہے میں ان کے لئے آپ کا ممنون ہوں بیٹے کا نام علی عمران رکھنے پر یہی عرض کر سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اسے ویسا ہی بنائے جیسا کہ آپ چاہتے ہیں لیکن ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ صرف نام رکھنے سے بات نہیں بنے گی اس کے لئے آپ کو اس کی تربیت پر بھی پوری پوری توجہ دینی ہو گی کیونکہ فطری صلاحیتوں کو مثالی تربیت جلا بخشتی ہے اور اعلیٰ تربیت کی کٹھالی میں پڑنے کے بعد ہی سونا کندن بنتا ہے۔

ملتان سے محمد سہیل خان صاحب لکھتے ہیں۔ آپکی ہر کہانی منفرد اور مختلف انداز کے لطف کی حامل ہوتی ہے مجھے شکایت ہے کہ جب عمران اور سیکرٹ سروس ملک سے باہر ہوتے ہیں تو پھر کوئی بین الاقوامی تنظیم مشن لیکر کیوں پاکیشیا نہیں آتی۔ کیا وہ انتظار کرتے رہتے ہیں کہ کب عمران یا سیکرٹ سروس واپس آئے تو وہ اپنا مشن شروع کریں۔

محمد سہیل خان صاحب! کہانیوں کی پسندیدگی کیلئے مشکور ہوں۔ عمران کی عدم موجودگی میں بلیک زیرو پاکیشیا میں ہی ہوتا ہے اور مکمل سیکرٹ سروس تو بہت کم باہر جاتی ہے اس لئے عمران کی عدم موجودگی میں جو مجرم پاکیشیا آتے ہیں سیکرٹ سروس ان سے ظاہر ہے نمٹتی رہتی ہے لیکن آپ کو چونکہ صرف وہی کہانی پسند آتی ہے جس میں عمران موجود ہو اس لئے صرف وہی کیس آپ پڑھتے ہیں جس میں عمران ہوتا ہے امید ہے آپکی الجھن دور ہو جائے گی۔

والسلام — مظہر کلیم ایم اے۔

جولیا اپنے فلیٹ کے کچن میں چائے بنانے میں مصروف تھی کہ کال بیل کی آواز سنائی دی جولیا نے ایک نظر الیکٹرک کیتلی کو دیکھا اور پھر تیزی سے کچن سے نکلی اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی۔

"کون ہے دروازے پر۔ — ؟" جولیا نے دروازہ کھولنے سے پہلے حسب عادت پوچھا۔

"تمہارے دروازے پر میرے علاوہ اور کون آسکتا ہے" —— دوسری طرف سے عمران کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی اور جولیا نے مسکراتے ہوئے دروازے کی چٹخنی کھولی اور پھر دروازہ کھول کر ایک طرف ہٹ گئی۔ عمران کے اس فقرے نے نجانے اس کے دل میں بہاروں کے کتنے رنگ بھر دیئے تھے کہ اس کے سرخ و سفید گال تمتما اٹھے تھے۔

"یہ کیا بکواس کر رہے تھے اور وہ بھی باہر بالکونی میں کھڑے ہو کر — ہمسائے سنیں گے تو کیا کہیں گے" —— جولیا نے مصنوعی غصے کا اظہار

کرتے ہوئے کہا۔

"یہ بکواس نہیں ہے مس جولیانا فٹز واٹر ——— ہمسایوں کو گواہ بنا رہا تھا" ——— عمران نے اندر آتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"پہلے یہ بتاؤ کہ آئے کیوں ہو" ——— ؟ جولیا نے دروازہ بند کرتے ہوئے کہا۔

"واہ! یہ ہوئی ناں بات ——— واقعی اس زمانے کی عورتوں کو پریکٹیکل ہونا چاہیئے۔ ٹی کلون واقعی پُرعمل قسم کی خوشبو ہے" ——— عمران نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کوئی مخصوص خوشبو سونگھ رہا ہو۔

"ٹی کلون ——— کیا مطلب! یہ کونسا کلون ہے۔ میں تو اس کا نام بھی تمہارے منہ سے سن رہی ہوں" ——— جولیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"یعنی کمال ہے۔ خوشبو لگا بھی رکھی ہے اور یہ بھی علم نہیں کہ کونسی خوشبو ہے ——— میرے خیال میں یہ ٹی کلون چائے کی نرم و نازک پتیوں سے بنائی گئی ہوگی۔ ویسے اگر یہی حال رہا تو کل ادرک کلون ——— لہسن کلون ——— پیاز کلون ——— دھنیا کلون بھی آجائیں گے اور ملی جلی خوشبو کیلئے کچن کلون۔ ویری گڈ" ——— عمران کی زبان رواں ہوگئی۔

"اوہ تو تمہاری ناک میں چائے کی خوشبو پہنچ رہی ہے۔ بہت تیز ہے تمہاری قوت شامہ ——— بیٹھو، میں چائے لے آتی ہوں" ——— جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب سمجھی تھی کہ کچن سے آنے والی چائے کی خوشبو کی وجہ سے عمران ٹی کلون کی بات کر رہا ہے۔

اچھا تو چائے بن رہی ہے ——— ویسے آئیڈیا کیسا ہے ——— اگر

آغا سلیمان پاشا کو معلوم ہوگیا تو وہ پرفیوم کی شاندار دکان کھول کر بیٹھ جائے گا۔ اس سے زیادہ ماہران خوشبویات میں اور کون ہوسکتا ہے"۔ عمران نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"آئیڈیا تو واقعی اچھا ہے ——— ماڈل گرلز ——— شو بزنس کی تمام عورتوں کے انٹرویوز پڑھے جائیں تو ان کی حسرت یہی ہوتی ہے کہ وہ گھریلو عورت بننا چاہتی ہیں۔ ان کے لئے یہ اچھا نسخہ ثابت ہوگا"۔ جولیا نے کچن کی طرف جاتے ہوئے ہنس کر کہا۔

"ارے یہ تو واقعی آغا سلیمان پاشا کے لئے بزنس کا بڑا اسکوپ بن گیا لیکن میں اس سے اس آئیڈیے کی رائلٹی ضرور لونگا ——— مفت میں دولت کمانے نہیں دونگا۔ ہاں" ——— عمران نے کہا اور جولیا کی ہنسی کی آواز کچن سے سنائی دی۔ شاید عمران کے پہلے فقرے نے ہی اس کی طبیعت پر ایسا خوشگوار اثر ڈالا تھا کہ وہ مسلسل ہنس رہی تھی۔

"لو چائے پیو اور اب بتاؤ کہ کیسے آنا ہوا" ——— ؟ جولیا نے چائے کا کپ عمران کے سامنے رکھتے ہوئے کہا اور خود دوسرا کپ لے کر وہ سامنے والی کرسی پر بیٹھ گئی۔

"چائے پی کر بتاؤں یا پہلے بتا دوں" ——— ؟ عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے پوچھا۔

"کیوں، کوئی خاص بات ہے" ——— ؟ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"اگر میں نے پہلے بتا دیا تو شاید تم یہ کپ اٹھا کر میرے جسم پر انڈیل دو گی، اس لئے بہتر ہے کہ پہلے میں اسے اپنے معدے میں انڈیل لوں بے چارہ معدہ تو برداشت کر جاتا ہے خاصا ڈھیٹ واقع ہوا ہے۔

لیکن یہ کھال اللہ میاں نے بڑی نرم و نازک بنا دی ہے ـــــ گرم
نظروں سے دھواں دینے لگتی ہے۔ گرم چائے کے بعد تو ہسپتال والوں
نے بھی داخل نہیں کرنا" ـــــ عمران نے کہا۔
"کیوں، ہسپتال والوں نے کیوں داخل نہیں کرنا۔ ان کا تو کام ہی
علاج کرنا ہے" ـــــ جولیا نے ہنستے ہوئے اپنا کپ اٹھایا اور چسکی لی۔
"دراصل جلے ہوئے مریض دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک دل جلے،
دوسرے کھال جلے ـــــ دل جلوں کے لئے دل کے وارڈ میں خصوصی
نگہداشت کا علیحدہ شعبہ ہونا چاہیئے لیکن وہ دل جلوں کو دل کے وارڈ
میں داخل کرنے کی بجائے ذہن جلے ہسپتال میرا مطلب مینٹل ہسپتال
بھیج دیتے ہیں ـــــ اب تم خود سوچو، مریض وہ دل کا ہے بھیجا اُسے
دماغی ہسپتال جا رہا ہے۔ بالکل اس محاورے کی طرح کہ ماروں گھٹنا
پھوٹے آنکھ کہ ضرب تو لگی گھٹنے پر اور پھوٹ گئی آنکھ۔ اور جہاں تک
کھال جلوں کا تعلق ہے تو ان کے ہسپتال والوں نے باقاعدہ پیمانے
بنا رکھے ہیں۔ پہلے تو ریسرچ شروع ہو جاتی ہے کہ یہ کتنے فیصد جلا
ہے۔ دس فیصد۔ بیس فیصد۔ پچاس فیصد، اسی فیصد ـــــ یا
سو فیصد، بلکہ ایک سو ایک فیصد ـــــ پہلے تو ہسپتال کے ڈاکٹروں میں
اس ریسرچ پر بحث ہوتی رہتی ہے اور مریض بیچارہ اس ریسرچ کے
نتیجے میں دس فیصد سے سو فیصد تک پہنچ کر اس فیصد کے چکر سے
ہی نکل کر اللہ میاں کے پاس پہنچ جاتا ہے" ـــــ عمران کی زبان
ایک بار پھر چل پڑی اور جولیا اس کی باتیں سن کر مسلسل ہنستی رہی۔
"تمہاری زبان کی روانی ناپنے کے لئے تو شاید سائنس آئندہ سو سالوں

تک کوئی پیمانہ ایجاد نہ کر سکے گی ـــــ تم چائے پیو ٹھنڈی ہو رہی ہے"
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔
"کتنے فیصد گرم رہ گئی ہے۔ پہلے اس پر بحث نہ کر لیں" ـــــ
عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا قہقہہ مار کر ہنس پڑی۔ عمران نے
کپ اٹھایا اور چائے کی چسکیاں لینی شروع کر دیں۔
"تم ہر بار یہ بات گول کر جاتے ہو کہ تم آتے کیسے ہو" ـــــ جولیا
نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ذہن میں شاید عمران کے پہلے فقرے کے
حوالے سے کوئی خاص بات موجود تھی اور وہ یہ بات عمران کے منہ سے
سننا چاہتی تھی۔
"بڑی مشکل سے گول کرتا ہوں۔ چاروں کونے رگڑنے پڑتے ہیں
تب جا کر گول ہوتی ہے۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ جب بھی چوکور بات
میں نے تمہیں بتائی تم نے مجھے ایسی چار چوٹ لگانی ہے کہ مجھے چاروں
شانے چت ہونا پڑے گا ـــــ ویسے ایک بات میری سمجھ میں آج تک
نہیں آئی کہ شانے یعنی کندھے تو دو ہوتے ہیں پھر یہ چاروں شانے
چت جیسے محاورے کا کیا مطلب ہے ـــــ میرا خیال ہے کہ مجھے
محاوروں کی چھان پھٹک کرنے کے لئے کوئی مجلس تصحیح محاورہ ٹائپ کا
ادارہ بنانا پڑے گا۔ پھر جا کر اس قسم کے غلط محاورے درست ہو سکیں گے"۔
عمران کی زبان مسلسل چل رہی تھی۔
"اوہ! ـــــ اس کا مطلب ہے کہ تم کوئی خاص بات کرنے آئے ہو۔
تم کھل کر بات کرو، میں برا نہیں مناؤں گی" ـــــ جولیا کا چہرہ مسرت
کی زیادتی سے مزید تمتما اٹھا۔ اس کی آنکھوں میں بے پناہ چمک لہرانے

لگی تھی۔

"سوچ لو ــــ ویسے اگر اجازت دو تو ایک باڈی گارڈ بلا لوں ــــ تنویر کیسا رہے گا" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم بات تو کرو" ــــ جولیا نے بڑے حوصلہ دلانے والے انداز میں کہا۔

"اچھا اب میری قسمت ہی ایسی ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں ــــ بازار سے کچھ زنانہ سامان خرید کرنا ہے۔ اماں بی نے لسٹ دے دی ہے اور مجھے تجربہ ہے نہیں ــــ میں نے تو بڑا زور لگایا کہ مجھ پر ایک ہی ذمہ داری بہت ہے یہ دوسری نہ ڈالی جائے ــــ لیکن تم جانتی ہو کہ اماں بی جب کسی بات پر اڑ جائیں تو پھر زمین اپنی جگہ سے ہل سکتی ہے مگر اماں بی اپنی بات سے نہیں ٹلتیں۔ اس لئے مجبوراً مجھے وہ لسٹ لے کر آنا پڑا ــــ مجھے فوراً تمہارا خیال آیا کہ تم اس نیک کام میں میری مدد کر سکتی ہو۔ اس لئے یہاں آ گیا" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔ بات کرتے ہوئے اس کے چہرے پر ہلکی سی شرمندگی کے آثار نظر آنے لگے اور وہ بات کرتے وقت جولیا سے دانستہ نظریں بھی چرا رہا تھا۔

جولیا کے چہرے کا رنگ یکلخت بدل گیا اور اس کے ہونٹ بھی بھینچ گئے۔

"کس لئے منگوا رہی ہیں یہ سامان اماں بی ــــ اور وہ بھی تم سے" ــــ جولیا نے غراتے ہوئے کہا۔

"بب ــ بب ــ بتایا تو ہے نیک کام ہے ــــ اور اماں بی کہتی

ہیں کہ میرا انکار برا شگون ہے ــــ اس لئے مجبوری ہے۔ ویسے خدا کی قسم! ــــ میں نے اماں بی کی بہت منتیں کیں مگر ــــ"

عمران نے سر جھکاتے ہوئے کہا اور باقی فقرہ ادھورا چھوڑ کر اس طرح خاموش ہو گیا جیسے اب اس میں فقرہ مکمل کرنے کی ہمت ہی باقی نہ رہی ہو۔

"اٹھو یہاں سے اور دفع ہو جاؤ ــــ نکلو ــــ نکلو ابھی یہاں سے ــــ تم اگر اماں بی کے ہاتھوں اس قدر مجبور ہو تو پھر یہاں کیوں آئے ہو ــــ جاؤ ــــ نکل جاؤ" ــــ جولیا نے یکلخت ہذیانی انداز میں چیختے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے نکلنے لگے تھے۔

"اوہ! ــــ اسی لئے تو کہہ رہا تھا باڈی گارڈ بلا لوں ــــ ویسے جولیا! ــــ تم مجھ پر یقین کیوں نہیں کرتیں ــــ بتایا تو ہے کہ میں نے بڑی منتیں کیں مگر اماں بی مانی ہی نہیں ــــ اب تم ہی بتاؤ اماں بی کے سامنے میں کیا کر سکتا ہوں ــــ وہ اماں بی جو ہوئیں۔ وہ تو جب کسی بات پر اڑ جائیں تو ڈیڈی کو بھی کان دبا کر سر جھکانا پڑتا ہے۔ میں تو پھر ان کا فرزند ارجمند ہوا" ــــ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"میں اچھی طرح جانتی ہوں تم جیسے بگلا بھگت کو ــــ دل اپنا ہوتا ہے نام اماں بی کا لگا دیا ــــ میں کہتی ہوں دفع ہو جاؤ میری نظروں سے" ــــ جولیا نے کہا اور دوسرے لمحے وہ منہ پھیرے کچن کی طرف دوڑ گئی۔ اس کی آنکھوں میں چھلک آنے والا پانی عمران کی نظروں سے نہ چھپا رہ سکا تھا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

"یا اللہ اب میں کیا کروں ــــ میں نے تو اماں بی کو سمجھایا کہ شادی ثریا

کی ہے۔ سامان اسی نے استعمال کرنا ہے۔ اسے بھیج دو لے آئے گی سہیلیوں کے ساتھ جا کر ۔۔۔ لیکن وہ کہتی ہیں کہ جس کا بڑا بھائی موجود ہو وہ لڑکی کیوں جائے دکان پر ۔۔۔ یا اللہ اب میں کیا کروں۔ کام تو نیک ہے لیکن ۔۔۔" عمران نے آسمان کی طرف منہ اٹھاتے ہوئے بڑے حسرت بھرے لہجے میں کہا۔ آواز بہرحال اتنی اونچی تھی کہ آسانی سے کچن تک پہنچ جاتی۔

"کیا کہہ رہے ہو، ثریا کی شادی کے لئے سامان لینا ہے" ۔۔۔ یکلخت جولیا نے کچن سے باہر آتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں سے آنسو بھی بہہ رہے تھے اور چہرے پر مسکراہٹ بھی پھیلی ہوئی تھی۔ بالکل ایسا ہی منظر تھا جیسا کہ بارش کے دوران دھوپ نکل آنے پر ہوتا ہے۔

"ارے ارے تم رو رہی ہو ۔۔۔ اوہ! یہ تو بُرا شگون ہو گیا۔ اب تو میں سامان ہی نہ خرید سکوں گا ۔۔۔ آخر میری بہن کی شادی ہے" ۔۔۔ عمران نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"میں رو تھوڑا ہی رہی ہوں۔ یہ تو کچن میں دھوئیں کی وجہ سے آنکھوں میں پانی آ گیا ہے ۔۔۔ میں ضرور جاؤں گی ثریا کی شادی کا سامان خریدنے ۔۔۔ تم بیٹھو میں ابھی تیار ہو جاتی ہوں" ۔۔۔ جولیا نے بے اختیار ہنستے ہوئے اور آنکھیں پونچھتے ہوئے کہا۔

"اچھا! ۔۔۔ یعنی تم نے کلچرڈ کچن بنوا لیا ہے ۔۔۔ کب بنوایا ہے۔ پہلے تو مائیکرو اوون اور الیکٹرانک سامان تھا کچن میں" ۔۔۔ عمران نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کلچرڈ کچن ۔۔۔ وہ کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ ؟ جولیا نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کلاسیکل کچن جو ہمارے کلچر کا ایک ضروری حصہ تھا ۔۔۔ فرش پر گول چولہا جس میں اُپلے اور لکڑیاں جل رہی ہوں۔ سائیڈوں پر دریاں بچھی ہوئی ہیں اور سارا خاندان اس چولہے کے گرد بیٹھا چولہے سے نکلنے والے دھوئیں سے رو بھی رہا ہے اور ایک دوسرے سے ہنسی مذاق کی باتوں پر ہنستا بھی جا رہا ہے۔ لیکن ایک بات ہے اس دھوئیں سے آنکھیں ہر وقت صاف رہتی تھیں ۔۔۔ میرے خیال میں یہی وجہ تھی کہ ان دنوں بوڑھوں کو بھی نظر کی عینک نہ لگانا پڑتی تھی ۔۔۔ جب سے مائیکرو اوون اور الیکٹرانک کچن بنے ہیں نہ دھواں ہوتا ہے نہ آنکھیں صاف ہوتی ہیں اس لئے جسے دیکھو آنکھوں پر موٹے موٹے شیشوں والی عینکیں چڑھائے پھر رہا ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

"اگر تم چاہو گے تو میں کلچرڈ کچن بھی بنا لوں گی ۔۔۔ مجھے تو صرف تمہاری خوشی عزیز ہے" ۔۔۔ جولیا نے شرماتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر دوڑ کر ڈریسنگ روم میں داخل ہو گئی اور عمران بے اختیار اپنا سر کھجانے لگا۔

"یا اللہ! ۔۔۔ تو ہی نیک ہدایت دینے والا ہے" ۔۔۔ عمران نے سر کھجاتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر سامنے میز پر پڑے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"صفدر سپیکنگ" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے صفدر کی آواز سنائی دی۔

"صفدر یار جنگ بہادر صاحب ! ــــ بس سپیک ہی کرتے رہتے
ہو ــ یا کچھ بسنت کی بھی خبر ہے" ــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"عمران صاحب آپ ! ــــ خیریت ، یہ آج بسنت آپ کو کیسے یاد
آگئی ۔ کیا پتنگ اڑانے کا موڈ ہو رہا ہے" ــــ دوسری طرف سے
صفدر کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی۔
"اب کیا پتنگ اڑائیں گے ــ ہماری پتنگ تو پہلے ہی کٹ چکی
ہے ۔ سنو ! ــ میں جولیا کے فلیٹ سے فون کر رہا ہوں کچھ زنانہ سامان
خریدنا ہے شادی کے لئے ۔ جولیا اسی خریداری کے لئے ساتھ جا رہی
ہے ــ میں نے سوچا کہ تم بھی آجاؤ ۔ ایک سے دو بھلے ہوتے ہیں ــــ
نجانے جولیا کتنی خریداری کر ڈالے" ــــ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے
میں کہا۔
"ارے عمران صاحب ! ــ آپ سچ کہہ رہے ہیں ــ اوہ مبارک
ہو ۔ دلی مبارک باد ــ میرا خیال ہے سارے ساتھیوں کو اطلاع نہ کر
دوں" ــــ صفدر نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔
"خیر مبارک ــ دلی خیر مبارک ــــ ویسے میری جیب میں اتنی
رقم نہیں ہے کہ سب کا بوجھ اٹھا سکوں ــــ اماں بی نے رقم ہی
تھوڑی سی دی ہے اور تم جانتے ہو اماں بی کو اپنی شادی کے زمانے
کے بھاؤ یاد ہیں ــــ انہیں لاکھ سمجھاؤ کہ مہنگائی بہت ہو گئی ہے
مگر وہ مانتی ہی نہیں ہیں ۔ کہتی ہیں لاکھ مہنگائی ہو گئی ہو ۔ اب اتنی
بھی نہیں ہوئی کہ تین سو روپے سے زیادہ کا سامان آجائے ــــ
ان کا تو کہنا ہے کہ ان کے والد حضور یعنی میرے نانا حضور نے اماں بی

کی شادی اس قدر ٹھاٹھ باٹھ سے کی تھی کہ بڑے بڑے رئیس ، نواب
بھی منہ میں انگلیاں دبائے رہ گئے تھے اور خرچ آئے تھے سارے دو سو
روپے" ــــ عمران کی زبان ایک بار پھر اپنی رفتار سے چل پڑی۔
"اس وقت واقعی دو سو روپے میں ٹھاٹھ دار شادی ہو سکتی تھی لیکن
اب تو دو سو روپے میں ایک پرفیوم کی شیشی بھی نہیں آتی ــــ بہرحال
آپ رقم کی فکر نہ کریں ۔ اس قدر مبارک موقع پر رقم ہم خرچ کریں گے ۔
آخر ہمارا بھی تو کوئی حق بنتا ہے ــــ پھر ہم نے تحائف بھی تو دینے
ہیں وہ بھی آپ کی اور جولیا کی رضامندی سے خرید لیں گے ــــ میں
آ رہا ہوں ۔ آپ میرا انتظار کریں" ــــ دوسری طرف سے صفدر نے
انتہائی پرخلوص لہجے میں کہا اور ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
"یا اللہ تیرا شکر ہے ــ تو واقعی سب کی عزت رکھنے والا ہے ۔
ایسے مخلص دوست دے دیتے ہیں تو نے" ــــ عمران نے رسیور
رکھتے ہوئے اونچی آواز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔
"کس سے باتیں کر رہے تھے" ــ جولیا نے ڈریسنگ روم سے
نکلتے ہوئے کہا ۔ اس نے واقعی خوبصورت لباس پہن رکھا تھا اور چہرے
پر میک اپ کے ہلکے ہلکے ٹچز بھی نظر آ رہے تھے جس سے وہ کچھ اور
زیادہ نکھر گئی تھی۔
"اوہ ! ــ اب تو مجھے ایمبولینس کا خرچہ بھی برداشت کرنا پڑے
گا" ــــ عمران نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر جولیا کو دیکھتے ہوئے کہا۔
"کیا مطلب ! ــ ایسے موقع پر یہ کیا بدشگونی کی باتیں شروع کر
دیں تم نے ــــ ایمبولینس کا کیا مطلب" ــــ جولیا نے مصنوعی

غصے سے کہا۔

"ایک ایمبولینس سے کیا بنے گا۔ سارے ہسپتالوں کی ایمبولینسیں منگوانی پڑیں گی ــــ کشتوں کے پشتے لگ جائیں گے بازار میں" ــــ عمران نے بڑے بے خود سے لہجے میں کہا اور جولیا بالکل کسی ٹھیٹھ مشرقی لڑکی کی طرح شرما گئی۔

"تمہاری یہی باتیں تو دوسروں کو پاگل کر دیتی ہیں ــــ تم نے بتایا نہیں کسے فون کیا تھا" ــــ جولیا نے شرماتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

"صفدر یار جنگ بہادر کو فون کیا تھا ــــ میں نے سوچا وہ بہادر آدمی ہے لاشیں ڈھونے کا کام آسانی سے کر لے گا" ــــ عمران نے کہا۔

"بکواس مت کیا کرو ــــ تم ہو ہی احمق ــــ اماں بی سچ کہتی ہیں۔ بار بار بدشگونیاں کر رہے ہو ــــ ثریا کی شادی کا سامان خریدنا ہے اور تمہیں لاشیں یاد آ رہی ہیں" ــــ جولیا نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"ثریا کی شادی کا سامان ــــ کیا مطلب" ــــ؟ عمران نے اس طرح چونک کر کہا جیسے اس نے یہ بات پہلی بار سنی ہو۔

"کیا مطلب! ــــ ابھی تم کہہ نہیں رہے تھے کہ ثریا کی شادی کا سامان خریدنا ہے" ــــ جولیا نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"لاحول ولا قوۃ ــــ اب میرا کام یہی رہ گیا ہے کہ بہن کی شادی کا سامان خریدتا پھروں ــــ میں نے تو اوج ثریا کی بات کی تھی ــــ پتہ نہیں کیوں ایسے مشکل نام رکھنے کا رواج پڑ گیا ہے۔ اب تم ہی بتاؤ

بھلا اوج ثریا بھی کوئی نام ہے خالی اوج ــــ ٹرج ــــ فوج نہیں رکھا جا سکتا تھا۔ خوامخواہ ثریا کا دُم چھلا ساتھ لگا لیا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوج ثریا ــــ وہ کون ہے" ــــ؟ جولیا کا چہرہ ایک بار پھر رنگ بدلنے لگا۔

"اچھا کمال ہے ــــ تم اوج ثریا کو بھی نہیں جانتی ــــ اماں بی جانتی ہیں اور تم نہیں جانتی ــــ کمال ہے۔ خوامخواہ پڑھ لکھ کر گنوایا" ــــ عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"عمران! ــــ سیدھی طرح بتاؤ کون ہے یہ اوج ثریا ــــ سنو! اب اگر تم نے آئیں بائیں شائیں کی تو گولی مار دوں گی" ــــ جولیا نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے آثار نمودار ہو گئے تھے۔

"ایک شرط پر بتاتا ہوں" ــــ عمران نے کہا۔

"تم شرط ورط چھوڑو ــــ بتاؤ کون ہے یہ" ــــ؟ جولیا نے دانت پیستے ہوئے کہا۔

"پہلے شرط تو سن لو۔ بس معمولی سی شرط ہے اور وہ یہ کہ تم سیکرٹ سروس کے دوسرے ممبران کو نہ بتاؤ گی" ــــ عمران نے بڑے رازدارانہ لہجے میں کہا۔

"اچھا ٹھیک ہے۔ نہیں بتاؤں گی" ــــ جولیا کی آنکھوں سے ایک بار پھر آنسو جھلملانے لگے تھے۔

"اماں بی کی بیٹی کا نام ہے ــــ مجھے بھی آج ہی پتہ چلا ہے۔

میں بھی پہلے خالی ثریا سمجھ رہا تھا" ۔۔۔ عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے بڑے راز کی بات بتا رہا ہو اور جولیا یکلخت کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"تمہیں خدا سمجھے ۔۔۔ دوسروں کو پاگل کر دیتے ہو ایک لمحے میں۔۔۔ اماں بی کی بیٹی تمہاری بہن نہیں لگتی" ۔۔۔ جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں واقعی لگتی تو ہے لیکن ہے بڑی شریر ۔۔۔ اس لئے میں اسے بہن تسلیم نہیں کرتا ورنہ وہ سر چڑھ کر اپنی بات منوا لیتی ہے ۔۔۔ اب تم کہتی ہو تو مان لیتا ہوں۔ ظاہر ہے تمہاری بات تو نہیں ٹال سکتا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا کا چہرہ فرطِ مسرت سے گلرنگ ہو گیا۔

"شرط یاد ہے ناں" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"ہاں یاد ہے۔ لیکن ۔۔۔" جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن ویکن کچھ نہیں ۔۔۔ شرط میں لیکن نہیں چلتا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور جولیا نے ہنستے ہوئے اثبات میں سر ہلا دیا۔

اسی لمحے کال بیل کی آواز سنائی دی اور عمران جولیا کے اٹھنے سے پہلے ہی کرسی سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے دروازہ کھولا تو سامنے صفدر کے ساتھ کیپٹن شکیل، صدیقی اور چوہان بھی موجود تھے۔

"ارے رے ۔۔۔ پوری بارات ہی آ گئی" ۔۔۔ عمران نے بوکھلائے ہوئے انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب! ۔۔۔ مبارک ہو ۔۔۔ جولیا! تمہیں بھی مبارک ہو" ۔ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا اور باقی ساتھیوں نے بھی بڑے خلوص سے

مبارکبادیں دینا شروع کر دیں۔

"خیر مبارک ۔۔۔ خیر مبارک ۔۔۔ واہ! کس قدر خلوص ہے ان رشتوں میں ۔۔۔ لطف آ گیا ۔۔۔ کیوں جولیا" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں واقعی ۔۔۔ ایسا خلوص تو یہاں مشرق میں ہی نظر آتا ہے" ۔۔۔ جولیا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ ہمارا یار تنویر نہیں آیا ۔۔۔ سنا ہے وہ بھاؤ تاؤ کرنے کا ماہر ہے۔ اتنا بھاؤ تاؤ کرتا ہے کہ دکاندار تنگ آ کر اسے دکان سے باہر نکلنے کا کہہ دیتے ہیں اور پھر بازار میں غیر معینہ مدت کے لئے ہڑتال ہو جاتی ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہڑتال ہو جاتی ہے۔ وہ کیوں" ۔۔۔؟ صدیقی نے چونک کر حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ظاہر ہے تنویر کو جب کوئی دکاندار ایسی بات کرے تو پھر اس کے زندہ رہنے کے چانس کم ہی ہوں گے اور دکاندار کی اس طرح ٹوٹ پھوٹ ہو جائے تو ہڑتال تو ہونی ہی ہے" ۔۔۔ عمران نے معصوم سے لہجے میں کہا اور کمرہ بھرپور قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"اچھا اب بتاؤ کہ سامان کونسا لینا ہے ۔۔۔ کوئی لسٹ تو بنائی ہوئی ہو گی" ۔۔۔ صفدر نے کہا۔

"ہاں ہاں! ۔۔۔ اماں بی نے بنا کر دی ہے۔ یہ دیکھو" ۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک لمبی سی لسٹ نکالتے ہوئے کہا۔

"بس ٹھیک ہے۔ اب چلو ۔۔۔ یہ سامان ہماری طرف سے ہو گا۔ تم ہمیں کہیں چائے پلوا دینا" ۔۔۔ صفدر نے لسٹ لپیٹ کر جیب میں

رکھتے ہوئے کہا۔

"سچ — چائے — مگر بل — اوہ! اچھا ٹھیک ہے۔ تم جولیا سے کہہ رہے ہو — ہاں! واقعی اتنی بھاری تنخواہ لیتی ہے۔ کم از کم چائے تو پلوا ہی دے گی — کیوں جولیا" — عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے — اگر سارے ساتھی اتنی خریداری کرنے کی آفر کر رہے ہیں تو چائے میں بھی پلوا سکتی ہوں۔ آخر میرا بھی تو رشتہ لگتا ہے" — جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں ہاں — بالکل بڑا نازک سا رشتہ ہے — آؤ چلیں، دیر ہو رہی ہے" — عمران نے دکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ جولیا کو مزید کوئی بات کرنے کا موقع نہ دینا چاہتا ہو۔

"کیا مطلب! — مجھے تو یہ مشکوک سا معاملہ لگ رہا ہے — یہ کس رشتے کی بات کر رہی ہے جولیا" — صفدر نے چونکتے ہوئے کہا۔

"اماں بی سچ کہتی ہیں کہ مرد ہوتے ہی بدشگون ہیں — اس قدر نیک کام میں پولیس والی مشکوکیت — آؤ چلیں" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا! — کیا واقعی عمران صاحب راضی ہو گئے ہیں؟" — صفدر نے اس بار براہ راست جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میں نے بتایا ہے جولیا کو — میں تو راضی نہ ہو رہا تھا لیکن جب اماں بی نے جوتی اٹھائی تو مجبوراً راضی ہونا پڑا — یار اب چلو بھی سہی" — عمران نے کہا۔

"اماں بی کے کہنے پر راضی ہوئے ہو — ٹھیک ہے۔ میں اماں بی

سے خود بات کرتا ہوں — یا پھر تم خود ہی اصل بات بتا دو" — صفدر نے کہا اور فون کی طرف اس نے ہاتھ بڑھایا۔

"یار ویسے ہی کہہ دو کہ خرچہ نہیں کرنا۔ اس وقت جذبات میں آ کر آفر کر دی۔ اب فرار کے راستے ڈھونڈ رہے ہو — واپس دو مجھے لسٹ۔ تم سے تو جولیا اچھی ہے جو میرے ساتھ چلنے پر رضامند ہو گئی تھی — چلو جولیا — دیکھ لیا ان کا خلوص۔ بس زبانی جمع خرچ ہے سارا" — عمران نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا! آپ بتائیں — کیا واقعی ایسا ہے جیسے عمران بتا رہا ہے" — صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تو اس میں غلط بات کونسی ہے۔ ویسے عمران ٹھیک کہہ رہا ہے۔ پہلے تو تم نے یکلخت اتنی لمبی آفر کر دی اور اب آئیں بائیں شائیں کر رہے ہو" — جولیا نے منہ بنا کر عمران کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ تو یہی سمجھ رہی تھی کہ یہ ساری بات چیت ثریا کی شادی کے سلسلے میں ہو رہی ہے۔

"اوہ اچھا ٹھیک ہے — دراصل عمران صاحب کی باتیں ایسی ہوتی ہیں کہ خوامخواہ ذہن مشکوک ہو جاتا ہے — ٹھیک ہے آئیے" — صفدر نے مسکراتے ہوئے اطمینان بھرے لہجے میں کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"کیا زمانہ آ گیا ہے — مردوں کی بجائے عورتوں کی زبان پر اعتبار آنے لگ گیا ہے لوگوں کو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر سمیت سب بے اختیار ہنس پڑے۔

سفید رنگ کی کیڈلاک بارش سے دُھلی ہوئی سڑک پر بے آواز انداز میں پھسلتی ہوئی انتہائی تیز رفتاری سے آگے بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر ایک لمبا تڑنگا نوجوان بیٹھا ہوا تھا اس کے جسم پر سیاہ رنگ کا اوور کوٹ تھا جس کے کالر اس نے کھڑے کر رکھے تھے۔ سر پر سیاہ رنگ کا ہی فیلٹ تھا آنکھوں پر ایک خوبصورت گاگل تھی ساتھ والی سیٹ پر ایک نوجوان اور خوبصورت لڑکی سیاہ رنگ کا زنانہ اوور کوٹ پہنے ہوئے بیٹھی تھی اس نے سر پر ایک خوبصورت نسوانی ٹوپی اوڑھ رکھی تھی۔ کار کے اندر ہیٹر چلنے کی وجہ سے ماحول خاصا گرم تھا جبکہ باہر سردی اپنے جوبن پر تھی۔

" کیا بات ہے ڈان! ___ تم آج کچھ ضرورت سے زیادہ ہی سنجیدہ لگ رہے ہو" ___ لڑکی نے نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

" کوئی خاص بات نہیں ہے روزی ___ باس نے کال کرتے ہوئے

کہا ہے کہ ایک اہم مشن ہے اور میں جانتا ہوں کہ باس بڑے سے بڑے مشن کو اہم نہیں کہتا ___ اس لئے آخر وہ کونسا مشن ہو گا جسے باس اہم کہہ رہا ہے" ___ نوجوان نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

" تمہاری بات بھی درست ہے۔ لیکن جب تک ہم باس تک نہ پہنچیں گے اہم کا معنی ہمیں کیسے سمجھ آ سکتا ہے اس لئے وقت سے پہلے بوڑھے ہونے کا فائدہ" ___ روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

" اچھا ___ آدمی سوچنے سے بوڑھا ہو جاتا ہے" ___ ڈان نے ہنستے ہوئے کہا۔

" ہو نہیں جاتا تو لگنے ضرور لگ جاتا ہے ___ مجھے یہ لٹکی ہوئی صورتیں ہرگز پسند نہیں ہیں ___ زندگی کا ہر لمحہ ہنس کھیل کر گذارنا چاہیئے" ___ روزی نے کہا اور ڈان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

" ہمارے پیشے میں ہنسی کھیل بعض اوقات نقصان کا بھی باعث بن جاتا ہے مائی ڈیئرسٹ روزی" ___ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

" آج تک تو کبھی نہیں ہوا ___ اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ بھی نہیں ہو گا" ___ روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈان نے مسکرا کر کار کو ایک سرخ رنگ کی عمارت کے گیٹ پر موڑ کر روک دیا۔ یہ ایک عام سی رہائشی عمارت لگ رہی تھی جس کا بڑا سا گیٹ بند تھا ڈان نے مخصوص انداز میں ہارن دیا تو سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک نوجوان باہر نکل آیا۔

" اوہ آپ! ___ باس آپ کے منتظر ہیں۔ میں گیٹ کھولتا ہوں" ___ نوجوان نے ڈان اور روزی کو دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس سائیڈ گیٹ میں غائب ہو گیا۔ چند لمحوں بعد ہی پھاٹک کھل گیا اور

ڈان کار اندر لے گیا۔

یہ ایک خاصی بڑی کوٹھی تھی جس کے وسیع و عریض پورچ میں دو بڑی کاریں موجود تھیں۔ ڈان نے کیڈلاک ان کے ساتھ جا کر روکی اور پھر دروازے کھول کر وہ دونوں نیچے اتر آئے۔ مختلف راہداریوں سے گذرتے ہوئے وہ ایک کمرے کے دروازے پر رک گئے۔ انہیں معلوم تھا کہ راہداریوں میں نصب حساس کیمروں اور کمپیوٹر نے ان کی نہ صرف تفصیلی چیکنگ کر لی ہوگی بلکہ اس کی رپورٹ بھی باس تک پہنچ چکی ہوگی۔ ڈان نے ہاتھ اٹھا کر دروازے پر مخصوص انداز میں دستک دی۔

"کم ان" ---- اندر سے ایک بھاری آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی بند دروازہ خود بخود کھلتا گیا۔ یہ ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو بہترین فرنیچر سے آراستہ تھا۔ فرش پر دبیز قالین بچھا ہوا تھا۔ سامنے ایک بڑی سی میز کے پیچھے ہائی بیک ریوالونگ چیئر پر ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا ادھیڑ عمر آدمی بیٹھا ہوا تھا۔ اس آدمی کا چہرہ قدرے لمبوترا تھا لیکن چہرے پر بے پناہ سختی اور سرد مہری کے آثار نمایاں تھے۔ وہ ان دونوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے نظروں سے ہی ان کی سکریننگ کر رہا ہو۔

"بیٹھو" ---- ادھیڑ عمر آدمی نے میز کے سامنے رکھی ہوئی کرسیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

"کبھی پاکیشیا گئے ہو" ---- باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا

"پاکیشیا ---- نہیں ابھی تک تو ایسا اتفاق نہیں ہوا" ---- ڈان نے جواب دیا۔

"تو اب تم دونوں کو پاکیشیا بھیجنے کا میں نے فیصلہ کیا ہے ---- ایک اہم مشن درپیش ہے۔ پاکیشیا نے اپنے دوست ملک شوگران کی مدد سے ایک نیا دفاعی نظام اپنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس نظام کا اصل فارمولا پاکیشیا کے ہی ایک دفاعی سائنسدان نے تیار کیا ہے لیکن اس کی نوک پلک سنوارنے اور اسے قابل عمل بنانے کے لئے پاکیشیا نے شوگران کے دفاعی ماہرین اور سائنسدانوں کا تعاون حاصل کیا ہے ---- انہوں نے اس نظام کا نام ریڈ گارڈ رکھا ہے۔ جہاں تک ہمیں اس کے متعلق اطلاعات ملی ہیں ریڈ گارڈ ایسا نظام ہے کہ جس کے روبہ کار آتے ہی پاکیشیا کا دفاع ناقابل تسخیر ہو جائے گا اور ہم نہیں چاہتے کہ ایسا ہو" ---- باس نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو ہم نے اس دفاعی نظام کو تباہ کرنا ہے" ---- ڈان نے اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نہیں ---- صرف ریڈ گارڈ کی تفصیلات خفیہ طور پر حاصل کرنی ہیں اس کے بنیادی فارمولے کی فلم اس طرح حاصل کرنی ہے کہ پاکیشیا کو اس کا احساس تک نہ ہو سکے۔ وہ اپنی طرف سے یہی سوچتا رہے کہ ریڈ گارڈ کے متعلق کسی کو علم نہیں ہے لیکن ایکریمیا کے پاس اس کی تفصیلات موجود ہوں تاکہ اگر پاکیشیا کسی بھی وقت کوئی ایسی حرکت کرے جس سے ایکریمیا کے مفادات مجروح ہونے کا اندیشہ ہو تو اس کے اس نظام کو آسانی سے توڑ پھوڑ دینے کی دھمکی دے کر اسے پھر اپنے تابع رکھ سکیں" باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مگر باس یہ ---- اس سے کیا فائدہ ہوگا۔ نظام تو وہ بنا لیں گے۔

کیوں نہ انہیں مجبور کر دیا جائے کہ وہ یہ نظام اپنانے کے ہی قابل نہ ہو سکیں"۔۔۔۔ روزی نے اس بار کہا۔

"مس روزی!۔۔۔۔ حکومت جو کچھ جانتی ہے وہ آپ نہیں جانتی۔ پاکیشیا ہمارا حلیف ملک ہے اور ہمارے ساتھ اس کے انتہائی دوستانہ تعلقات ہیں۔۔۔۔ ہم ان تعلقات کو فوری طور پر خراب نہیں کرنا چاہتے ایک بات۔۔۔۔ دوسری بات یہ کہ اگر ایسی کوئی کارروائی کی گئی تو لازماً روسیاہی اور کافرستانی ایجنٹ بھی حرکت میں آجائیں گے۔۔۔۔ پاکیشیا کوئی بھی دفاعی نظام اپنائے ہمیں اس سے کوئی مطلب نہیں کیونکہ بہرحال وہ ایکریمیا سے طاقتور کبھی نہیں ہو سکتا۔ ہمیں صرف اتنا چاہیئے کہ اس کے اس نظام کا بنیادی فارمولا اور اس کی تفصیلات معلوم ہوں تاکہ اگر کسی بھی وقت کوئی کارروائی مقصود ہو تو ہمیں ایسا کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو"۔۔۔۔ باس نے اسی طرح سپاٹ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"باس!۔۔۔ پھر یہ اہم مشن کیسے ہو گیا۔ یہ کام تو ملٹری انٹیلی جنس کا کوئی بھی عام سا ایجنٹ کر سکتا ہے"۔۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا مطلب ہے حکومت احمق ہے جسے اتنی بھی سمجھ نہیں ہے"۔۔۔ باس کا لہجہ ایسا تھا جیسے اس نے بات کرنے کی بجائے ڈان کو کوڑے کی ضرب لگائی ہو۔

"سوری باس!۔۔۔ میرا یہ مطلب نہ تھا"۔۔۔۔ ڈان نے قدرے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو۔۔۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم پاکیشیا میں موجود روسیاہی اور دیگر ممالک کے ایجنٹوں کو ہوشیار نہیں کرنا چاہتے۔۔۔۔ دوسری بات یہ

ہے کہ پاکیشیا والوں نے اہم ترین فائلوں کو محفوظ رکھنے کا نرالا طریقہ اختیار کر رکھا ہے۔ ایسی فائلیں وہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں رہتی ہیں اور سیکرٹ سروس کے چیف کے پاس جو فائل پہنچ جائے تو اس کا حصول ناممکن نہیں تو انتہائی مشکل ضرور ہو جاتا ہے۔ لیکن چونکہ ابھی اس فارمولے پر ابتدائی کام ہو رہا ہے اس لئے یہ فارمولا وزارتِ دفاع کی تحویل میں ہے جس کا سیکرٹری سر راشد ہے۔ سر راشد کے متعلق تمام تفصیلات میں نے مہیا کر لی ہے اس کی فائل تمہیں مل جائے گی اور ہماری ایجنسی اور خاص طور پر تم دونوں کا انتخاب ایک خاص مقصد کے پیشِ نظر کیا گیا ہے کہ ہماری ایجنسی اب تک انتہائی مشکل ترین مشنز میں بھی کبھی ناکام نہیں ہوئی۔ اس معاملے میں بلیک ایجنسی کا ریکارڈ شاندار ہے اور بحیثیت ایجنٹ تم دونوں سے پاکیشیا والے واقف نہیں ہیں اور تم دونوں میں ایسی صلاحیتیں بھی موجود ہیں کہ تم آسانی سے اپنا مشن مکمل کر کے واپس آسکتے ہو"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔ مشن تو خیر مشکل نہیں ہے۔ بہرحال مشرق کے اس پسماندہ ملک کی سیر ہی ہو جائے گی"۔۔۔۔ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم دونوں کی قبریں بھی پاکیشیا کے کسی گڑھے میں بن سکتی ہیں اگر تم نے اسے اس طرح لائٹ مشن کے طور پر لیا"۔۔۔۔ باس کا لہجہ ایک بار پھر انتہائی کرخت ہو گیا اور ڈان اور روزی دونوں کی آنکھیں حیرت سے پھیلنے لگ گئیں وہ اس طرح اپنے باس کو دیکھ رہے تھے جیسے انہیں یقین نہ آرہا ہو کہ وہ واقعی اصل باس کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

"باس! —— آخر آپ کہنا کیا چاہتے ہیں —— اس پسماندہ ملک میں ڈان اور روزی کی قبریں" —— ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا اور شاید پہلی بار باس کے سخت چہرے پر مسکراہٹ رینگتی ہوئی نظر آئی لیکن مسکراہٹ طنزیہ انداز کی تھی۔

"میں جانتا ہوں کہ تم اس قدر حیران کیوں ہو رہے ہو —— تم دونوں بلیک ایجنسی کے سپر ٹاپ بلیک ایجنٹ ہو —— دنیا کے بیشمار ملکوں میں تم نے ایسے ایسے کارنامے سرانجام دیئے ہیں کہ یہ مشن واقعی تمہارے لئے انتہائی معمولی سا مشن ہے۔ لیکن یہ مشن صرف اسی صورت میں آسان ثابت ہو سکتا ہے کہ اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے کانوں تک اس مشن کی بھنک نہ پڑے —— اور اگر پاکیشیا سیکرٹ سروس تک یہ مشن پہنچ گیا تو پھر تمہاری انتہائی خوش قسمتی ہی ہو سکتی ہے کہ تم زندہ واپس آجاؤ —— ورنہ واقعی تمہاری قبریں وہیں بن سکتی ہیں" —— باس نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس وہی جس کے چیف کا نام آپ ایکسٹو بتا رہے ہیں" —— ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ روزی کے چہرے پر بھی حیرت کے آثار نمایاں تھے۔

"ہاں وہی پاکیشیا سیکرٹ سروس —— جو ہے تو ایک پسماندہ ملک کی سیکرٹ سروس، لیکن اس کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے لگا سکتے ہو کہ بین الاقوامی طور پر جب صدر ایکریمیا کو کسی ایسے مشن سے سابقہ پڑتا ہے جو پوری دنیا کے لئے خطرناک ثابت ہو سکتا ہے تو صدر ایکریمیا، ایکریمیا کی بے شمار ٹاپ ایجنسیوں کو چھوڑ کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کو فعال کرنے کے خواہشمند رہتے ہیں، کیونکہ انہیں معلوم ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جیسے ہی حرکت میں

آئے گی بڑے سے بڑے سیکرٹ ایجنٹ، بڑی سی بڑی مجرم تنظیمیں، بہرحال ان کے مقابلے میں ناکام ہو کر رہ جائیں گی —— وہ دنیا کے انتہائی خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ سمجھے جاتے ہیں۔ اس سیکرٹ سروس کا خاص آدمی ایک شخص علی عمران ہے جو اپنے آپ کو پرنس آف ڈھمپ بھی کہلاتا ہے بظاہر انتہائی مسخرہ —— انتہائی معصوم اور سیدھا سادھا سا آدمی ہے لیکن درحقیقت وہ اس کا ایکٹ ہے —— میرا مقصد تمہیں خوف زدہ کرنا نہیں ہے کیونکہ میں جانتا ہوں کہ تم عمران سے کسی طرح بھی کم نہیں ہو۔ میں تمہیں صرف خطرات سے آگاہ کر رہا ہوں۔ ان ساری باتوں کو سامنے رکھ کر تم دونوں کا انتخاب کیا گیا ہے کہ اگر بفرض محال پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس بارے میں معلوم بھی ہو جائے تو تم دونوں میں ایسی صلاحیتیں موجود ہیں کہ تم یہ مشن پھر بھی مکمل کر سکتے ہو —— لیکن بنیادی بات اس مشن میں یہی ہے کہ یہ مشن اس طرح مکمل ہو کہ پاکیشیا کے کسی فرد کو اس کا علم نہ ہو سکے۔ اگر کسی بھی سطح پر اس کا علم ہو جاتا ہے تو پھر یہ مشن بیکار ہو جائے گا پھر تمہیں فوری طور پر اس مشن کو ترک کر دینا ہو گا" —— باس نے کہا

"سوری باس! —— آپ بے شک مجھے گولی سے اڑا دیں —— میرا کورٹ مارشل کرا دیں لیکن میں ان حالات میں وہاں نہیں جا سکتا کہ چوہے کی طرح کام کروں اور اگر وہ لوگ ہوشیار ہو جائیں تو بزدل گیدڑ کی طرح مشن چھوڑ کر واپس آجاؤں —— یہ میری فطرت کے خلاف ہے۔ میں اپنی طرف سے پوری کوشش کروں گا کہ کسی کو معلوم ہوئے بغیر مشن مکمل ہو جائے لیکن پھر بھی اگر انہیں معلوم ہو جاتا ہے اور وہ مقابلے پر آتے ہیں تو میں اس وقت تک واپس نہیں آؤں گا جب تک ان کی قبروں پر لگے ہوئے کتبے۔

نہ پڑھ لوں ۔۔۔ آئی ایم ویری سوری باس" ۔۔۔۔ ڈان نے انتہائی
سخت اور مضبوط لہجے میں کہا۔

"تم کیا کہتی ہو روزی" ۔۔۔۔ ؟ باس نے ہونٹ چباتے ہوئے روزی
سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"باس ۔۔۔ ڈان ٹھیک کہہ رہا ہے۔ ان حالات میں فرار سے تو بہتر ہے
کہ ہم خودکشی کر لیں" ۔۔۔۔ روزی نے بھی سپاٹ لہجے میں جواب دیتے
ہوئے کہا۔

"ویری گڈ ۔۔۔ میں یہی بات تم دونوں کے منہ سے سننا چاہتا تھا۔ ویسے
مجھے تم دونوں کی فطرت کا شاید تم دونوں سے بھی زیادہ علم ہے۔ لیکن تم
دونوں نے میری بات مکمل طور پر سنے بغیر اپنے جذبات کا اظہار شروع کر
دیا ہے ۔۔۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ تم مشن کو ترک کرنے کے بعد واپس
آجاؤ ۔ نہیں ۔۔۔ مجھے معلوم ہے کہ یہ تمہاری فطرت کے خلاف ہے ۔
یہ ریڈ فائل والا مشن تمہارا اصل مشن نہیں ہے ۔۔۔ تمہارا اصل مشن
اور ہے ۔ یہ مشن تو ہنگامی طور پر سامنے آیا ہے اور میں نے فیصلہ کیا
ہے کہ تم پہلے اس مشن کو مکمل کرو ۔ اس کے بعد دوسرے مشن پر کام کرو"
باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اصل مشن ۔۔۔ وہ کیا ہے" ۔۔۔۔ ؟ ڈان اور روزی دونوں نے
چونک کر حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"پہلے اس مشن کی بات مکمل ہو جائے ۔ اس مشن کی بنیاد صرف اس
بات پر ہے کہ اس کا علم کسی کو نہ ہو ۔۔۔ پاکیشیا حکومت ۔۔۔ پاکیشیا
سیکرٹ سروس سمیت کسی کو بھی نہیں ۔ کیونکہ اگر اس بات کا علم پاکیشیا کو

ہو جاتا ہے کہ اس نظام کے بنیادی فارمولے کی فلم حاصل کر لی گئی ہے ، یا
اس کی کوشش کی گئی ہے تو وہ فوراً سمجھ جائیں گے کہ ریڈ گارڈ نظام کا علم
دوسروں کو ہو گیا ہے ۔ جب کہ وہ اسے پوری دنیا سے خفیہ رکھنا چاہتے
ہیں ۔۔۔ سوائے شوگران حکومت کے وہ اور کسی کو اس کی بھنک
بھی نہیں پڑنے دینا چاہتے اور اسی میں ان کی کامیابی ہے ۔ جیسے ہی
ریڈ گارڈ کے بارے میں کوشش کا علم ہوا تو پھر یا تو وہ اس نظام کو
اپنانے کا سرے سے خیال ہی چھوڑ دیں گے ۔۔۔۔ یا پھر اس کی بنیاد
تبدیل کر دیں گے اور دونوں صورتوں میں اس مشن کی تکمیل کا ہمیں کوئی
مفاد حاصل نہ ہو گا ۔۔۔ تم دونوں اب میری بات سمجھ گئے ہو" ۔۔۔
باس نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"یس باس ۔۔۔ اب بات سمجھ میں آ گئی ہے" ۔۔۔ ڈان اور روزی
نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایک لحاظ سے یہ مشن مادام روزی کی بے پناہ ذہانت کا امتحان ہو گا
ڈان کی تیز کارکردگی اور ایکشن صلاحیتیں اس مشن میں سامنے نہ آ سکیں گی۔
لیکن دوسرا مشن ڈان کا ہو گا ۔۔۔ بہرحال اگر تم دونوں کسی کو معلوم
ہوئے بغیر مشن مکمل کر لیتے ہو اور ریڈ گارڈ فارمولے کی فلم ہم تک پہنچ
جاتی ہے تو یہ ہمارے لئے بے حد مسرت کا باعث ہو گی ۔۔۔ لیکن
اگر انہیں علم ہو جاتا ہے تو پھر تمہیں مشن مکمل کرنے کی ضرورت باقی نہیں
رہتی ۔۔۔ تم اسے فوری طور پر ترک کر کے اپنے اصل مشن پر کام شروع
کر دو گے" ۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس" ۔۔۔ آپ بے فکر رہیں ۔ یہ مشن بھی مکمل ہو گا

اور دوسرا بھی" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اب دوسرے مشن کے بارے میں سن لو ـــــ پاکیشیا میں ایک سائنسدان ہے ڈاکٹر ہاشم ـــــ تم نے اسے ہلاک کرنا ہے اور بس" ـــــ باس نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان اور روزی کے منہ حیرت کی شدت سے کھلے کے کھلے رہ گئے۔ وہ دونوں بے اختیار اس طرح ایک دوسرے کو دیکھنے لگے جیسے کہہ رہے ہوں کہ کہیں باس کے ذہن میں کوئی خلل تو نہیں آ گیا۔

"میں تم دونوں کی کیفیات اچھی طرح سمجھ رہا ہوں" ـــــ باس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باس! ـــ کہیں آج فرسٹ اپریل تو نہیں ہے کہ آپ ہم دونوں کو فول بنا رہے ہیں" ـــــ ڈان نے بے اختیار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں تاریخ دیکھتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا خیال ہے کہ یہ کوئی مشن ہی نہیں ہے" ـــــ باس اسی طرح طنزیہ انداز میں مسکرا رہا تھا۔

"باس! ـــ ایک سائنسدان کی ہلاکت کا مشن ہو اور بلیک ایجنسی اس پر کام کرے اور بلیک ایجنسی کے ڈان اور روزی یہ مشن مکمل کریں ـــ مجھ میں تو اب مزید حیرت زدہ ہونے کی تاب ہی باقی نہیں رہی" ـــــ ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو! ـــ جسے تم آسان مشن سمجھ رہے ہو، وہ اس وقت ایکریمیا روسیاہ۔ گریٹ لینڈ، اسرائیل اور اس جیسے دوسرے ممالک جو ظاہراً یا خفیہ طور پر پاکیشیا کو سائنسی یا دفاعی طور پر ناقابل تسخیر بنتا نہیں دیکھنا چاہتے۔ ان سب ممالک کی ٹاپ سیکرٹ ایجنسیاں، ایکریمیا کی سوائے چند ایجنسیوں

کو چھوڑ کر باقی سب ایسی ایجنسیاں جو پاکیشیا میں کام کرتی ہیں سب اس مشن میں ناکام ہو چکی ہیں۔ گذشتہ چار سالوں سے مسلسل اس مشن پر کام جاری ہے لیکن نتیجہ سوائے ناکامی اور ایجنٹوں کی موت کے اور کچھ نہیں نکل سکا، اور تمہیں یہ سن کر خوشی ہو گی کہ اسرائیل نے آخر کار صدر ایکریمیا سے خاص طور پر درخواست کی ہے کہ یہ مشن بلیک ایجنسی کے سپرد کیا جائے جس کے ریکارڈ میں اب تک ناکامی کا خانہ نہیں بن سکا" ـــــ باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور ڈان اور روزی کی حالت دیکھنے والی تھی۔

"یعنی ایک سائنسدان کو ہلاک نہیں کیا جا سکا ـــ کیوں ـــ کیا وہ سائنسدان مافوق الفطرت ہے یا اس نے سلیمانی ٹوپی ایجاد کر رکھی ہے کہ وہ پہن کر کسی کو نظر نہیں آتا ـــ آخر وجہ کیا ہے ان سب ایجنسیوں کی ناکامی کی" ـــــ ؟ ڈان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ناکامی کی صرف دو وجوہات ہیں ـــــ نمبر ایک یہ کہ اس سائنسدان کے گرد ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر حفاظتی حصار قائم کر دیئے گئے ہیں اور دوسری وجہ یہ ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس جو مستقل طور پر تو اس سائنسدان کی حفاظت نہیں کرتی، لیکن اطلاع ملنے پر فوراً اس تنظیم کے خلاف کام شروع کر دیتی ہے جو سائنسدان کو ہلاک کرنے کی کوشش میں مصروف ہوتی ہے ـــ نتیجہ مکمل ناکامی، موت اور تباہی کی صورت میں برآمد ہوتا ہے اور اعداد و شمار کے لحاظ سے بتا دوں کہ اس مشن پر اب تک ایکریمیا کی دو بلیک ایجنسیاں مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہیں۔ مختلف ایجنسیوں کے پچیس سے زیادہ ٹاپ سپر ایجنٹس ہلاک ہو چکے ہیں۔ اسرائیل کے اٹھارہ ٹاپ ایجنٹس روسیاہ کی چار تنظیمیں اور بیس سے زائد ایجنٹس، اور اس کے علاوہ نجانے کتنے

افراد اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں لیکن ڈاکٹر ہاشم کو ہلاک نہیں کیا جاسکا"۔۔۔۔ باس نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ!۔۔۔۔ واقعی ان حالات میں تو یہ واقعی ڈان اور روزی کا مشن لگ رہا ہے اور باس!۔۔۔۔ کیوں نہ ہم پہلے یہ مشن مکمل کریں پھر وہ فائل والا مشن بھی کر لیں گے"۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ ریڈ گارڈ نظام مکمل ہونے والا ہے اس کے بعد اس کا فارمولا پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف ایکسٹو کی تحویل میں چلا جائے گا اس کے بعد اس فارمولے کے حصول کے لئے کام کرنے کا مطلب یہی ہوگا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو علم ہو جائے اور مسئلہ ختم۔ چنانچہ پہلے یہی مشن مکمل ہوگا اس کے بعد ڈاکٹر ہاشم والا"۔۔۔۔ باس نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔۔ آپ بے فکر رہیں۔ دونوں مشن ہی مکمل ہو جائیں گے۔ لیکن ان کی تفصیلات"۔۔۔۔ ڈان نے بااعتماد لہجے میں کہا۔

"گڈ شو۔۔۔۔ اس بااعتماد لہجے کا مطلب یہ ہے کہ تم واقعی کامیاب ہو گے ضروری فائلیں تمہارے دفتر پہنچ جائیں گی لیکن تم نے انہیں ساتھ نہیں لے جانا ہوگا۔ ضروری تفصیلات ذہن نشین کر لینا اور بس۔۔۔۔ ویسے ان مشنز کی تکمیل کے لئے تم مکمل طور پر آزاد ہو گے جس طرح چاہو انہیں مکمل کرو۔۔۔۔ پاکیشیا میں ہمارا ایک لوکل گروپ موجود ہے چاہو تو اس سے رابطہ کر لو۔ چاہو تو اپنا جیکی والا سیکشن یہاں سے ساتھ لے جاؤ۔۔۔۔ میری طرف سے کوئی پابندی نہیں ہوگی۔ بس میں صرف اتنا چاہتا ہوں کہ پہلے مشن کا جو نتیجہ نکلے سو نکلے۔۔۔۔ دوسرے مشن میں مجھے سو فیصد کامیابی چاہیئے۔ میں بلیک ایجنسی کا ریکارڈ ہر صورت میں ناکامی کے لفظ سے پاک رکھنا

چاہتا ہوں"۔۔۔۔ باس نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔۔۔۔ دوسرا مشن تو واقعی بلیک ایجنسی کی عزت کا مسئلہ ہے۔۔۔۔ ویسے پہلا مشن بھی مکمل ہوگا۔۔۔۔ لیکن اس ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں تفصیلات کی فائل بھی تو آپ دیں گے ہمیں"۔۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"نہیں۔۔۔۔ فی الحال تمہیں پہلے مشن کے بارے میں تفصیلات بتائی جائیں گی۔۔۔۔ جب تم اس بارے میں مجھے رپورٹ دو گے تو اس وقت دوسرے مشن کے بارے میں تفصیلی ہدایات دونگا"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس!۔۔۔۔ جیسے آپ مناسب سمجھیں"۔۔۔۔ ڈان اور روزی دونوں نے بیک آواز ہو کر کہا۔

"تم جیکی اور اس کے پورے سیکشن کو ساتھ لے جاؤ تاکہ کسی لوکل آدمی سے تمہارا رابطہ نہ ہو سکے۔۔۔۔ اسی طرح یہ مشن کامیاب ہو سکتا ہے۔۔۔۔ لوکل گروپ کے باس کا نام بھی جیکی ہے۔۔۔۔ بہرحال آخری بات سن لو کہ تمہارا مشن صرف فلم کے حصول تک محدود ہوگا۔ فلم حاصل کرتے ہی تم نے یہ فلم پاکیشیا میں موجود ایک آدمی کے حوالے کر دینی ہے اور بس۔۔۔ جب فلم مجھ تک پہنچ جائے گی اس کے بعد تمہیں دوسرے مشن کے بارے میں تفصیلی ہدایات دونگا"۔۔۔۔ باس نے کہا۔

"وہ آدمی کون ہے"۔۔۔۔؟ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"لوکل گروپ کے سلسلے میں تمہیں جو فائل دی جائے گی اس میں سرخ صفحے پر اس آدمی کی نشاندہی اور اس سے مل کر فلم دینے تک کے تمام کوڈ درج ہوں گے"۔۔۔۔ باس نے جواب دیا۔

"او۔ کے باس !۔۔۔۔ اب ہمیں اجازت۔ تاکہ ہم تیاری کر سکیں"۔۔۔۔
ڈان نے کہا اور باس کے سر ہلانے پر وہ کرسی سے اٹھا اور بیرونی دروازے
کی طرف مڑ گیا۔

روزی بھی مسکراتی ہوئی اٹھی اور سر کے اشارے سے باس کو سلام کر کے
ڈان کے پیچھے بیرونی دروازے کی طرف مڑ گئی۔

"وش یو گڈ لک"۔۔۔۔ باس کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی
بیرونی دروازہ خود بخود کھل گیا۔

"عمران صاحب !۔۔۔ آپ نے ہم سب سے غلط بیانی کیوں کی۔۔؟
کیا ثریا ہماری بہن نہیں ہے"۔۔۔۔؟ صفدر نے غصیلے لہجے میں کہا۔
وہ اس وقت ایک معروف ہوٹل کے لان میں بیٹھے چائے پی رہے تھے۔
لسٹ میں موجود تمام سامان، لباس اور زیورات ایک ہی شاپنگ پلازہ سے
مل گیا تھا اس لئے عمران نے انہیں سر رحمان کی کوٹھی کا پتہ دے کر سارا
سامان وہاں بھجوانے کا کہہ دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوٹھی فون کر کے
اماں بی سے کہہ بھی دیا کہ ثریا کے لئے جو لسٹ انہوں نے دی تھی وہ سامان
وہ خرید کر بھجوا رہا ہے۔ اس فون سے پہلی بار صفدر اور اس کے ساتھیوں
کو اس بات کا علم ہوا تھا کہ مسئلہ جولیا اور عمران کی شادی کا نہ تھا بلکہ یہ سارا
سامان ثریا کی شادی کے سلسلے میں منگوایا گیا تھا۔ وہاں تو وہ پبلک جگہ کی
وجہ سے خاموش رہے اور جولیا وعدے کے مطابق انہیں چائے پلانے کے
لئے اس خوبصورت ہوٹل میں لے آئی تو یہاں آکر صفدر نے عمران سے بات کی۔

"غلط بیانی ـــ کیا مطلب" ـــــ عمران نے اس طرح حیران ہو کر پوچھا جیسے اُسے علم ہی نہ ہو۔

"آپ نے ہمیں یہ تاثر کیوں دیا کہ یہ سامان جولیا کی شادی کے سلسلے میں منگوایا جارہا ہے" ـــــ صفدر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جولیا کی شادی ـــ یعنی کیا مطلب ! ـــ کیا واقعی جولیا شادی کر رہی ہے ـــ اوہ ! پھر تو مجھے بھی کوئی تحفہ وغیرہ خرید لینا چاہیئے تھا۔ دولہا میاں کے لئے" ـــــ عمران نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

"یو شٹ اپ نانسنس" ـــــ اس سے پہلے کہ کوئی بولتا، جولیا نے غصے سے پھٹ پڑنے والے لہجے میں کہا اور عمران اس طرح حیرت سے جولیا کو دیکھنے لگا جیسے اُسے سمجھ نہ آ رہا ہو کہ آخر جولیا کیوں غصے میں آگئی ہے۔

"اچھا تحفہ خریدنا نانسنس ہے ـــ چلو ٹھیک ہے خریدوں گا نہیں۔ اب شاپ لفٹنگ تو فیشن بن چکا ہے" ـــ عمران نے سر ہلا کر کہا۔

"میں جارہی ہوں" ـــ جولیا نے اٹھ کر پیر پٹختے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے مڑ کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"عمران صاحب ! ـــ آپ کو جولیا کے جذبات کا لحاظ رکھنا چاہیئے" ـــ صفدر نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا اور پھر خود اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا جولیا کے پیچھے چل پڑا۔

"کمال ہے ـــ سامان کیا خرید کر دیا ہے۔ اب رعب بھی جمانے لگے ہیں" ـــ عمران نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ویسے عمران صاحب ! ـــ ہم سب یہی سمجھے تھے کہ آپ جولیا سے شادی پر رضامند ہوگئے ہیں اور یہ سامان کی خریداری اسی سلسلے میں ہو رہی

ہے" ـــ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے میں تو رضا ہی رضا ہوں مسئلہ اس مند صاحب کا ہے ـــ وہ ہرے پر نقاب اوڑھے ساری رضا میں مند بلکہ بند کئے بیٹھا ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

اسی لمحے صفدر، جولیا کو ہمراہ لئے واپس آگیا۔ وہ شاید اُسے سمجھا بجھا کر واپس لے آیا تھا۔ جولیا کا چہرہ ستا ہوا تھا اور وہ خاموش سی آکر کرسی پر بیٹھ گئی تھی۔

"وہ لسٹ اور بل کہاں ہے صفدر" ـــ ؟ عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر پوچھا۔ لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔

"کیوں" ـــ ؟ صفدر نے چونک کر پوچھا۔

"وہ مجھے دو۔ میں باس کو بھجوا دیتا ہوں" ـــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب ! ـــ آپ کو پہلی بار میں نے اس قسم کی بات کرتے دیکھا ہے میرا مقصد یہ نہ تھا کہ مجھے یہ خریداری بوجھ محسوس ہوتی ہے ـــ ثریا میری بھی چھوٹی بہن ہے۔ میں تو صرف اس لئے کہہ رہا تھا کہ آپ مجھے پہلے بتا دیتے تو مجھے اور بھی زیادہ مسرت ہوتی" ـــ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ماشاءاللہ ـــ ماشاءاللہ ـــ یہ ثریا سے زیادہ میری خوش قسمتی ہے۔ ورنہ اماں بی نے تو الٹی میٹم دے دیا تھا کہ تم بڑے بھائی ہو اس لئے خرچہ تمہیں ہی کرنا ہوگا اور میں سوچ رہا تھا کہ اب فیاض کی منت کروں ـــ ویسے میرا یہ مقصد نہ تھا جو تم سمجھے ہو ـــ وہ باس تو ڈیڈی سے بھی زیادہ بڑا کنجوس ہے۔ وہ کہاں سے بل دے گا۔ میں تو اس لئے اُسے یہ لسٹ اور بل بھیجنا

چاہتا تھا تاکہ اُسے معلوم ہو سکے کہ زیادہ خرچہ نہیں آتا۔ بس یہی ڈیڑھ دو لاکھ کی معمولی رقم لگتی ہے۔ وہ خوامخواہ ڈر کے مارے اس معاملے کو ٹالے چلا آرہا ہے۔" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کس معاملے کو ۔۔۔ کس کی بات کر رہے ہو" ۔۔۔ جولیا نے چونک کر پوچھا۔

"تفصیل کا تو مجھے علم نہیں ۔۔۔ مجھے تو سر سلطان نے بتایا ہے کہ ان کی معرفت باس سے بات چیت کی جا رہی ہے۔ کیونکہ بہرحال وہ سیکرٹ سروس کا چیف ہے اس کی اجازت کے بغیر تو مسئلہ حل نہیں ہو سکتا" ۔۔۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے جواب دیا اور جولیا کا سُتا ہوا چہرہ بے اختیار کھل اٹھا لیکن شرم کے مارے اس نے منہ بے اختیار دوسری طرف کر لیا۔ ظاہر ہے وہ سمجھ گئی تھی کہ سر سلطان کی معرفت عمران کی بات ہی کی جا سکتی تھی۔

"لیکن عمران صاحب ۔۔۔ اس کے لئے تو اصل معاملہ آپ کی اماں بی کا ہے۔ اگر وہ اڑ جائیں تو پھر باس کی بھی مجال نہیں کہ وہ ٹال مٹول کر سکے"۔ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اماں بی کی طبیعت تو تم جانتے ہو۔ وہ پہلے اپنے بیٹے سے تو فارغ ہو جائیں۔ پھر ہی کسی اور کا نمبر آتا ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران کا یہ فقرہ سن کر جولیا تو جولیا سارے ممبران بُری طرح چونک پڑے۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا سر سلطان آپ کے علاوہ کسی اور کے لئے بات کر رہے ہیں" ۔۔۔؟ اس بار صفدر نے حیران ہو کر پوچھا۔

"میرے علاوہ ۔۔۔ کیا مطلب" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا اور جولیا کو اس کے اس فقرے اور چونکنے نے ایک بار پھر مسکرانے پر مجبور کر دیا۔

"صفدر ۔۔۔ میرا خیال ہے اب چلنا چاہیے۔ بہت دیر ہو گئی ہے" ۔۔۔ کیپٹن شکیل نے شاید معاملے کی نزاکت کو محسوس کرتے ہوئے کہا اور اُٹھ کھڑا ہوا۔

"ہاں چلو" ۔۔۔ صفدر نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ وہ بھی شاید کیپٹن شکیل کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ اس معاملے کو اگر مزید واضح کیا گیا تو جولیا کے جذبات لازماً مجروح ہوں گے کیونکہ وہ عمران کی فطرت کو اچھی طرح سمجھتے تھے۔ لیکن اس سے پہلے کہ باقی ساتھی بھی اٹھتے، ویٹر تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے قریب آ گیا۔

"آپ میں سے علی عمران صاحب کون ہیں" ۔۔۔ ویٹر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اگر سینگوں والی نشانی نہ بتائی گئی ہو تو پھر میں ہوں۔ ورنہ یہ ہیں"۔ عمران نے مسکرا کر صفدر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"سینگوں والی نشانی" ۔۔۔ ویٹر نے حیران ہو کر کہا جیسے بات اس کی سمجھ میں نہ آئی ہو۔

"بھئی سارے اردو ادب میں ایک ہی تو محاورہ ہے ۔۔۔ وہ سر سے سینگ غائب ہونے والا" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اس بار ویٹر بے اختیار ہنس پڑا۔

"صاحب ۔۔۔ یہ خط ایک لیڈی صاحبہ نے دیا ہے کہ جا کر علی عمران صاحب کو دے آؤ" ۔۔۔ ویٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا لفافہ آگے کر دیا۔

"لیڈی صاحبہ نے ۔۔۔ مجھے دکھاؤ" ۔۔۔ جولیا نے بری طرح چونک کر کہا اور پھر تیزی سے ویٹر کے ہاتھ سے لفافہ جھپٹ لیا۔ ہوٹل کا مخصوص لفافہ تھا۔ ویٹر سلام کر کے واپس مڑ گیا۔ عمران بڑے اطمینان اور سکون سے بیٹھا

ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر کوئی تجسس نہ تھا جب کہ باقی ساتھی اور جولیا کے چہرے تجسس کی آماجگاہ بنے ہوئے تھے۔ کیونکہ لیڈی صاحبہ کا مطلب یہی لیا جا سکتا تھا کہ کوئی امیر کبیر عورت ہو گی۔

جولیا نے کانپتے ہوئے ہاتھوں سے لفافہ کے اندر موجود کاغذ نکالا۔ کاغذ پر صرف ایک لائن درج تھی جسے انگریزی میں لکھا گیا تھا۔

"علی عمران! تمہیں دیکھ کر مجھے اور کسی کو دیکھنے کی خواہش نہیں رہی کیا تم مجھ سے ملنا پسند کرو گے" ـــ اور اس لائن کے نیچے گلاب کا ایک پھول سیاہی سے بنایا گیا تھا اور کچھ نہ تھا۔

"یہ ادن ہے ـــ؟" جولیا نے بے اختیار پھنکارتے ہوئے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کون" ـــ عمران نے چونک کر پوچھا۔ کیونکہ واقعی اسے معلوم ہی نہ تھا کہ خط میں کیا درج ہے اور خط کس کی طرف سے ہے۔

"جس نے یہ لکھا ہے" ـــ جولیا نے غصیلے لہجے میں خط عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر غصہ تھا جب کہ صفدر اور دوسرے ساتھی مسکرا رہے تھے۔ وہ اسے بھی عمران کی کوئی شرارت ہی سمجھ رہے تھے کیونکہ ظاہر ہے کوئی بھی کسی کو اس طرح خط نہیں لکھتا۔

"اوہ! ـ کیا رومانٹک فقرہ ہے۔ پھر نیچے گلاب کا پھول ـــ کیا خوبصورت انداز ہے۔ اب تو اس سے ملنا پڑے گا" ـــ عمران نے بڑے تعریفی انداز میں خط پڑھتے ہوئے کہا۔

"میں پوچھ رہی ہوں یہ کون ہے" ـــ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اگر تم مجھ پر شرلاک ہومز ہونے کا لیبل چسپاں نہ کر دو تو میں بتا سکتا ہوں کہ یہ خط لکھنے والی کوئی خوبصورت اور نوجوان ایکریمین لڑکی ہے۔ جس کا نام روزیا روزی ہے ـــ وہ واقعی مجھ سے ملنے ایکریمیا سے آئی ہے۔ اور شاید اس نے پہلی بار مجھے دیکھا ہے ـــ بہرحال میرا فوٹو اس کے پاس ضرور موجود ہے" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جولیا سمیت سارے ساتھی حیرت سے اسے دیکھنے لگے۔

"اس کا مطلب ہے کہ تم اسے پہلے سے جانتے ہو" ـــ جولیا نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"کاش اس قدر آرٹسٹک ذہن رکھنے والی کو جانتا ہوتا" ـــ عمران نے ایک مسرت بھرا سانس لیتے ہوئے کہا۔

"میں دیکھتی ہوں کون ہے یہ ـــ میں نے اس کی آنکھیں نہ نوچ لیں تو ـــ بے شرم بے حیا" ـــ جولیا نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے کاؤنٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

"عمران صاحب! ـــ کیا یہ آپ کی شرارت ہے" ـــ صفدر نے جولیا کے جانے کے بعد پوچھا۔

"شرارت! ـــ کیا مطلب ـــ تمہارا کیا مطلب ہے۔ ایسی رومانٹک شرارت میں کر سکتا ہوں ـــ کیا تمہیں میری جنس بدلی ہوئی نظر آ رہی ہے"۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر یہ کس کا خط ہو سکتا ہے ـــ اور کیوں یہ خط لکھا گیا ہے"؟ صفدر نے اس بار سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ تم لوگوں کی طرح دوسرے بھی ناقدر شناس ہیں۔

بھی بڑے بڑے قدر شناس پڑے ہیں" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار صفدر کے ساتھ ساتھ باقی ساتھی بھی ہنس پڑے۔

"اگر واقعی آپ نہیں جانتے تو پھر آپ نے اتنے سارے اندازے کیسے لگا لئے کہ یہ لڑکی ایکریمین ہے اور اس نے پہلے آپ کا فوٹو دیکھ رکھا ہے۔ وغیرہ وغیرہ" ـــ اس بار صدیقی نے کہا اس کے لہجے میں کافی تجسس تھا۔

"گلاب کے پھول کی وجہ سے میں نے اس کا نام روز یا روزی کہا ہے اور اپنے نام کی جگہ گلاب کا پھول بنا دینا انتہائی رومانٹک ذہن رکھنے کی دلیل ہے تحریر کا انداز خالصتاً نسوانی ہے اور جس طرح تیزی سے الفاظ لکھے گئے ہیں یہ بات اس کے جذباتی پن اور نوجوانی کی دلیل ہے ـــ تحریر میں وہ پختگی نہیں ہے جو اُدھیڑ عمر لوگوں کی تحریر میں خود بخود آجاتی ہے ـــ خوبصورت اس لئے کہا ہے کہ اس قدر لطیف حسِ جمال رکھنے والی لڑکی یقیناً خوبصورت ہی ہو گی ـــ تحریر انگریزی میں ہے لیکن بعض لفظوں کے سپیلنگ بتا رہے ہیں کہ لکھنے والی کا تعلق ایکریمیا سے ہے ـــ اور یہاں ویٹر تک مجھے نہیں پہچانتا تو اس لڑکی کا نہ صرف مجھے پہچان جانا بلکہ میرا نام بھی جان لینا یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اس نے لازماً میرا فوٹو دیکھا ہے ـــ اور رہی یہ بات کہ وہ مجھ سے ملنے ایکریمیا سے یہاں آئی ہے تو بھئی، اب کم از کم میں اتنی سی خوش فہمی میں مبتلا تو ہو ہی سکتا ہوں" ـــ عمران نے کہا اور سارے ساتھیوں کے حلق سے بے اختیار قہقہہ نکل گیا۔

اسی لمحے جولیا واپس آتی دکھائی دی اور سب اُسے چونک کر دیکھنے لگے

"یہ لازماً عمران کی شرارت ہے ـ وہاں وہ ویٹر ہی نہیں ہے۔ اور میں نے سپروائزر سے پوچھا تو اس نے بتایا ہے کہ اس حلیئے کا کوئی ویٹر سرے سے

ہوٹل میں موجود ہی نہیں ہے" ـــ جولیا نے بُرا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـ وہ ویٹر صاحب مجھ سے بھی زیادہ حسین ثابت ہوئے ـــ وہ کیا کہا ہے ایک شاعر نے کہ مجھ سے زیادہ خوش قسمت تو نامہ بر رہا کہ نامہ پہنچاتے پہنچاتے رقیب بن بیٹھا" ـــ عمران نے کہا۔

"ہونہہ ـــ خواہ مخواہ اپنی اہمیت بڑھانے کے لئے تم ایسا ہی گھٹیا مذاق کر سکتے ہو ـــ آؤ صفدر، چلیں" ـــ جولیا نے کہا اور پھر گیٹ کی طرف بڑھ گئی۔

"ارے ارے ـــ وہ چائے کا بل تو دیتی جاؤ" ـــ عمران نے چونک کر کہا۔

"فکر نہ کرو ـ وہ میں کاؤنٹر پر ادا کر چکی ہوں" ـــ جولیا نے مڑ کر کہا۔

"آیئے عمران صاحب" ـــ صفدر نے عمران کو اسی طرح کرسی پر بیٹھے دیکھ کر کہا۔

"آں ـ ہاں چلو" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کھڑا ہوا۔ ویسے اس کے اپنے ذہن میں کھلبلی سی مچی ہوئی تھی کہ آخر یہ اس رقعے کا مقصد کیا ہے۔ اس کی چھٹی حس کہہ رہی تھی کہ اس رقعے کے پیچھے کوئی گہرا مقصد ہو سکتا ہے۔ پہلے تو اس نے بھی اسے کسی حسین اور شوخ لڑکی کی شرارت سمجھا تھا جو شاید اُسے جانتی ہو۔ لیکن اب اس حلیئے کے ویٹر کا موجود نہ ہونا ہی اُسے کھٹک گیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ جس نے بھی یہ رقعہ لکھا ہے وہ نہیں چاہتی کہ اس کا حلیہ عمران یا اس کے ساتھیوں کو معلوم ہو سکے۔ پھر گیٹ کے قریب پہنچتے پہنچتے وہ یکلخت چونک پڑا۔ اس کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔

"اوہ ٹھہرو ۔۔۔ ایک منٹ" ۔۔۔۔ عمران نے چونک کر سارے ساتھیوں سے کہا اور وہ سب رک کر اسے دیکھنے لگے۔

"تم سب واپس جا کر کرسیوں پر بیٹھو ۔۔۔ میں باس سے بات کر کے ابھی آتا ہوں۔ میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے۔ ہو سکتا ہے وہ درست ہو" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اب کوئی اور گھٹیا مذاق سوجھ رہا ہے" ۔۔۔ جولیا نے برا سا منہ بناتے ہوئے کہا۔

"مس جولیا ! ۔۔۔ یہ مت بھولا کرو کہ تم صرف جولیا ہی نہیں ہو ۔۔۔ اس کے علاوہ بھی تمہارا ایک عہدہ ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار سخت لہجے میں جواب دیا۔

"عمران صاحب ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔۔۔ میں ان کا خدشہ سمجھ گیا ہوں۔ ہو سکتا ہے عمران کی وجہ سے ہماری حیثیت کو چیک کیا جا رہا ہو" صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"لیکن اگر یہ بات تھی تو یہ رقعہ بھیجنے کی کیا ضرورت تھی" ۔۔۔ جولیا نے منہ بناتے ہوئے کہا اس کا چہرہ بتا رہا تھا کہ اب بھی اس کے ذہن میں یہی خیال ہے کہ عمران خوامخواہ چکر چلا رہا ہے۔

"اور بھی بہت سی باتیں ہو سکتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدگی سے کہا اور تیزی سے واپس ہوٹل کی طرف بڑھ گیا۔ ہوٹل کی گیلری میں پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ عمران ایک خالی فون بوتھ میں داخل ہوا اور اس نے جیب سے سکے نکالے اور فون باکس میں ڈال کر اس نے اپنے فلیٹ کے نمبر گھمانے شروع کر دیئے۔

"سلیمان بول رہا ہوں" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"جناب آغا سلیمان پاشا صاحب ! ۔۔۔ آپ کے مزاج تو بخیریت ہیں ناں ۔۔۔ موڈ تو خراب نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"کاش آپ یہ بات فون پر پوچھنے کی بجائے بالمشافہ پوچھتے تو آپ کو میرے موڈ کا عملی مظاہرہ دیکھنے کو مل جاتا" ۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان کی آواز سنائی دی۔

"اوہ جناب ! ۔۔۔ ہمیں تو آپ کے فن باورچی کا عملی مظاہرہ دیکھنے کی خواہش ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں اپنے چند دوستوں کو رات کے کھانے کی دعوت دے دوں ۔۔۔ وہ بیچارے تم سے اور تمہارے موڈ سے قطعاً واقف نہیں ہیں، سیر و سیاحت کے لئے اعظم گڑھ سے آئے ہوئے ہیں۔ بس اتفاقاً یہاں ہوٹل میں ملاقات ہو گئی ۔ کہہ رہے تھے کہ ہوٹل کا بدمزہ کھانا کھاتے کھاتے تنگ آ گئے ہیں۔ اس پر میں نے تمہارے کھانے کی تعریفیں شروع کر دیں۔ لیکن میں نے ابھی باقاعدہ دعوت نہیں دی ۔۔۔ تمہارے موڈ سے ڈر لگتا ہے۔ آخر تم آل پاکیشیا لک ایسوسی ایشن کے اعزازی صدر ہو" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"پہلے تو یہ بتائیں کہ آپ وہاں ہوٹل میں کیا کرنے گئے تھے ۔۔۔ اب آپ نے آوارہ گردی بھی شروع کر دی ہے" ۔۔۔ دوسری طرف سے سلیمان نے کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس پر عمران کے خوشامدی فقروں کا کوئی اثر نہیں ہوا۔

"ارے ارے آوارہ گردی تھوڑا کر رہا ہوں ــــ وہ ڈیڈی کی مہمان مس جولیا کو بھگت رہا ہوں۔ ڈیڈی بھی بس حکم دے دیتے ہیں کہ مہمان کو شہر کی سیر کراؤ اور مہمان صاحبہ ہیں کہ ہر ہوٹل کے باورچی خانے کا ٹیسٹ لینے پر تلی ہوئی ہے ــــ مجھے تو یقین ہے کہ وہ یقیناً ہوٹلوں کے باورچیوں پر کوئی تحقیق کر رہی ہیں۔ یہ غیر ملکی ایسے ہی اوٹ پٹانگ کاموں کو ریسرچ کا نام دے دیتے ہیں" ــــ عمران کی زبان پوری روانی سے چل رہی تھی۔

"آپ بھی اس ریسرچ میں شامل ہو جائیں اور اپنے دوستوں کو بھی کر لیں میں نے تو ایک اجلاس کی صدارت کرنی ہے۔ میں اس وقت تیار ہو رہا تھا جب آپ کا فون آیا ــ سوری" ــــ دوسری طرف سے سلیمان نے خشک لہجے میں جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ عمران نے بُرا سا منہ بنایا اور پھر فون بوتھ سے نکل کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ان کے اس حصے کی طرف بڑھ گیا جدھر اس کے ساتھی دوبارہ جا کر بیٹھ گئے تھے اور اب انہوں نے کوک منگوا لی تھی۔

"سوری دوستو! ــــ میرا باورچی تو کسی اجلاس کی صدارت کرنے جا رہا ہے اس لئے معذرت خواہ ہوں آپ کو ڈنر کی دعوت نہیں دے سکتا۔ ویسے اگر آپ کہیں تو میں آپ کے ساتھ آپ کے ہوٹل چل کر ڈنر کر لیتا ہوں کیونکہ ظاہر ہے اب مجھے بھی ڈنر باہر ہی کرنا پڑے گا ــــ اور مس جولیا سے پوچھ لیں اگر وہ واپس ڈیڈی کی کوٹھی جانا چاہیں تو ان کی مرضی ــــ ورنہ میری طرف سے اجازت ہے کہ وہ بھی ساتھ ہی ڈنر کر لیں۔ آخر بل تو انہوں نے اکٹھا بعد میں ہی لینا ہے" ــــ عمران

نے ان کے قریب پہنچ کر بڑے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اس کے پہلے فقرے سن کر تو سب بے اختیار چونک پڑے لیکن پھر وہ نارمل ہو گئے۔

"سوری ــ میں تو واپس جاؤں گی ــــ آپ لوگ خود آپس میں فیصلہ کر لیں" ــــ جولیا نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"ہمیں بھی اجازت دیجیے عمران صاحب! ــــ ہم نے بھی واپسی کا پروگرام بنانا ہے" ــــ صفدر نے بھی اٹھتے ہوئے کہا۔

"او کے ــ جیسے آپ کی مرضی ــ اب مجھے فیاض کا مہمان بننا پڑے گا" ــــ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور وہ سب تیز تیز قدم اٹھاتے جب گیٹ کی طرف بڑھ گئے تو عمران بھی کندھے اچکاتا ان کے پیچھے گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے ذہن میں یہی خیال آیا تھا کہ شاید رقعہ بھیجنے والوں نے اس بات کی تصدیق کرنی چاہی ہو کہ عمران کے ساتھی کہیں سیکرٹ سروس کے ممبرز نہ ہوں اور وہ آسانی سے ان کا تعاقب کر کے ان کی رہائش گاہیں معلوم کر لیں۔ اس نے جان بوجھ کر سلیمان سے بھی ایسی باتیں کی تھیں کہ سلیمان انکار کر دے۔ کیونکہ وہ سلیمان کی ذہانت سے اچھی طرح آگاہ تھا اور وہی ہوا۔ سلیمان نے اس کی مرضی کے عین مطابق جواب دیا اور اب اس کے ساتھی بھی اشارہ سمجھ گئے تھے۔ عمران کو معلوم تھا کہ وہ اب اپنے اپنے فلیٹ میں جانے کی بجائے کسی ہوٹل میں جائیں گے اور پھر اپنے تعاقب کا ہر لحاظ سے خیال رکھنے کے بعد ہی وہاں کے کسی خفیہ دروازے سے نکل کر اپنی رہائش گاہوں پر پہنچ جائیں گے۔ اس طرح اگر واقعی عمران کا خدشہ درست ہوا تو رقعہ بھیجنے والوں کی پلاننگ فیل ہو جائے گی۔ اُسے یقین تھا کہ رقعہ

بھیجنے والے یا ان کے آدمی یقیناً اس کے آس پاس موجود ہوں گے
لیکن ظاہر ہے چونکہ وہ انہیں پہچانتا نہ تھا اس لئے اب ہوٹل میں
انہیں تلاش کرنا حماقت ہی تھی۔

عمران کو یقین تھا کہ جلد ہی اس رقعے کا اصل مقصد سامنے آجائے
گا اور اس نے واقعی موڈ بنالیا تھا کہ آج رات کا کھانا فیاض کے ساتھ
کھا کر وہ واپس اپنے فلیٹ جائے گا۔

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی صوفے پر نیم دراز روزی چونک کر سیدھی
ہوئی اور پھر اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

"یس"۔۔۔ روزی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"جیکی بول رہا ہوں مادام"۔۔۔ دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز
سنائی دی۔ لہجہ بے حد مودبانہ تھا۔

"کیا رپورٹ ہے"۔۔۔ روزی نے چونک کر پوچھا۔

"مادام!۔۔۔ عمران کے ساتھی سیکرٹ سروس کے ممبر نہیں ہیں۔ وہ
غیر ملکی عورت اس کے ڈیڈی کی مہمان ہے اور باقی لوگ اس کے دوست
ہیں جو اعظم گڑھ سے یہاں سیر و تفریح کے لئے آئے ہوئے ہیں اور
ہوٹل خیابان میں رہائش پذیر ہیں"۔۔۔ جیکی نے کہا۔

"ویری بیڈ۔۔۔ میرا تو خیال تھا کہ یہ لوگ سیکرٹ سروس کے ارکان
ہوں گے اور ان کی رہائش گاہیں معلوم ہوتے ہی ہم ان پر چڑھ دوڑیں

گے ۔ بہرحال تفصیل بتاؤ" ۔۔۔۔ روزی نے منہ بناتے ہوئے مایوس سے
لہجے میں کہا۔

"مادام! ۔۔ میں نے ویٹر کے روپ میں جاکر جب عمران کو رقعہ دیا
تو پھر میں نے فوراً جاکر ویٹر کی وردی بھی اتار دی اور ماسک میک اپ
بھی صاف کر دیا ۔۔۔ اس دوران وہ سب اٹھ کر گیٹ کے قریب پہنچ
چکے تھے لیکن وہاں سے وہ واپس پلٹ گئے جب کہ عمران ہوٹل کے
برآمدے میں فون کرنے آگیا۔ میں چونکہ اس وقت برآمدے میں ہی موجود
تھا اس لئے میں نے فون بوتھ کے ہوا والے بڑے سوراخ سے اس
کی فون پر ہونے والی ساری گفتگو واضح طور پر سن لی۔ کال اس نے
اپنے باورچی کو کی تھی۔ اس باورچی کو بھی اس نے بتایا کہ اس کے دوستوں کا
گروپ اعظم گڑھ سے سیر کرنے آیا ہوا ہے اور وہ انہیں ڈنر کی دعوت
دینا چاہتا ہے ۔۔۔ اس غیر ملکی عورت جس کا نام جولیا ہے اس کے
متعلق اس نے بتایا کہ وہ اپنے ڈیڈی کے کہنے پر اس کو شہر کی سیر کرا رہا
ہے۔ لیکن اس کا باورچی شاید لیبر لیڈر ہے اس نے صاف معذرت کر
لی کہ وہ ایک اجلاس کی صدارت کرنے جا رہا ہے اس لئے ڈنر تیار نہیں
ہو سکتا ۔۔۔ اس کے بعد وہ سب لوگ اٹھ کر باہر آگئے وہ غیر ملکی عورت
ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر آفیسرز کالونی چلی گئی جہاں عمران کے ڈیڈی کی کوٹھی
ہے جب کہ باقی گروپ ٹیکسیوں میں بیٹھ کر ہوٹل خیابان چلا گیا اس کے
بعد عمران خود بھی ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر چلا گیا۔ اس نے بھی آفیسرز کالونی بلاک
بی کے لئے ٹیکسی کرلی تھی" ۔۔۔ جیکی نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ اب عمران کو براہ راست ٹٹولنا پڑے گا ۔۔

ٹھیک ہے ۔۔ تم اپنی کوششوں میں لگے رہو۔ شاید کہیں سے ان لوگوں
کا سراغ لگ جائے ۔۔۔ میں عمران کو ٹٹولتی ہوں" ۔۔۔ روزی نے کہا
اور ریسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر ہلکی سی مایوسی کے تاثرات نمایاں تھے۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ڈان اندر داخل ہوا۔

"ارے کیا بات ہے ۔۔ کچھ مایوس سی لگ رہی ہو ۔۔ کیا ہوا" ۔؟
ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا اور آکر سامنے والے صوفے پر بیٹھ گیا۔

"کچھ نہیں ۔۔۔ میں آج جیکی کے ساتھ کھانا کھانے ایک ہوٹل گئی تو
اچانک مجھے وہاں عمران نظر آگیا" ۔۔۔ روزی نے کہا تو ڈان یکلخت
چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ! ۔ پھر ۔۔۔"؟ ڈان نے چونک کر پوچھا

"عمران کے ساتھ ایک خوبصورت عورت اور چار مقامی افراد تھے۔ وہ
چاروں خاصے لمبے تڑنگے اور ورزشی جسموں کے مالک دکھائی دیتے تھے"۔
روزی نے کہا۔

"اوہ! ۔۔ ایک عورت اور چار اس طرح کے مرد ۔۔۔ اوہ! ۔۔ پھر یقیناً
یہی سیکرٹ سروس کے افراد ہوں گے" ۔۔۔ ڈان نے انتہائی پرجوش
لہجے میں کہا۔

"مجھے بھی یہی خیال آیا تھا۔ لیکن ظاہر ہے میں عمران کے سامنے تو
نہ آسکتی تھی۔ اس لئے میں نے فوراً ان کی اصلیت جاننے کے لئے پلاننگ
کی اور جیکی کی معرفت ہوٹل کا لفافہ اور کاغذ منگوا کر اس پر عمران کے نام
ایک عام سا پیغام لکھا اور نیچے اپنے نام کی بجائے گلاب کا پھول بنا دیا۔
لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ اگر یہ رقعہ عمران تک کوئی ویٹر پہنچاتا تو عمران اس

ویٹر کی مدد سے مجھے اور جیکی کے حلیوں سے واقف ہو سکتا تھا اس لئے جیکی نے ایک اور کام دکھایا۔ وہ ہوٹل کے اس کمرے میں گیا جہاں ویٹرز کی یونیفارمز موجود تھیں۔ اس نے اپنے لباس کے اوپر ہی یونیفارم پہنی۔ ماسک اس کے پاس موجود تھا وہ اس نے چہرے پر چڑھا کر چہرہ بدلا اور پھر وہ ویٹر کے روپ میں جا کر رقعہ اس عمران کو دے کر واپس آ گیا۔ میں اسے رقعہ دے کر فوراً یہاں آ گئی تاکہ میں کسی طرح بھی منظر پر نہ آؤں ۔۔۔ رقعے سے میرا مطلب تھا کہ عمران لازماً متجسس ہو گا اور پھر وہ ہماری تلاش بھی کرے گا اور اپنے ساتھیوں کے ساتھ اس کی بات چیت سے ان کی اصلیت بھی سامنے آ جائے گی ۔۔۔ جیکی نے اس بارے میں انکوائری کر کے مجھے رپورٹ دینی تھی اور جیکی نے ابھی فون پر جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی مایوس کن ہے" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"کیا بتایا ہے اس نے ۔۔۔ آدمی تو انتہائی ہوشیار ہے" ۔۔۔ ڈان نے کہا اور روزی نے جیکی کی تمام رپورٹ تفصیل سے بتا دی۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر تو واقعی یہ وہ لوگ نہیں ہو سکتے ۔۔۔ بہرحال اب اس عمران کو رقعہ بھیجنے والوں کو تلاش کرنے دو۔ ہم نے وہ فارمولا حاصل کرنا ہے ۔۔۔ اس سے پہلے کوئی ایسا کام نہیں کرنا جس سے ہم نظروں میں آ سکیں۔ ویسے تمہیں رقعے کی بجائے جیکی کو ساتھ لے کر ان کے قریب بیٹھ کر ان کی گفتگو سننا چاہیے تھی" ۔۔۔ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"میں دراصل انہیں تجسس میں مبتلا کر کے راز اگلوانا چاہتی تھی۔ اس طرح اصل بات سامنے آ جاتی" ۔۔۔ روزی نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ طریقہ تو اچھا تھا لیکن ۔۔۔" ڈان نے کہا اور

اٹھ کر دیوار میں نصب ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھول کر اس میں موجود شراب کی کئی بوتلوں میں سے ایک بوتل اٹھائی اور پھر دو گلاس بھی ساتھ ہی اٹھا کر وہ واپس صوفے پر آ بیٹھا۔ اس نے بوتل کھول کر دونوں گلاس بھرے اور ایک گلاس روزی کی طرف بڑھا کر دوسرا اس نے خود اٹھا لیا اور لمبے لمبے گھونٹ اس طرح بھرنے لگا جیسے اسے شراب کی طلب انتہائی شدید ہو۔

"تم بتاؤ کیا کر آئے ہو" ۔۔۔ ؟ روزی نے چسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"میں مکمل جائزہ لے آیا ہوں ۔۔۔ سر راشد کی کوٹھی میں باقاعدہ حفاظت کے لئے مسلح دستہ موجود ہے ۔۔۔ نوکر بھی کافی تعداد میں ہیں اور سر راشد کی بیوی اور جوان بچے بھی وہیں رہتے ہیں" ۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ پھر ۔۔۔" روزی نے تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر کیا ۔۔۔ رات کو لازماً میں سر راشد کے بیڈ روم میں پہنچوں گا اور پھر سر راشد کو وہ فارمولا بہرحال میرے حوالے کرنا پڑے گا" ۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"کیا پلاننگ کی ہے تم نے" ۔۔۔ ؟ روزی نے پوچھا۔

"بڑی سیدھی سادھی سی پلاننگ ہے ۔۔۔ سر راشد کے ملازموں کے کوارٹرز کوٹھی کے ایک علیحدہ حصے میں ہیں ۔۔۔ میں رات کو وہاں پہنچ جاؤں گا اور کسی بھی ملازم کا میک اپ کر کے سر راشد کے سر پر پہنچ جاؤں گا اس کے بعد سر راشد کو وہ فارمولا میرے حوالے کرنا ہو گا" ۔۔۔ ڈان نے کہا اور روزی بے اختیار ہنس دی۔

"دراصل باس نے یہ خفیہ رکھنے والی جو شرط ہم دونوں پر عائد کر دی

ہے۔ اس کی وجہ سے ہمارے ذہن بھی درست کام نہیں کر رہے ہے"۔
روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب"۔۔۔۔ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"تم یہاں کی مقامی زبان نہ سمجھ سکتے ہو نہ بول سکتے ہو، ایک بات۔۔۔ دوسری بات یہ کہ ضروری تو نہیں کہ تمہاری قد و قامت کا سر راشد کا کوئی ملازم بھی ہو۔۔۔ اور وہ ملازم بھی ایسا ہو کہ وہ سیدھا سر راشد کے بیڈ روم کے اندر بھی چلا جائے تو کسی کو معلوم نہ ہو سکے۔۔۔ اور تیسری اور اہم بات یہ کہ کیا سر راشد تمہیں دینے کے لئے اس قدر اہم فارمولا اپنے سرہانے کے نیچے رکھے سو رہا ہو گا"۔۔۔ روزی نے ہنستے ہوئے کہا اور ڈان کے چہرے پر خجالت کے آثار چھیل گئے وہ پھیکی سی ہنسی ہنسنے لگا۔

"واقعی پہلے میں سوچ رہا تھا کہ تم نے رقعہ بھیج کر اس عمران کو چونکا کر حماقت کی ہے۔۔۔ لیکن اب تمہاری بات سن کر مجھے احساس ہو رہا ہے کہ میری پلاننگ بھی سراسر حماقت پر مبنی ہے۔۔۔ واقعی جب میں مقامی زبان بول اور سمجھ ہی نہیں سکتا تو میں کسی ملازم کا روپ کیسے دھار سکتا ہوں۔۔۔ اور سر راشد واقعی فارمولا اپنے بیڈ روم میں رکھے ہوتے تو نہ ہو گا۔ میرا خیال ہے کہ ہمیں اس مشن نمبر ایک کو چھوڑ کر براہِ راست مشن نمبر دو پر ہی کام کرنا چاہیئے۔ وہ کام ہماری فطرت کے عین مطابق ہے"۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"ارے ارے۔۔۔ اتنی جلدی مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔۔۔ دراصل اس طرح کے خفیہ کام ہم نے پہلے کبھی کئے نہیں اس لئے ہمیں پریشانی ہو رہی ہے۔ لیکن باس چاہتا تھا کہ ہمارا مشن نمبر ایک ہی پورا ہو

تو ہمیں ہر صورت اس کی ہی کوشش کرنی چاہیئے"۔۔۔ روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کم از کم مجھ سے یہ خفیہ رہ کر فارمولا حاصل کرنے والا کام نہیں ہو سکے گا۔۔۔ میرا تو دل چاہ رہا ہے کہ سر راشد کی کوٹھی کے ملازموں کو بھون کر اندر پہنچ جاؤں اور سر راشد سے جبراً وہ فارمولا حاصل کر لوں۔ لیکن اس طرح پولیس فوراً آ جائے گی اور معاملہ چونکہ ڈیفنس سیکرٹری کا ہے اس لئے لازماً وہ سیکرٹ سروس بھی حرکت میں آ جائے گی"۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تمہاری بات درست ہے۔۔۔ اصل بات یہ ہے کہ ہمارے ذہنوں میں شروع سے ہی یہ بات ہے کہ ہمیں بہرحال مشن نمبر دو ہی مکمل کرنا ہے کیونکہ مشن نمبر ایک جس قسم کا مشن ہے وہ سراسر ہماری طبیعت اور عادت کے خلاف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں نہ ہی کوئی ٹھوس پلاننگ کی ہے اور نہ ہی کوئی لائحہ عمل سوچا ہے"۔۔۔ روزی نے جواب دیا۔

"کیا پلاننگ کریں۔ تم ہی بتاؤ۔۔۔ میں تو بری طرح الجھ گیا ہوں"۔۔۔ ڈان نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سنو!۔۔۔ سر راشد نے وہ فارمولا یقیناً کسی ایسی جگہ رکھا ہو گا جہاں اس پر عملدرآمد کے لئے اسے آسانی سے اٹھایا اور واپس رکھا جا سکتا ہو۔ اور عملدرآمد چونکہ سائنسدانوں اور فوجی ماہرین نے کرنا ہے اس لئے لازماً یہ کسی فوجی کونسل کی تحویل میں ہو گا۔۔۔ اب مسئلہ صرف اتنا ہے کہ سر راشد سے ہم کیسے معلوم کریں کہ یہ فارمولا کہاں موجود ہے اور سر راشد کو کسی قسم کا

شک بھی نہ ہو سکے۔ اس کا ایک ہی طریقہ ہے کہ ہم سر راشد سے کسی ایسی شخصیت کے روپ میں بات کریں جس سے وہ متاثر ہو کر اصل بات بھی بتا دے اور اس کو ہم پر شک بھی نہ ہو سکے ۔۔۔ جب ہمیں یہ پتہ لگ جائے گا کہ فارمولا دراصل ہے کہاں تو پھر اس کی فلم حاصل کرنے کی پلاننگ کی جا سکتی ہے" ۔۔۔ روزی نے کہا اور ڈان کے چہرے پر تحسین کے آثار ابھر آئے۔

"واہ ۔۔۔ تمہارا ذہن واقعی کام کر رہا ہے" ۔۔۔ ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا ذہن ہمیشہ کام کرتا ہے ۔۔۔ ہم دونوں کی اب تک ہر مشن میں کامیابی کی وجہ بھی یہ ہے کہ میرا ذہن کام کرتا ہے اور تمہارا تیز ایکشن ۔۔۔ نتیجہ ہمیشہ ہمارے حق میں رہتا ہے۔ لیکن اس بار تمہیں تیز ایکشن کرنے کا وقت نہیں مل رہا۔ اس لئے تم پریشان ہو ۔۔۔ تم نے کہا ہے کہ میں نے رقعہ لکھ کر عمران کو چونکا دیا ہے اور تمہاری بات سے میں بھی سمجھی ہوں کہ تمہیں میرا یہ قدم پسند نہیں آیا لیکن مجھے معلوم ہے کہ اس کا کیا نتیجہ نکلے گا ۔۔۔ اب عمران پاگلوں کی طرح میری تلاش کرے گا اور جیسکی سائے کی طرح اس کے پیچھے رہے گا ۔۔۔ عمران کا تعلق بہرحال سیکرٹ سروس سے تو ہے اس لئے کسی نہ کسی انداز میں سیکرٹ سروس کے بارے میں کلیو ہمیں مل جائے گا اور اس مشن کی تکمیل کے بعد ہم بھوکے درندوں کی طرح ان پر جھپٹ پڑیں گے ورنہ ہمیں پھر نئے سرے سے کام شروع کرنا پڑتا" ۔۔۔ روزی نے اپنے اقدام کی وضاحت میں پوری تقریر کر ڈالی۔

"اوہ ۔ تم تو خوامخواہ سنجیدہ ہو گئیں ۔۔۔ میں نے پہلے تمہارے کسی اقدام کو غلط کہا ہے جو اب کہوں گا ۔۔۔ تم اسے چھوڑو۔ یہ بعد کی بات

ہے۔ پہلے یہ بتاؤ کہ اب کس شخصیت کے روپ میں سر راشد سے فارمولے کے متعلق معلوم کیا جائے" ۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"اوہ ۔۔۔ بس ٹھیک ہے۔ ایک آئیڈیا ذہن میں آ گیا ہے ۔۔۔ ٹھہرو میں ابھی ٹرائی کرتی ہوں" ۔۔۔ روزی نے چونکتے ہوئے کہا اس کی آنکھوں میں یکلخت چمک سی ابھر آئی تھی۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"انکوائری پلیز" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز ابھری۔

"ڈیفنس سیکرٹری سر راشد کا نمبر بتا دیں ۔ آفس کا" ۔۔۔ روزی نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے ایک نمبر بتا دیا گیا۔ روزی نے ہینڈل دبایا اور پھر تیزی سے آپریٹر کا بتایا ہوا نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"یس ۔ پی اے ٹو سیکرٹری آف ڈیفنس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک سپاٹ سی آواز سنائی دی۔

"سر راشد سے بات کرائیں ۔۔۔ میں شوگران سے ڈاکٹر یعقوبی بول رہی ہوں" ۔۔۔ روزی نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کوئی شوگران کی بوڑھی عورت مجبوراً انگریزی بول رہی ہو اور ڈان نہ صرف مسکرا دیا بلکہ اس کی آنکھوں میں تحسین کے آثار ابھر آئے۔ وہ اب سمجھ گیا تھا کہ روزی نے کیا پلان بنا لیا ہے۔

"ڈاکٹر یعقوبی" ۔۔۔ پی اے نے قدرے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"یس ۔۔۔ ڈاکٹر یعقوبی فرام ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری آف شوگران" ۔۔۔ روزی نے اسی لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ باوقار تھا۔

"اوہ یس مادام ۔۔۔ ہولڈ آن کریں" ۔۔۔ اس بار پی اے نے جلدی

سے کہا اور پھر چند لمحوں بعد ایک بھاری مردانہ آواز رسیور پر گونجی۔

"یس — راشد سپیکنگ" — بولنے والے کے لہجے میں حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

"سر راشد! — میں ڈاکٹر لیتھوسی بول رہی ہوں۔ ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری کے شعبہ میزائل کی سربراہ — ریڈ گارڈ پلان کے سلسلے میں ایک اہم ترین بات کرنی تھی اور وہ بھی فوری — مجھے بتایا گیا ہے کہ اس پلان کا فارمولا آپ کی تحویل میں ہے" — روزی نے کہا۔

"ہاں — سرکاری طور پر تو میری ہی تحویل میں ہے۔ لیکن" — سر راشد نے انتہائی الجھے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سر راشد! — آپ کو شاید معلوم نہیں کہ اس پلان میں میرے سیکشن نے بے حد بنیادی کام کیا ہے۔ بہرحال یہ میرا سرکاری فرض بھی تھا اور پاکیشیا سے دوستی کے ناطے سے بھی یہ دوستانہ فرض — اس میں ایک پوائنٹ ابھی تک واضح نہ تھا اس پر مزید ریسرچ ہو رہی تھی۔ لیکن اس ریسرچ کے سلسلے میں ایک رکاوٹ آ گئی ہے جس کے لئے مجھے کسی ایسے آدمی سے فوری بات کرنے کی ضرورت ہے جو اس منصوبے کی سائنسی اصطلاحات سمجھ سکے — کیا ایسا آدمی اس فون پر موجود ہو گا" — روزی نے کہا۔

"اوہ! — یہ پلان یہاں میرے دفتر میں تو نہیں ہے یہ تو ڈیفنس سپیشل کونسل کی تحویل میں ہے اس کے سائنسی انچارج ڈاکٹر ارشد ہیں آپ ان سے فون پر بات کر لیں — نمبر میں بتا دیتا ہوں" — سر راشد نے اس بار نرم لہجے میں کہا اور ساتھ ہی ایک نمبر بھی بتا دیا۔

"تھینک یو سر راشد! — اب میں خود ان سے بات کر لونگی" —

روزی نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر رسیور رکھ دیا۔ اس کے چہرے پر کامیابی کی چمک موجود تھی۔

"واہ! لطف آ گیا ذہانت کا — تمہیں تو کوئی ایوارڈ ملنا چاہیئے — میں خواہ مخواہ سر راشد کے سر چڑھا رہا۔ لیکن اب آگے کیا کرو گی — وہ ڈاکٹر یقیناً کوئی بڑا سائنسدان ہو گا۔ اس سے کیسے بات کرو گی" — ڈان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا۔

"میں نے اس لئے نمبر نہیں پوچھا کہ اس سے بات کروں" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پھر — ؟" ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اب اس نمبر کے ذریعے اس ڈیفنس سپیشل کونسل کے ہیڈ آفس کا محل وقوع معلوم کروں گی اور اس کے بعد اس میں خفیہ طور پر جانے اور اس فارمولے کی فلم بنانے کی منصوبہ بندی کریں گے" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان بے اختیار صوفے سے اچھل پڑا۔

"اوہ ویری گڈ — یہ کام میں کر لونگا — ویری گڈ" — ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے اس نمبر کا محل وقوع تو معلوم ہو" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"یہ کونسا مشکل کام ہے۔ انکوائری والے بتا دیں گے" — ڈان نے کہا۔

"ارے نہیں ڈان! — یہ انتہائی اہم سرکاری نمبر ہو گا شاید انہیں چیک کرنے کو منع کر دیا گیا ہو۔ اس لئے ہمیں ڈائریکٹری دیکھنا پڑے گی" — روزی نے کہا۔ اور میز پر فون کے ساتھ پڑی ہوئی ڈائریکٹری اٹھا کر اس کے صفحے پلٹنے میں مصروف ہو گئی۔

"اوہ — نمبر دو حصوں میں بنایا گیا ہے۔ اس کا مطلب ہے پہلا حصہ ملٹری ایکس چینج کا ہے اس لئے اس ڈائریکٹری میں اس کا ذکر تک نہیں۔ اب کوئی اور ترکیب سوچنی ہو گی" — تھوڑی دیر بعد روزی نے ڈائریکٹری بند کر کے واپس رکھتے ہوئے کہا۔

"اوہ ہاں — یہ ڈیفنس پلان ہے تو کونسل کا دفتر بھی لازماً ملٹری ایریئے میں ہی ہو گا" — ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی نے رسیور اٹھایا اور سرارشد کے بتائے ہوئے نمبر کا پہلا حصہ ڈائل کر دیا۔

"یس ملٹری ایکس چینج" — چند لمحے بعد ہی ایک مردانہ آواز دوسری طرف سے سنائی دی۔

"آپریٹر — میں الزبتھ میکول بول رہی ہوں — ڈیفنس سپیشل کونسل کے سائنسی انچارج ڈاکٹر ارشد کی دوست ہوں — انہوں نے منع کیا ہوا ہے کہ انہیں فون نہ کیا جائے۔ لیکن ایک ضروری پیغام پہنچانا ہے ان تک۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنا کوئی چپڑاسی بھیج کر میرا پیغام ان تک پہنچا دیں — میں آپ کی مشکور ہوں گی" — روزی نے بڑے میٹھے لہجے میں کہا۔

"ڈیفنس سپیشل کونسل کے ڈاکٹر ارشد — مگر محترمہ! ڈیفنس سپیشل کونسل کا دفتر تو یہاں ایکس چینج سے بہت دور ہے۔ چپڑاسی وہاں کیسے جا سکتا ہے" — دوسری طرف سے آپریٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ارے آپ دور بتا رہے ہیں — کتنی دور ہو گا — یہی سو دو سو فٹ دور ہو گا" — روزی نے کہا۔

"جی نہیں — سو دو سو فٹ نہیں، بلکہ وہ تو سپیشل چھاؤنی میں ہے

جب کہ یہ ایکس چینج ملٹری ہیڈ کوارٹر میں ہے۔ یہاں سے سپیشل چھاؤنی کا فاصلہ اور کچھ نہیں تو کم از کم بیس کلومیٹر تو ضرور ہو گا" — آپریٹر نے کہا۔

"اوہ — پھر تو واقعی مجبوری ہے — اچھا شکریہ" — روزی نے مایوسانہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ویری گڈ — میرے خیال میں تو تم یہیں فون پر بیٹھے بیٹھے فارمولے کی فلم بھی منگوا لو گی" — ڈان نے تحسین آمیز لہجے میں کہا اور روزی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑی۔

"اب یہ مسئلہ تو حل ہو گیا کہ فارمولا کسی سپیشل چھاؤنی میں واقع ڈیفنس سپیشل کونسل کے دفتر میں موجود ہے — یہ سپیشل چھاؤنی کہاں ہے؟ ظاہر ہے شہر کے عام نقشے میں تو اس کا ذکر نہ ہو گا اس لئے اسے باقاعدہ ٹریس کرنا پڑے گا۔ پھر ہمیں اس چھاؤنی کے افراد کو اغوا کر کے ان کی یونیفارمز اور روپ میں کونسل کے دفتر میں داخل ہونا پڑے گا اور میرا خیال ہے یہ سارا کام جیکی آسانی سے کر لے گا" — روزی نے کہا اور ڈان نے سر ہلا دیا۔

"ہاں! — جیکی کو بلا کر کہہ دو کہ وہ رات تک یہ ساری معلومات وغیرہ مہیا کرے — میں آج رات ہی یہ آپریشن مکمل کر کے صبح فارمولے کی فلم مخصوص آدمی کے حوالے کر کے فارغ ہونا چاہتا ہوں — اس کے بعد ہم اپنے مشن نمبر دو کی طرف متوجہ ہوں گے اور آخر میں سیکرٹ سروس اور اس علی عمران کا نمبر آئے گا" — ڈان نے فیصلہ کن لہجے میں کہا اور اٹھ کر ملحقہ باتھ روم کی طرف بڑھ گیا جبکہ روزی نے میز کے نیچے پڑا ہوا ایک مخصوص ساخت کا ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اس پر جیکی کی مخصوص

فریکونسی ایڈجسٹ کرنے لگی تاکہ اُسے ہدایات دے سکے
جیکی ان کا اسسٹنٹ تھا اور بلیک ایجنسی کے ایک مخصوص شعبے کا سربراہ۔ وہ جیکی کو اس کے پورے سیکشن سمیت ساتھ لے آئے تھے۔ یہاں آتے ہی انہوں نے مختلف اسٹیٹ ایجنٹس کے ذریعے مختلف کالونیوں میں کوٹھیاں خریدیں۔ کاریں وغیرہ بھی خرید لی گئیں اور جیکی کے آدمیوں نے زیر زمین افراد سے رابطے کر کے ان سے اپنے مطلب کا اسلحہ بھی خرید لیا تھا۔ اس طرح انہوں نے یہاں پہلے مکمل طور پر اپنا جال بچھایا اور پھر اپنے کام کا آغاز کیا تھا۔

عمران دانش منزل میں موجود تھا۔ آج صبح ہی وہ فلیٹ سے یہاں پہنچا تھا اور اس نے تمام ممبرز کو میک اَپ میں عمران کو رقعہ بھیجنے والی عورت اور اس ویٹر کی تلاش کے احکامات جاری کر دیئے تھے لیکن احکامات دیئے ہوتے اُسے دو گھنٹے گذر چکے تھے لیکن ابھی تک کسی ممبر کی طرف سے کوئی رپورٹ نہ ملی تھی۔

"ہو سکتا ہے عمران صاحب۔۔۔ کسی نے آپ کے ساتھ مذاق کیا ہو۔ آخر آپ اس قدر مشکوک کیوں ہیں"۔۔۔۔۔۔ بلیک زیرو نے پوچھا۔

"مذاق کرنے والوں کو تو ہی ڈھونڈنا چاہتا ہوں۔۔۔۔۔۔ بڑی مشکل سے تو ایک مذاق کرنے والی ملی ہے ورنہ تو اب تک میں نے جب بھی کسی سے مذاق کرنے کی کوشش کی ہے جواب میں جوتیوں کی بارش ہی ملی ہے"۔۔۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔ لیکن اسی لمحے میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور

عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سلطان بول رہا ہوں ——— عمران کہاں ہے" ——— دوسری طرف سے سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"عمران صاحب اب کم از کم زمین پر تو نہیں مل سکتے ——— وہ تو اب ہوا میں اُڑتے پھر رہے ہوں گے" ——— عمران نے اس بار بلیک زیرو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب! ——— یہ تم کس لہجے میں بات کر رہے ہو ——— کیا ہو گیا ہے تمہیں ——— ؟" سر سلطان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ عمران کا مذاق تو برداشت کر سکتے تھے لیکن اب وہ بلیک زیرو کو تو یہ اجازت نہ دے سکتے تھے کہ وہ بھی ان کے ساتھ اس قسم کی گفتگو شروع کر دے۔

"سوری سر ——— میں مذاق نہیں کر رہا ——— درست کہہ رہا ہوں جناب! کل عمران صاحب ایک کیفے میں بیٹھے چائے پی رہے تھے کہ ایک ویٹر نے انہیں ایک رقعہ لا کر دیا جس میں کسی عورت کی طرف سے بڑے رومانٹک انداز میں پسندیدگی کا تاثر موجود تھا ——— بس عمران صاحب نے نہ صرف خود بلکہ پوری ٹیم کو اس عورت کی تلاش میں لگا رکھا ہے ——— میں نے انہیں لاکھ کہا ہے کہ سیکرٹ سروس کا یہ کام نہیں کہ وہ آپ کی خاطر کسی عام سی عورت کو تلاش کرتی پھرے۔ لیکن وہ میری بات سنتے ہی نہیں"۔ عمران نے بلیک زیرو کے لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— پھر ضرور اس کے پیچھے اس کا کوئی نہ کوئی گہرا مقصد ہو گا ورنہ وہ ان چکروں میں پھنسنے والا آدمی نہیں ہے ——— بہرحال اس سے

جس وقت رابطہ ہو، اُسے کہو کہ مجھے فون کرے" ——— سر سلطان نے کہا اور عمران اور بلیک زیرو دونوں مسکرا دیئے۔

"ایک منٹ سر ——— شاید وہ خود آ گئے ہیں ——— ایک منٹ ہولڈ کریں" ——— عمران نے جلدی سے بلیک زیرو کی آواز میں کہا اور پھر رسیور ہاتھ میں رکھ کر وہ خاموش ہو گیا۔ پھر تقریباً دو منٹ بعد اس نے ہاتھ ہٹایا۔

"نخچیر تیر عشق علی عمران بے دم بول رہا ہوں ——— بلکہ بول کیا رہا ہوں آہ و زاری کر رہا ہوں ——— دل سے دھواں اٹھ رہا ہے ——— آنکھوں سے پانی بہہ رہا ہے ——— قدم لڑکھڑا رہے ہیں کیونکہ وہ بت طناز اپنے جلووں سمیت کہیں چھپ گیا ہے اور اس کے چھپنے سے وادی دل پر چمکتا ہوا سورج گہنا گیا ہے" ——— عمران نے ایسے لہجے میں کہنا شروع کیا جیسے واقعی وہ کوئی ناکام عاشق ہو۔ ہر دو لفظوں کے درمیان وہ باقاعدہ ٹھنڈی آہ بھی ساتھ ساتھ بھر رہا تھا۔

"کیا گراسر کی کوئی کتاب پڑھ کر آئے ہو، اس قدر مشکل الفاظ بول رہے ہو ——— میرے پلے تو ایک لفظ بھی نہیں پڑا ——— اور سنو! ——— میرے سامنے اداکاری کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔ مجھے طاہر نے تفصیل بتا دی ہے ——— ویسے میں نے تمہیں فون ایک اور مقصد کے لئے کیا تھا۔ ڈیفنس سیکرٹری سر راشد نے آج میٹنگ میں مجھ سے کہا کہ کل شوگران سے انہیں ایک فون کال ملی کوئی عورت ڈاکٹر لیعقوبی بول رہی تھی۔ اس نے اپنے آپ کو وہاں کی کسی لیبارٹری کے میزائل سیکشن کی چیف بتایا۔ وہ نئے دفاعی نظام کے

فارمولے کے بارے میں بات کرنا چاہتی تھی اور سر راشد نے انہیں ڈیفینس سپیشل کونسل کے ڈاکٹر ارشد کا فون نمبر بتا دیا۔ کیونکہ فارمولا ان کی تحویل میں تھا ——— پھر شام کے وقت ڈاکٹر ارشد نے بتایا کہ انہیں کوئی فون کال نہیں ملی اور اس کے ساتھ ہی ایک چونکا دینے والی بات بھی اس نے بتائی کہ شوگران میں ڈیفنس سنٹرل لیبارٹری کے نام سے کوئی لیبارٹری بھی موجود نہیں اور وہ اس لائن میں کسی ڈاکٹر یعقوبی کو بھی نہ جانتا تھا۔ اس پر سر راشد بڑے حیران ہوتے ——— پھر ڈاکٹر ارشد نے بھی انہیں ایک عجیب بات بتائی کہ آج صبح وہ دفتر گئے تو انہوں نے محسوس کیا کہ جس سیف میں فارمولا رکھا گیا ہے اُسے کھولنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے حالانکہ دفتر بند تھا اور یہ دفتر سپیشل چھاؤنی میں ہے جہاں ملٹری کا بےحد سخت پہرہ ہوتا ہے ——— ڈاکٹر ارشد نے سیف کھولا اور فارمولا چیک کیا تو فارمولا محفوظ تھا۔ اب وہاں ملٹری پولیس اس بات کی تحقیقات کر رہی ہے کہ سیف کھولنے کی ناکام کوشش کس نے کی ہے ——— یہ سب باتیں سر راشد نے ویسے ہی ایک حیرت انگیز واقعہ کے طور پر گپ شپ کے دوران مجھے بتائیں۔ لیکن میں یہ باتیں سن کر چونک پڑا کیونکہ مجھے یہ تو معلوم ہے کہ پاکیشیا ایک نئے دفاعی نظام پر کام کر رہا ہے جس کا نام ریڈ گارڈ ہے ——— ظاہر ہے یہ اہم فارمولا ہے اس لئے یہ حیرت انگیز باتیں صرف عام سی بات نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ میٹنگ سے واپس آتے ہی میں نے سوچا کہ تمہیں اس بارے میں اطلاع کر دوں ——— فی الحال فارمولا تو محفوظ ہے لیکن ہو سکتا ہے اسے اڑائے جانے کی مزید کوشش کی جائے۔" سر سلطان نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"آپ نے بالکل درست نتیجہ نکالا ہے۔ لیکن اس قدر اہم فارمولا قانون کے مطابق سیکرٹ سروس کے چیف کے حوالے کیوں نہیں کیا گیا" ——— اس بار عمران کا لہجہ بےحد سنجیدہ تھا۔

"ابھی اس نظام پر عملدرآمد شروع بھی نہیں ہوا۔ ابتدائی تیاریاں شروع ہیں۔ جب مکمل ہو جائے گا تو پھر یہ فائل چیف آف سیکرٹ سروس کی تحویل میں دے دی جائے گی۔ اس وقت تک یہ ڈیفنس سپیشل کونسل کی تحویل میں ہے جس کے انچارج سر راشد سیکرٹری ڈیفنس ہیں" ——— سر سلطان نے جواب دیا۔

"او۔ کے ——— ٹھیک ہے۔ میں معلوم کرتا ہوں کہ اصل چکر کیا ہے۔ شکریہ" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"اس قدر اہم فارمولے کو اڑانے کی کوشش تو خاصا سنجیدہ مسئلہ ہے اس کا مطلب ہے کہ اس کے لئے کوئی خاص گروپ کام کر رہا ہے" ——— بلیک زیرو نے بھی انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پہلے سر راشد سے بات کرنا پڑے گی" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی۔ اے ٹو سیکرٹری ڈیفنس" ——— رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے سر راشد کے پی۔ اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو ——— سر راشد سے بات کراؤ" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— یس سر" ——— دوسری طرف سے پی اے کی بوکھلائی

ہوئی آواز سنائی دی۔

"یس ——— راشد بول رہا ہوں جناب" ——— چند لمحوں بعد سر راشد کی مودبانہ آواز فون پر سنائی دی۔

"ایکسٹو فرام دس اینڈ ——— سر راشد! آپ کو اس ڈاکٹر لیقوسی کی کال کس وقت ملی تھی" ——— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"کل تقریباً دفتر کی چھٹی کے وقت سے تھوڑی دیر پہلے ملی تھی۔ مگر ———" سر راشد نے حیران ہو کر جواب دیا۔ وہ شاید یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ایکسٹو کو اس کال کا کیسے پتہ چلا۔ لیکن عمران نے اس کی بات کاٹ دی۔

"پوری تفصیل بتائیں۔ کیا کیا پوچھا گیا ——— اور آپ نے کیا بتایا ———؟" عمران نے سخت لہجے میں کہا اور جواب میں سر راشد نے تفصیل بتا دی۔

"تو آپ نے انہیں ڈیفنس سپیشل کونسل کا فون نمبر دیا ——— پھر ڈاکٹر ارشد سے آپ کی بات چیت کب ہوئی" ——— عمران نے پوچھا۔

"وہ شام کو مجھ سے ملنے کلب آئے تھے۔ انہوں نے ایک اہم مسئلہ پر بات کرنا تھی" ——— سر راشد نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ شکریہ" ——— عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن صرف ملٹری ایکس چینج کا ہی نمبر ڈائل کیا۔ اس کے ساتھ ایکسٹینشن اس نے ڈائل نہ کی تھی۔

"ملٹری ایکس چینج" ——— دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ایکسٹو چیف آف سیکرٹ سروس" ——— عمران نے اسی طرح باوقار لہجے میں کہا۔

"اوہ یس سر ——— حکم سر" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے انتہائی

بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تمہارے ہاں کالوں کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے ——— کل ڈیفنس سپیشل کونسل کو کتنے فون کئے گئے ہیں اور کہاں سے کئے گئے ہیں" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ——— میں ابھی چیک کر کے بتاتا ہوں" ——— آپریٹر نے جواب دیا اور پھر چند منٹوں بعد ہی اس کی آواز رسیور پر گونجی۔

"سر ——— کل سپیشل ڈیفنس کونسل کے دفتر سے بارہ فون کئے گئے اور انہیں وصول اٹھارہ فون ہوئے ہیں ——— تمام لوکل کالز ہیں" ——— آپریٹر نے کہا۔

"اب بتاؤ کہ ڈاکٹر ارشد کو براہ راست کتنے فون ہوئے ہیں" ———؟ عمران نے پوچھا۔

"یس سر ——— ایک منٹ سر" ——— آپریٹر نے کہا اور پھر اس بار دو تین منٹ کی خاموشی کے بعد آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"جناب! ——— ڈاکٹر ارشد کے نام خصوصی طور پر کوئی کال نہیں آئی ——— البتہ کل میں ڈیوٹی پر تھا کہ ایک عورت جس نے اپنا نام الزبتھ بتایا تھا کا فون آیا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ وہ ڈاکٹر ارشد کی دوست ہے لیکن ڈاکٹر ارشد نے اسے فون کرنے سے منع کر دیا ہے اور وہ اسے ضروری پیغام دینا چاہتی ہے اس کا کہنا تھا کہ میں ایکس چینج کا چپڑاسی بھجوا کر پیغام پہنچاؤں لیکن میں نے اسے بتایا کہ ایسا ممکن نہیں ہے۔ ڈیفنس سپیشل کونسل کا دفتر یہاں سے کافی دور سپیشل چھاؤنی میں ہے۔ اس پر اس نے فون بند کر دیا" ——— دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور عمران کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

"یہ کال کہاں سے کی گئی تھی ۔۔۔۔ تم تو بورڈ پر موجود تھے تمہیں لازماً معلوم ہو گیا ہو گا" ۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں پوچھا۔

"یس سر ۔۔۔ یہ لوکل کال تھی۔ نمبر بورڈ پر آیا تھا لیکن اب مجھے یاد نہیں ہے۔ لیکن اگر آپ حکم کریں تو میں کل کی کال ٹیپ چیک کر کے بتا سکتا ہوں"۔ آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"بالکل چیک کر کے بتاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بہت بہتر سر ۔۔۔ ہولڈ آن کریں سر" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے کہا اور عمران نے سر ہلاتے ہوئے رسیور پر ہاتھ رکھا اور بلیک زیرو سے مخاطب ہوا۔

"یہ اہم کلیو ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

"ہیلو سر" ۔۔۔۔ تھوڑی دیر بعد آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"یس" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"سر ۔۔۔ یہ فون سول نمبر تھری زیرو تھری ون فور ون سے کیا گیا تھا"۔ آپریٹر نے کہا۔

"تھینک یو" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ پھر اس نے مین ایکس چینج کا نمبر ڈائل کیا۔

"انکوائری سر" ۔۔۔۔ آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس سپیکنگ" ۔۔۔۔ عمران نے لہجہ بدل کر لیکن انتہائی تحکمانہ انداز میں کہا۔

"یس سر" ۔۔۔۔ آپریٹر نے سہمے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

ایک نمبر نوٹ کرو اور مجھے بتاؤ کہ یہ نمبر کہاں فکسڈ ہے ۔ پوری تفصیل

بتاؤ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے وہی نمبر دوہرا دیئے جو ملٹری ایکس چینج کے آپریٹر نے بتائے تھے۔

"یس سر ۔۔۔ ہولڈ کریں ۔ میں چیک کر کے بتاتا ہوں" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے آپریٹر نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"پوری احتیاط سے چیک کرنا ۔۔۔ اٹ از امپارٹنٹ" ۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"اوہ یس سر ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں سر" ۔۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا اور لائن خاموش ہو گئی۔ پھر ایک منٹ بعد ہی آپریٹر کی آواز دوبارہ سنائی دی۔

"سر نوٹ کریں ۔۔۔ یہ فون دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس میں نصب ہے" ۔۔۔۔ آپریٹر نے کہا۔

"کیا اچھی طرح چیک کر لیا ہے" ۔۔۔۔؟ عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا

"یس سر" ۔۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا۔

"او کے ۔۔۔ اب یہ بتانا تو ضروری نہیں کہ اٹ از سیکرٹ" ۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"نو سر ۔۔۔ میں سمجھتا ہوں سر" ۔۔۔۔ آپریٹر نے جواب دیا اور عمران نے تھینک یو کہہ کر رسیور رکھ دیا۔

"دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس ۔۔۔۔ اب اسے چیک کرنا پڑے گا ۔۔۔۔ ٹھیک ہے۔ میں خود جاتا ہوں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"کسی ممبر کو نہ بھیج دیں" ۔۔۔۔ صرف یہی چیک کرنا ہے کہ وہاں کون رہتا

ہے" ـــ بلیک زیرو نے کہا۔

"اوہ ہاں ! ـــ پہلے اس ڈاکٹر ارشد سے تو بات کر لوں ـــ کہیں واقع
اس کوٹھی میں اس کی کوئی دوست نہ رہتی ہو" ـــ عمران نے چونک کر
کہا اور دوبارہ کرسی پر بیٹھ کر اس نے رسیور اٹھایا اور اس بار اس نے ملٹری
ایکسچینج کا نمبر ڈائل کرنے کے ساتھ ہی بتائی ہوئی ایکسٹینشن بھی ڈائل کر دی

"یس" ـــ ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس ایکسٹو" ـــ عمران نے مخصوص لہجے
میں کہا۔

"اوہ یس سر ـــ میں میجر ریاض بول رہا ہوں سر ـــ ڈیفنس سپیشل
کونسل آفس سے" ـــ دوسری طرف سے بولنے والے نے انتہائی مودبانہ
لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ارشد سے بات کرائیں" ـــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس سر ـ ہولڈ آن کریں ـــ وہ دوسرے کمرے میں میٹنگ میں
مصروف ہیں۔ میں انہیں بلاتا ہوں" ـــ میجر ریاض نے کہا اور لائن
پر خاموشی چھا گئی۔

چند لمحوں بعد ایک اور آواز ابھری۔

"یس سر ـــ میں ڈاکٹر ارشد بول رہا ہوں" ـــ ڈاکٹر ارشد کا لہجہ
مودبانہ تھا۔

"ڈاکٹر ارشد ! ـــ کیا آپ کی کوئی دوست الزبتھ نام کی بھی ہے"۔
عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا۔

"الزبتھ ـــ اوہ نہیں سر ـــ الزبتھ تو غیر ملکی نام ہے اور کوئی غیر ملکی

ت تو ایک طرف ـــ میری کوئی مقامی عورت یا لڑکی بھی دوست نہیں
ـــ سر میں شادی شدہ آدمی ہوں اور سردار صاحب کی لیبارٹری
کام کرتا آرہا ہوں ـــ آپ بے شک ان سے میرے متعلق تصدیق کرا سکتے
" ـــ ڈاکٹر ارشد نے انتہائی گھبرائے بلکہ ایک لحاظ سے بوکھلائے
ے لہجے میں جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ـــ میں معلوم کر لونگا۔ آپ یہ بتائیں کہ وہ فارمولا ریڈ گارڈ
سیف میں موجود تھا آپ کے مطابق اسے کھولنے کی ناکام کوشش کی
ہے ـــ اس ناکام کوشش کی پوری وضاحت کریں" ـــ عمران
کہا۔

"اوہ سر ـــ لیکن آپ کو کیسے اطلاع مل گئی" ـــ ڈاکٹر ارشد
انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر ارشد ! ـــ آپ قابل سائنسدان ہیں اس لئے میں آپ کی
گستاخی کو نظر انداز کر رہا ہوں ـــ ورنہ آپ جانتے ہیں کہ میرے سوال
جواب دینے کی بجائے سوال کرنا کتنی بڑی گستاخی ہے اور اس گستاخی
سزا موت بھی ہو سکتی ہے" ـــ عمران کا لہجہ یکلخت انتہائی سرد ہو گیا۔

"س ـــ سوری سر ـــ ویسے ہی حیرت کی وجہ سے منہ سے
گیا تھا سر" ـــ ڈاکٹر ارشد کی خوف سے کانپتی ہوئی آواز سنائی دی۔

"میرے سوال کا جواب دیں اور پوری تفصیل کے ساتھ" ـــ عمران
کہا۔

"سر ! ـــ صبح جب میں نے سیف کھولنے کی کوشش کی تو چابی
ہول میں حرکت نہ کر رہی تھی۔ اس پر میں چونکا۔ پھر میں نے غور سے

دیکھا تو اس کی ہول پر ایسے نشانات تھے جیسے کوئی غلط چابی ڈال کر اسے کھولنے کی کوشش کی جاتی رہی ہو۔۔۔ یا پھر لاک توڑنے کی کوشش کی گئی ہو۔۔۔ سیف تو بہرحال کھل گیا اور مجھے یہ دیکھ کر بے حد اطمینان ہوا کہ اہم فارمولا ریڈ گارڈ محفوظ تھا"۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

"یہ سیف کس کمپنی کا ہے"۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"کمپنی۔۔۔ سر! میں نے غور نہیں کیا۔ اس پر پلیٹ تو موجود ہے اگر آپ اجازت دیں تو میں جا کر دیکھ آؤں"۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے ایسے لہجے میں کہا جیسے کمپنی کا نام نہ پڑھ کر اس سے کوئی بہت بڑا جرم ہو گیا ہو۔

"ہاں!۔۔۔ دیکھ کر بتاؤ"۔۔۔ عمران نے کہا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ڈاکٹر ارشد کی آواز سنائی دی۔

"سر۔۔۔ یہ نارکسن کمپنی کا سیف ہے۔ اسی نام کی پلیٹ اس پر لگی ہوئی ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ اب بتاؤ کہ یہ فارمولا کس شکل میں ہے۔۔۔ کیا کوئی فلم ہے یا فائل ہے۔۔۔ کوڈ میں درج ہے یا سادہ لینگوئج میں" عمران نے کی۔

"سر!۔۔۔ فائل ہے جس میں دس صفحات ہیں اور سر۔۔۔ عام زبان میں ہے"۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے جواب دیا۔

"کیا یہ صفحات عام کاغذ کے ہیں یا کسی خصوصی ٹائپ کے کاغذ کے۔ میرا مقصد ہے ایسا کاغذ کہ اگر اس کی تصویر اتاری جائے تو وہ بلینک آئے" عمران نے کہا۔

"اوہ نو سر!۔۔۔ عام سے کاغذ ہیں سر"۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے

جواب دیا۔

"او۔کے۔۔۔ تھینک یو"۔۔۔ عمران نے کہا اور کریڈل دبا کر اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پی اے ٹو سیکرٹری خارجہ"۔۔۔ دوسری طرف سے سر سلطان کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو۔۔۔ سر سلطان سے بات کراؤ"۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر"۔۔۔ پی اے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا اور چند لمحوں بعد سر سلطان کی آواز سنائی دی۔

"یس۔۔۔ سلطان بول رہا ہوں"۔۔۔ سر سلطان کا لہجہ بے حد مؤدبانہ تھا۔

"سر سلطان!۔۔۔ ڈاکٹر ارشد سے میری بات ہوئی ہے۔۔۔ وہاں اس قدر اہم فارمولے کی حفاظت کا درست بندوبست نہیں کیا گیا۔ ایک عام سا سیف ہے جسے کوئی بھی آسانی سے کھول سکتا ہے اور فارمولا بھی عام سے صفحات پر ہے۔۔۔ آپ فوری طور پر بندوبست کریں کہ جدید ترین الیکٹرانک سیف وہاں پہنچایا جائے اور فارمولے کو اینٹی ویو پیپر پر منتقل کرا دیں تاکہ اس کی نقل نہ کی جا سکے اور اس کے علاوہ اس عمارت کی جہاں فارمولا ہے خصوصی حفاظت کا بھی بندوبست کریں۔۔۔ ڈاکٹر ارشد نے تو کہا ہے کہ سیف کھولنے کی ناکام کوشش کی گئی ہے لیکن نارکسن کمپنی کے سیفوں کے لاک اس قدر سادہ ہیں کہ ایک معمولی سی تار سے بھی کھل جا سکتے ہیں۔۔۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ سیف کھولا گیا ہو اور اس فارمولے

کی فلم لے کر سیف دوبارہ بند کر دیا گیا ہو ——— میں اس کی انکوائری کر رہا
ہوں۔ لیکن اس دوران آپ اس کی حفاظت کا معقول بندوبست کرا دیں۔"
عمران نے ایکسٹو کے لہجے میں کہا۔
"یس سر ——— میں ابھی سر راشد سے بات کر کے بندوبست کراتا ہوں۔
ویسے یہ فارمولا ہمارے لئے انتہائی اہم ہے۔ اگر یہ دشمنوں کے ہاتھ
لگ گیا تو پاکیشیا کی سلامتی کے لئے انتہائی خطرات پیدا ہو سکتے ہیں۔"
سر سلطان نے کہا۔
"میں سمجھتا ہوں ——— آئندہ ایسی باتیں آپ مجھے سمجھانے کی کوشش
نہ کیا کریں" ——— عمران نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا اور رسیور کریڈل پر
رکھ کر مسکرا دیا۔
"آپ نے تو باقاعدہ سر سلطان کو ڈانٹ پلا دی ہے" ——— بلیک زیرو
نے جو فون کے ساتھ لاؤڈر کی وجہ سے ساری گفتگو سن رہا تھا، مسکراتے
ہوئے کہا۔
"ان جیسے افسروں کو جو دوسروں کو بھی ڈانٹ پلانے کے عادی ہوتے
ہیں کبھی کبھی ڈانٹ پی لینا چاہئے ——— اس طرح ان کی ذہنی صحت
درست رہتی ہے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس سے
پہلے کہ بلیک زیرو کوئی جواب دیتا، فون کی گھنٹی بج اٹھی، عمران نے ہاتھ
بڑھا کر ایک بار پھر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا۔
"جولیا بول رہی ہوں باس! ——— سارے ممبرز کی طرف سے رپورٹیں
مل چکی ہیں ——— وہ ویٹر نہیں مل سکا" ——— دوسری طرف سے جولیا

نے کہا۔
"ٹھیک ہے ——— صفدر اور کیپٹن شکیل کو دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس
پر بھیجو ——— اس کوٹھی میں رہنے والوں کی مکمل رپورٹ مجھے چاہئے" ———
عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔
"پہلے تو آپ خود جا رہے تھے" ——— بلیک زیرو نے کہا۔
"ہاں! ——— لیکن اب میں نے ارادہ بدل دیا ہے ——— مجھے اس سارے
معاملے میں کسی لمبی گڑبڑ کا احساس ہو رہا ہے۔ اس لئے پہلے اس کوٹھی کے
مکینوں کے بارے میں رپورٹ مل جائے۔ پھر میں اس رپورٹ کے مطابق آئندہ
اقدام کا فیصلہ کروں گا" ——— عمران نے کہا۔ اس کا لہجہ بے حد سنجیدہ تھا۔
اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔
تقریباً پندرہ منٹ بعد ہی ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ
بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔
"ایکسٹو" ——— عمران نے سرد لہجے میں کہا۔
"جولیا بول رہی ہوں باس! ——— صفدر نے ابھی فون پر اطلاع دی
ہے کہ دولت آباد کی کوٹھی نمبر اڑتیس خالی پڑی ہوئی ہے اس کے اندر
نہ کوئی آدمی موجود ہے اور نہ ہی کوئی ایسا سامان کہ جس سے یہ سمجھا جائے
کہ یہاں رہنے والے واپس آئیں گے ——— ویسے صفدر نے سامنے والی
کوٹھی کے چوکیدار سے پوچھ گچھ کی ہے تو اس کے کہنے کے مطابق پہلے یہ
کوٹھی خالی تھی اور اس پر برائے فروخت کا بورڈ لگا رہتا تھا لیکن پھر یہاں
ایک غیر ملکی جوڑا آگیا۔ ایکریمین تھے جو کل تک تو یہاں موجود تھے لیکن صبح
سویرے وہ کار میں بیٹھ کر چلے گئے ہیں اور اب تک واپس نہیں آئے۔"

جولیانے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"ان کے حلیئے وغیرہ معلوم کئے ہیں صفدر نے"۔۔۔۔ ؟ عمران نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔

"نو سر۔۔ اگر کئے ہوتے تو وہ ضرور بتا دیتا۔۔۔ آپ کہیں تو میں اسے کہہ دیتی ہوں"۔۔۔۔ جولیانے جواب دیا۔

"ہاں !۔۔ اسے کہو کہ اس ایکریمین جوڑے کا تفصیلی حلیہ معلوم کرے۔ ساتھ ہی اس کار کا نمبر بھی۔۔ اور اگر نمبر معلوم نہ ہو سکے تو پھر اس کار کا رنگ ماڈل اور کوئی خاص نشانی۔۔۔۔ اس کے بعد سارے ممبرز کو اس کار اور ان حلیوں والے ایکریمین کی تلاش میں لگا دو۔۔۔۔ جہاں بھی یہ کار یا لوگ نظر آئیں مجھے رپورٹ دو۔۔۔۔ لیکن کار اور ان ایکریمین کی صرف نگرانی کرنی ہے۔ کسی قسم کی مداخلت کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔۔ ویسے ایئر پورٹ پر خصوصاً چیکنگ کی جائے"۔۔۔۔ عمران نے کہا۔

"یس سر"۔۔۔ جولیانے کہا اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"کوٹھی چھوڑ کر جانے کا مقصد تو یہی ہو سکتا ہے کہ انہیں کسی قسم کا کوئی خطرہ محسوس ہوا ہے"۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"دیکھو کیا نتیجہ نکلتا ہے۔۔۔ فی الحال تو ہم بس ویسے ہی امکانات کے پیچھے دوڑ رہے ہیں"۔۔۔۔ عمران نے کہا اور بلیک زیرو سر ہلا کر خاموش ہو گیا۔ ظاہر ہے اس کی رائے بھی یہی تھی۔

پھر تقریباً آدھے گھنٹے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو"۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر۔۔۔ ابھی چوہان نے رپورٹ دی ہے کہ اس نے وہ کار مین بازار کی جنرل پارکنگ میں کھڑی دیکھی ہے۔۔۔۔ صفدر نے چوکیدار کے ذریعے اس کار کا نمبر معلوم کر لیا تھا۔۔۔ ان کے حلیئے بھی معلوم ہو گئے ہیں"۔۔۔۔ جولیانے رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک ایکریمین عورت اور ایک ایکریمین مرد کے حلیئے بھی تفصیل سے بتا دیئے۔

"چوہان سے کہو کہ اس کار کی تفصیلی تلاشی لے کر براہ راست مجھے رپورٹ دے"۔۔۔۔ عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

"حلیئے تو عام سے ہیں۔۔۔ کوئی خصوصی بات تو نہیں ان میں"۔۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"تو تمہارا خیال تھا کہ خصوصیت کے لئے وہ بارہ سنگھے کی طرح اپنے سروں پر سینگ لگا لیتے"۔۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو بے اختیار ہنس پڑا۔

"اب صرف ہنستے ہی رہو گے۔۔۔ یا چائے بھی پلاؤ گے۔۔۔۔ غضب خدا کا۔۔۔ ٹیلیفون پر بول بول کر میرا حلق بھی خشک ہو گیا ہے۔ اور تم بس بیٹھے ہنس رہے ہو"۔۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور بلیک زیرو ہنستا ہوا اٹھا اور کچن کی طرف بڑھ گیا۔

تھوڑی ہی دیر بعد بلیک زیرو چائے بنا کر لے آیا۔ اس نے ایک کپ عمران کے سامنے رکھا اور دوسرا اپنے سامنے رکھ کر وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گیا۔ ابھی عمران نے چائے کی ایک چسکی ہی لی تھی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔

"ایکسٹو" ---- عمران نے رسیور اٹھا کر مخصوص لہجے میں کہا۔

"چوہان بول رہا ہوں جناب! ---- میں نے کار کی تفصیلی تلاشی لے لی ہے ---- کار بالکل خالی ہے۔ اس میں کاغذ کا ایک پُرزہ تک بھی موجود نہیں ہے۔ ویسے کار صبح سے یہاں کھڑی ہے۔ البتہ ایک بکسٹال والے نے بتایا ہے کہ اس کار میں سے ایک ایکریمین جوڑا نکلا تھا اور انہوں نے اس سے جانی بار کا پتہ پوچھا جو اس دکاندار نے بتا دیا اور وہ دونوں جانی بار کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد واپس نہیں آئے" ---- چوہان نے کہا۔

"تم وہیں ٹھہرو اور نگرانی کرو ---- ہو سکتا ہے وہ واپس آئیں" ---- عمران نے مختصر الفاظ میں ہدایت دی اور رسیور رکھ کر اس نے چائے کا کپ اٹھایا اور چُسکیاں لینے لگا۔ اس کی پیشانی پر سوچ کی لکیریں نمایاں تھیں۔ پھر اس نے کپ واپس میز پر رکھا اور رسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ لیکن دوسری طرف سے گھنٹی بجتی رہی۔ کسی نے رسیور نہ اٹھایا تو عمران نے رسیور رکھ دیا۔

"ٹائیگر اپنے کمرے میں نہیں ہے ---- ٹرانسمیٹر پر اس کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دو طاہر" ---- عمران نے سامنے بیٹھے بلیک زیرو سے کہا اور بلیک زیرو نے ایک طرف پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر پر ٹائیگر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ عمران اس دوران خاموشی سے کپ میں موجود باقی ماندہ چائے پیتا رہا۔ پھر اس نے آخری گھونٹ پی کر کپ واپس میز پر رکھا اور ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر پر موجود سُرخ رنگ کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔ چند لمحوں بعد بلب یکلخت سبز رنگ میں تبدیل ہو کر مسلسل جلنے لگا۔

"عمران کالنگ۔ اوور" ---- عمران نے کہا۔

"یس سر ---- ٹائیگر بول رہا ہوں۔ اوور" ---- ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"دو حلیئے نوٹ کرو" ---- عمران نے کہا اور پھر جولیا کے بتائے ہوئے اس ایکریمین جوڑے کے حلیئے تفصیل سے بتا کر اس نے اوور کہہ دیا۔

"یس سر۔ اوور" ---- ٹائیگر نے جواب دیا۔

"یہ دونوں جانی بار گئے ہیں۔ انہوں نے کار جنرل پارکنگ میں کھڑی کی تھی لیکن پھر ان کی واپسی نہیں ہوئی ---- فوراً معلوم کر کے بتاؤ کہ یہ جانی بار میں کس سے ملے ہیں اور اب کہاں ہیں۔ اوور" ---- عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس سر ---- میں معلوم کرتا ہوں سر۔ اوور" ---- دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ---- اوور اینڈ آل ---- کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"یہ تو انتہائی آسان مشن ثابت ہوا ہے ـــــ باس خوامخواہ ہمیں ڈرا رہا تھا" ـــــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ویسے ایک بات ہے۔ تمہاری ذہانت کی وجہ سے یہ آسان ثابت ہوا ہے۔ ورنہ تو شاید اتنا آسان نہ ہوتا ـــــ میرا خیال ہے کہ ہمیں سپیشل ٹرانسمیٹر پر باس کو اس کی اطلاع دے دینی چاہیئے۔ اس کے بعد دوسرے مشن کی منصوبہ بندی کی جائے" ـــــ ڈان نے کہا اور روزی کے سر ہلانے پر اس نے ہاتھ اٹھا کر میز پر پڑے ہوئے انٹر کام کا رسیور اٹھا لیا۔

"جیکی! ـــ سپیشل ٹرانسمیٹر لے آؤ" ـــــ ڈان نے سخت لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔ وہ اس وقت جیکی کے ہیڈ کوارٹر والی کوٹھی میں موجود تھے یہاں جیکی اور اس کے گروپ کے آٹھ افراد موجود تھے۔

چند لمحوں بعد ایک نوجوان اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا ٹرانسمیٹر تھا۔ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں ٹرانسمیٹر ان دونوں کے سامنے

موجود میز پر رکھ دیا اور خود اسی طرح خاموشی سے واپس چلا گیا۔

ڈان نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبا دیا تو ٹرانسمیٹر سے پہلے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔ یہ خصوصی ساخت کا فکسڈ فریکوئنسی ٹرانسمیٹر تھا۔ اس کا تعلق براہ راست بلیک ایجنسی کے چیف سے تھا اور اس ٹرانسمیٹر میں یہ خصوصیت تھی کہ اس کی کال کہیں بھی نہ کیچ کی جا سکتی تھی اور نہ ٹیپ کی جا سکتی تھی۔ اس کی رینج بھی بے حد وسیع تھی۔ دنیا کے کسی بھی کونے سے اس کے ذریعے چیف کو کال کیا جا سکتا تھا۔

تیز سیٹی کی آواز چند لمحے سنائی دیتی رہی۔ پھر آہستہ آہستہ مدھم ہوتی چلی گئی۔

"یس ـــ چیف آف بلیک ایجنسی۔ اوور" ـــــ ٹرانسمیٹر سے چیف کی تیز آواز سنائی دی۔

"ڈان بول رہا ہوں باس ـــ پاکیشیا سے۔ اوور" ـــــ ڈان نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"اوہ یس ـــ کیا رپورٹ ہے۔ اوور" ـــــ باس نے چونک کر پوچھا۔

"وکٹری باس! ـــ ہم نے ریڈ گارڈ کی مائیکرو فلم ایس تھری کے حوالے کر دی ہے۔ اوور" ـــــ ڈان نے فاتحانہ انداز میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ اوور" ـــــ باس نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور ڈان نے پہلے اُسے تفصیل سے بتایا کہ کس طرح روزی نے صرف فون کے ذریعے تمام بنیادی معلومات حاصل کر لی تھیں۔

"اور اس کے بعد باس! ـــ میں اور روزی رات کو سپیشل چھاؤنی پہنچ گئے۔ جیکی اور اس کے گروپ نے اس کے متعلق نہ صرف معلومات حاصل کر

لی تھیں بلکہ چھاؤنی کے رہائشی حصے سے انہوں نے سپیشل گارڈ کے ایک
آفیسر اور اس کے نائب کو سوتے میں اغوا کر لیا اور ساتھ ہی ان کی یونیفارمز
بھی حاصل کر لی گئیں ۔۔۔ اس کے بعد میں اور جیکی ان کے میک اپ اور
یونیفارمز میں رات کو چیکنگ کے بہانے وہاں پہنچے ۔۔۔ فارمولا ایک سیف
میں تھا لیکن یہ سیف خاصی پرانی قسم کی تھی اس لئے میں نے آسانی سے
اسے کھول لیا۔ پھر فارمولے کی فلم بنائی ۔۔۔ سیف کو دوبارہ بند کیا اور واپس
آ گئے ۔۔۔ ان دونوں افسروں کو دوبارہ ان کی یونیفارمز سمیت ان کی
رہائش گاہوں پر پہنچا دیا گیا۔ اس طرح انہیں معلوم ہی نہ ہو سکا کہ انہیں
کہاں لے جایا گیا۔ وہ زیادہ سے زیادہ یہی سوچتے رہے ہوں گے کہ ان کی
آنکھ نہیں کھلی اور وہ گشت پر نہیں گئے۔ لیکن چونکہ فوجی قوانین کی رو سے
یہ جرم ہے اس لئے لازماً انہوں نے یہی کہا ہے کہ وہ گشت پر گئے تھے
بہر حال وہ فلم لا کر میں نے ڈویلپ کی اور اسے مائیکرو فلم میں تبدیل کر کے
ہم نے صبح ہوتے ہی وہ کوٹھی چھوڑ دی اور جیکی کے ہیڈ کوارٹر میں آ گئے
ہم نے وہ کار بھی ایک پارکنگ میں چھوڑ دی تاکہ اگر کسی طرح بھی کوئی کلیو
اس کوٹھی تک کسی کو پہنچا دے تو آگے کا راستہ بند ہو جائے ۔۔۔ مائیکرو
فلم ایس تھری کے حوالے کر دی گئی ہے اور اب میں اور روزی نئے
میک اپ میں مشن نمبر دو کی تکمیل کے لئے انتہائی بے چین ہیں۔ اوور ۔۔۔
ڈان نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" اوہ۔۔ ویری گڈ ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ تم نے واقعی حیرت انگیز
کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ اس قدر اہم ترین نظام کے فارمولے کی فلم بھی
حاصل کر لی اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کو کسی طرح اس کا علم بھی نہیں ہو سکا۔

ویری گڈ ۔۔۔ یہ ہوا ناں کارنامہ ۔۔۔ ورنہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے
بارے میں اب یہ مشہور ہو چکا ہے کہ پاکیشیا میں اگر کوئی مکھی بھی غیر قانونی
طریقے سے داخل ہوتی ہے تو پاکیشیا سیکرٹ سروس اس سے آگاہ
ہو جاتی ہے ۔۔۔ ویری گڈ۔ اوور" ۔۔۔ باس نے انتہائی مسرت
بھرے لہجے میں کہا۔

" باس! ۔۔۔ یہ مشن تو دراصل روزی کی ذہانت سے پورا ہوا
ہے ۔۔۔ میری تشنگی تو ابھی موجود ہے۔ اوور" ۔۔۔ ڈان نے
منہ بناتے ہوئے کہا۔

" او۔ کے ۔۔۔ مجھے یقین ہے کہ تم دوسرا اہم مشن آسانی سے
سرانجام دے سکو گے ۔۔۔ لیکن ایس تھری سے جب تک وہ
فلم ہم تک نہ پہنچ جائے اس وقت تک تم دونوں بالکل حرکت
میں نہ آؤ گے ۔۔۔ مکمل طور پر کیموفلاج رہو گے ۔۔۔ بلکہ بہتر
یہی ہے کہ تم اس ہیڈ کوارٹر کے گیٹ سے بھی باہر نہ نکلو۔
ایس تھری اس فلم کو ایک دکان تک پہنچا دے گا اور اس
دکان کا آدمی کسی اور کو ۔۔۔ پھر وہاں سے یہ فلم اسی طرح
مختلف ہاتھوں سے ہوتی ہوئی آج رات ہم تک پہنچے گی۔
میں نے یہ طویل طریقہ اس لئے اپنایا ہے کہ اگر کوئی ایک
سٹیپ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نظروں میں آ بھی جائے تو
وہ آگے نہ بڑھ سکیں ۔۔۔ بہر حال جب یہ فلم مجھے مل
جائے گی تو میں اسی ٹرانسمیٹر پر تمہیں مزید ہدایات دے
دوں گا۔ فی الحال میں نے جو ہدایات دی ہیں ان پر عمل کرو۔

اوور اینڈ آل" ــــ باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کیا اور اسے دوبارہ میز کے نیچے رکھ دیا۔

"یہ باس نے ایک معمولی سی فلم کے لئے اتنا لمبا چکر آخر کیوں چلایا ہے" روزی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"وہ اصل میں ذہنی طور پر اس علی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس سے انتہائی خوفزدہ ہے ــــ اور یہ اس کا خوف ہی ہے کہ اس نے فلم کو ایکریمیا پہنچانے کے لئے اتنا لمبا کھڑاگ پھیلایا ہے" ــــ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ لیکن اس کا فقرہ ابھی ختم ہی ہوا تھا کہ میز پر پڑے ہوئے انٹرکام کی گھنٹی سنائی دی اور ڈان نے چونک کر انٹرکام کا رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ــــ ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

"باس! ــ میں جیکی بول رہا ہوں ــ ابھی انتھونی کی کال آئی ہے کہ ایک مقامی بدمعاش کوبرا جانی بار میں آپ کے متعلق پوچھ گچھ کر رہا ہے۔ اور آپ کی کار مین بازار کے جنرل پارکنگ میں موجود ہے اس کی بھی نگرانی کی جا رہی ہے ــــ اس کوبرے کو آپ کے اور مادام روزی کے حلیوں کی پوری تفصیل معلوم ہے اور وہ ایک ویٹر جیکب سے پوچھ گچھ کر رہا ہے"۔ جیکی نے کہا تو ڈان اور روزی دونوں کے چہرے حیرت سے مسخ سے ہو گئے انٹرکام کے ساتھ چونکہ لاؤڈر بھی موجود تھا اس لئے جیکی کی آواز روزی کو بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔

"کیا مطلب! ــ کیا کہہ رہے ہو ــــ یہ کیسے ممکن ہے" ــــ ڈان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"باس! ــ یہ رپورٹ ملنے پر میں نے فوری طور پر اس بارے میں تحقیقات

کا آغاز کر دیا تاکہ اس بارے میں حتمی رائے قائم کی جا سکے ــــ اور آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ دولت آباد والی جس کوٹھی سے آپ آئے ہیں اس کوٹھی کو بھی چیک کیا گیا ہے اور شاید کار اور آپ کے حلیوں کے بارے میں وہیں سے انہوں نے معلومات حاصل کی ہیں ــــ بہرحال انتھونی کے مطابق وہ کوبرا جانی بار سے کسی قسم کی معلومات حاصل نہیں کر سکا ــــ اور آپ نے حلیئے بھی بدل لئے ہیں اور کار بھی چھوڑ دی ہے۔ اس لئے اب وہ کسی طرح بھی آپ کا سراغ نہیں لگا سکتے ــــ ویسے اگر آپ حکم دیں تو میں اس مقامی بدمعاش اور کار کی نگرانی کرنے والے کو اغوا کر کے یہاں لے آؤں" ــــ جیکی نے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو جیکی! ــ اس کا مطلب ہے کہ تم انہیں از خود یہاں لے آؤ گے ــــ جب کہ اس قدر خفیہ رہنے کے باوجود وہ ہمارے سراغ پر کامیابی سے چل رہے ہیں ــــ البتہ ہم دونوں یہاں سے بھی خفیہ طور پر دوسری نمبر تھری کوٹھی میں شفٹ ہو جاتے ہیں تاکہ وہ کسی طور پر بھی ہمارا سراغ حاصل نہ کر سکیں ــــ اور سنو! ــــ تم نے ان لوگوں کے بارے میں تین روز تک قطعاً لاتعلق رہنا ہے۔ اس کے بعد ہم ان سے سارے بدلے گن گن کر لے لیں گے" ــــ روزی نے ہاتھ بڑھا کر ڈان کے ہاتھ سے رسیور لیتے ہوئے انتہائی تیز لہجے میں کہا اور پھر ایک جھٹکے سے انٹرکام کا رسیور رکھا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آؤ ڈان! ــ ماسک میک اپ کر کے خفیہ عقبی دروازے سے نکل جائیں ــ ہمارے متعلق سوائے جیکی کے اور کسی کو بھی علم نہ ہونا چاہیئے کہ ہم کس میک اپ میں ہیں اور کس کوٹھی میں موجود ہیں ــــ میں نے اسی خدشے

کے پیشِ نظر چنار کالونی میں ایک کوٹھی خرید لی ہے جس کا سوائے میرے اور جیکی کے بعد کسی کو بھی علم نہیں" ——— روزی نے کہا۔

"اوہ! —— ٹھیک ہے روزی! —— لیکن میں حیران ہوں کہ یہ مقامی بدمعاش کا جانی بار میں جانے کا کیا مطلب —— کیا یہاں کی سیکرٹ سروس بدمعاشوں پر مشتمل ہے —— یا پھر کوئی اور تنظیم ہماری راہ پر چل پڑی ہے" ڈان نے کہا۔

"جو کچھ بھی ہے جلد ہی سامنے آجائے گا" —— روزی نے کہا اور پھر وہ دونوں ہی اکٹھے ملحقہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گئے۔ انہوں نے بڑی مہارت سے میک اپ کر کے اپنے حلیے تبدیل کئے اور پھر لباس تبدیل کر کے انہوں نے اپنا ضروری سامان اور خاص طور پر وہ سپیشل ٹرانسمیٹر بریف کیسوں میں رکھا اور تیزی سے ایک خفیہ راستے کی طرف بڑھ گئے جس کے ذریعے وہ عقبی کوٹھی کے نیچے سے گذر کر بڑے اطمینان سے ایک کھلے پارک کے ایک کونے میں جا نکلتے۔ جہاں سے انہیں آسانی سے ٹیکسی مل سکتی تھی۔

عمران نے کار مین بازار کی جنرل پارکنگ میں روکی اور نیچے اتر آیا۔ جب وہ پارکنگ سے نکل کر جانی بار کی طرف بڑھنے ہی لگا تھا کہ ایک طرف سے چوہان نکل کر اس کی طرف بڑھا۔

"عمران صاحب آپ —— اور یہاں" —— ؟ چوہان نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"کیا کروں یار چوہان! —— اس گلاب کے پھول کو ڈھونڈتا پھر رہا ہوں۔ تمہارے چیف نے پہلے میری بڑی منتوں اور خوشامدوں کے بعد اس کو تلاش کرنے کی حامی بھر لی۔ لیکن اب اس نے صاف انکار کر دیا ہے —— میری لمبی لمبی اور ٹھنڈی سانسوں نے بھی اس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ بلکہ اس نے مجھے وارننگ بھی دے دی ہے کہ اب اگر میں نے اس موضوع پر بات کی تو وہ مجھے گولی مروا دے گا —— بڑا بے درد۔ ظالم اور سفاک آدمی ہے اُسے تو لطیف جذبات چھو کر بھی نہیں گذرے —— میرا خیال ہے بلا کو خاں

اور چنگیز خاں دونوں کی رُوحوں نے آپس میں اشتراک کر کے اس کے جسم پر قبضہ کر لیا ہے" ——— عمران نے بڑی لمبی ٹھنڈی سانس بھرتے ہوئے چوہان کو اپنی روئیداد سنانی شروع کر دی۔ اس کا چہرہ کسی بوڑھی بکری کے منہ کی طرح لٹکا ہوا تھا۔ آنکھوں میں اتنی ویرانی اور اداسی نظر آنے لگ گئی تھی جیسے زندگی کی ہر حق سے وہ محروم ہو چکی ہوں۔

"باس اصل میں ایک اور چکر میں پڑ گیا ہے ——— آپ فکر نہ کریں۔ ہم سب اس مشن سے فارغ ہو کر ذاتی طور پر آپ کے لئے اسے تلاش کریں گے" ——— چوہان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مشن سے فارغ ہو کر ——— کیا کہہ رہے ہو چوہان! ——— میں کیسے اپنے اس عظیم مشن سے فارغ ہو سکتا ہوں۔ میرا تو رات کا چین اور دن کا آرام سب لُٹ چکا ہے ——— آنکھوں کے آگے ہر وقت اس کی بلیک اینڈ وائٹ تصویر نظر آتی رہتی ہے جس میں مَیں اپنے جذبوں کے رنگ بھرنے کی کوشش کر رہا ہوں لیکن رنگ ہی دستیاب نہیں ہو رہے ——— وہ رنگ فروش کہتے ہیں دوپٹے رنگنے والے ویگوں میں پڑنے والے ——— مشروبات کو کلرڈ کرنے والے ——— لوہے پر پینٹ کرنے والے ——— اور کاغذ پر تصویریں بنانے والے رنگ تو مل سکتے ہیں لیکن خیال میں موجود بلیک اینڈ وائٹ تصویر کو کلرڈ بنانے والے رنگ ان کے پاس نہیں ہیں ——— میں نے تو کہا بھی کہ چلو اس کے کپڑے رنگ دو۔ لیکن وہ سنتے ہی نہیں ——— ویسے تم یہاں کیوں کھڑے ہو ——— کیا کسی کار والے سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے یا پھر کوئی نئی کار تاڑ رہے ہو چوری کرنے کے لئے ——— ویسے دھندہ اچھا ہے" ——— عمران نے کہا۔ اور چوہان بے اختیار ہنس پڑا۔

"یہ بات نہیں ——— یہاں مجرموں کی ایک کار موجود ہے۔ میں اس کار کی نگرانی کر رہا ہوں" ——— چوہان نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اچھا کرتے رہو بے جان مشینوں کی نگرانی ——— ہمارا کیا جاتا ہے" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور آگے بڑھنے لگا۔

"اوہ! ——— تو آپ کسی انسان کی نگرانی کرنے کے لئے یہاں آئے ہیں"۔ چوہان نے چونک کر کہا۔

"ہم نگرانی کے قابل ہی نہیں ہیں ——— یہ کام تو وہ بڈھے پہلوان کرتے ہیں جن کے جوڑ بڑھاپے کی وجہ سے بیکار ہو جاتے ہیں اور وہ اکھاڑے کے کنارے بیٹھے دوسروں کی نگرانی کرتے رہتے ہیں ——— ہم تو اکھاڑے میں اُتر کر لڑنے کے قائل ہیں ——— بہرحال تمہارے باس کی طرف سے تمہارے لئے یہ ہدایت ہے کہ تم اس نگرانی کو چھوڑ کر اپنے فلیٹ واپس جا سکتے ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گیا۔

جانی بار اس پورے علاقے کا سب سے بدنام بار تھا یہاں ارد گرد کے سارے بدمعاش اور گھٹیا ٹائپ لوگ ہر وقت بھرے رہتے تھے کیونکہ اس بار میں انہیں ہر قسم کا نشہ کھلے بندوں مل جاتا تھا۔ عمران ایک بار یہاں آیا تھا اور اس وقت اس نے سوچا تھا کہ اس سلسلے میں فیاض سے ضرور باز پرس کرے گا۔ لیکن پھر مصروفیت کی وجہ سے یہ بات اس کے ذہن سے ہی نکل گئی تھی۔ لیکن اب جبکہ اس ایکریمی جوڑے کی نسبت سے جانی بار کا نام دوبارہ سامنے آیا تو اُسے یہ ساری بات یاد آ گئی اور اس بار کے مخصوص ماحول کی وجہ سے ہی عمران نے ٹائیگر کو یہاں معلومات کے لئے بھیجا تھا لیکن پھر ٹائیگر کی طرف سے کال آئی کہ اس نے بار کے ہر آدمی سے پوچھ گچھ کر لی

ہے۔ اس حلیئے کا جوڑا یہاں آیا ضرور ــــ لیکن ایک میز پر بیٹھ کر انہوں نے شراب پی اور پھر ویٹر کو رقم دے کر وہ بار کے عقبی دروازے سے نکل کر دوسری سڑک پر چلے گئے تھے۔ انہوں نے سوائے ویٹر کے نہ ہی کسی سے کوئی بات کی اور نہ ہی کوئی اشارہ یا مشکوک حرکت کی۔ اور ٹائیگر نے اس ویٹر سے بھی معلومات حاصل کر لی ہیں۔ اس کے مطابق انہوں نے بیٹھتے ہی شراب کی پوری بوتل منگوائی اور وہ دونوں اسے گلاسوں میں ڈال کر پیتے رہے اور پھر بل ادا کر کے چلے گئے۔ اس پر عمران نے ٹائیگر کو وہیں رکنے کے لئے کہا اور خود وہ دانش منزل سے نکل کر جانی بار کی طرف چل پڑا تھا۔ چونکہ جانی بار ایک تنگ سی گلی میں تھا جہاں کار داخل نہ ہو سکتی تھی اس لئے عمران کو کار جنرل پارکنگ میں ہی کھڑی کرنی پڑی۔ اس طرح اس کا ٹکراؤ چوہان سے بھی ہو گیا جو ابھی تک اس کار کی نگرانی میں مصروف تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ شاید ہی اب وہ جوڑا کار لینے آئے اس لئے اس نے چوہان کو باس کا نام لے کر واپس فلیٹ جانے کا کہہ دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد عمران جانی بار میں داخل ہو گیا وہ چونکہ اس وقت اپنے اصل چہرے میں تھا اس لئے اس کے چہرے پر حماقتیں آبشار کی طرح بہہ رہی تھیں۔ وہ اندر داخل ہو کر اس طرح پھٹی پھٹی آنکھوں سے ماحول کو دیکھ رہا تھا جیسے وہ کسی تہہ خانے سے نکل کر پہلی بار دنیا کو دیکھ رہا ہو۔ بار کا ماحول منشیات کے زہریلے دھوئیں اور شراب کی تیز بو کی وجہ سے انتہائی دگرگوں سا ہو رہا تھا لیکن عمران جانتا تھا کہ اسی ماحول کی وجہ سے یہاں ہر وقت رش رہتا ہے کیونکہ نشے کے عادی لوگوں کا آدھا نشہ تو اس ماحول کی وجہ سے ہی پورا ہو جاتا ہے۔ ٹائیگر کو اس نے ٹرانسمیٹر پر ہی ہدایت

دے دی تھیں کہ وہ اس کے کام میں مداخلت نہ کرے اور نہ ہی اس سے کوئی آشنائی ظاہر کرے گا۔ البتہ اس ویٹر کا نام اس نے معلوم کر لیا تھا جس نے اس ایکریمین جوڑے سے ڈیلنگ کی تھی۔

عمران اسی طرح بچوں کے سے انداز میں اِدھر اُدھر حیرت سے دیکھتا ہوا کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا اور پھر اس کی نظریں کاؤنٹر کی سائیڈ میں کھڑے ٹائیگر پر پڑ گئیں جو گلے میں سرخ رومال ڈالے غنڈوں جیسے انداز میں کہنی کاؤنٹر پر رکھے کاؤنٹر کے پیچھے کھڑے گنجے سر اور پہلوانوں جیسا جسم رکھنے والے کاؤنٹر مین سے باتوں میں مصروف تھا۔

"ج ــ ج ــ جناب! ــ کیا میں دخل در نامعقولات کر سکتا ہوں؟" عمران نے قریب جا کر بڑے سہمے اور ڈرے ڈرے سے لہجے میں کاؤنٹر مین سے مخاطب ہو کر کہا اور کاؤنٹر مین نے تو چونک کر اس کی طرف دیکھا جبکہ ٹائیگر نے نظریں گھما کر عمران کی طرف بڑے سخت انداز میں دیکھا اور پھر اس کے ہونٹ اس طرح بھنچ گئے جیسے اسے عمران کی مداخلت بیحد بری لگی ہو۔

"اوہ ــ کیا بات ہے" ــــ؟ کاؤنٹر مین نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ عمران کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے کوئی غلط آدمی بار میں آ پھنسا ہو، اور واقعی عمران کے چہرے پر موجود تاثرات تھے ہی ایسے۔

"یہ ــ یہ ــ یہاں گانجا مل جائے گا" ــــ عمران نے بڑے شرمائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گانجا ــ وہ کیا ہوتا ہے" ــــ کاؤنٹر مین شاید پرانے زمانے کے اس نشے سے واقف ہی نہ تھا اس لئے اس نے حیرت بھرے انداز میں پوچھا۔

"اچھا تو تمہیں گانجے کا ہی پتہ نہیں — اور بن گئے ہو جانی بار کے کاؤنٹر مین — بھائی! گانجا ایک نشہ ہوتا ہے اور اس کی یہ خصوصیت ہے کہ جو اسے استعمال کرتا ہے وہ گنجا ہو جاتا ہے — میرا تو خیال تھا کہ تم بھی اسے استعمال کرتے رہے ہو" — عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ — یو شٹ اپ نانسنس — ٹیری کے سامنے کھڑے ہو کر اس کی توہین کر رہے ہو — جاؤ فوراً نکل جاؤ یہاں سے ورنہ —" کاؤنٹر مین نے جس کا نام شاید ٹیری تھا انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے زور سے کاؤنٹر پر اس طرح مکہ مارا جیسے وہ بڑی مشکل سے اپنے غصے کو کنٹرول کر رہا ہو۔

"یہ میرے خیال میں کوئی سیدھا سادھا آدمی ہے ٹیری! — کیوں بیچارے پر رعب جما رہے ہو۔ اگر اس کا دم نکل گیا تو — اسے جیکب کا پتہ بتا دو۔ وہ گانجے کے بارے میں زیادہ تفصیل سے جانتا ہے" — اس بار ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ٹیری سے کہا۔

"دُم مذکر نہیں ہوتی جناب! — مؤنث ہوتی ہے اس لئے دُم نکل گئی کہنا چاہیئے آپ کو — لیکن نکل کر بیچاری کہاں جا سکتی ہے — یہیں کاؤنٹر کے ساتھ کھڑی ہلتی رہتی ہو گی — ویسے وہ جیک پاٹ صاحب کون ہیں — بلکہ کہاں ہیں تاکہ میں انہیں شرفِ ملاقات بخش کر ان سے مس شاداں و مس فرحاں کا پتہ پوچھ سکوں" — عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں ٹائیگر پر طنز کرتے ہوئے کہا اور ٹیری اس طرح عمران کو دیکھنے لگا جیسے اُسے اچانک اس پر رحم آنے لگ گیا ہو۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا کہ کوبرے کا کیا ردِعمل ہو گا۔

"جیک پاٹ — واہ! بہت اچھا نام بنا دیا ہے تم نے اس کا — کیوں ٹیری" — ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور ٹیری اس طرح حیرت سے ٹائیگر کو دیکھنے لگا جیسے اُسے یقین نہ آ رہا ہو کہ یہ بات ٹائیگر نے ہی کی ہے۔ کیونکہ وہ سب کوبرے کے غصے سے اچھی طرح واقف تھے اور جس طرح اس احمق آدمی نے براہ راست کوبرے کی توہین کی تھی اب تک کوبرا اس کی گردن توڑ چکا ہوتا۔ لیکن کوبرا بجائے غصہ کرنے کے اس سے مسکرا کر بات کر رہا تھا۔ اب ٹیری کو کون بتاتا کہ ٹائیگر کیوں مسکرا کر بات کر رہا ہے۔

"تم — تم مسکرا رہے ہو کوبرے — حیرت ہے۔ جبکہ یہ تمہاری توہین کر رہا ہے" — ٹیری سے نہ رہا گیا آخر وہ بول ہی پڑا۔

"ارے کوئی سیدھا سادھا سا آدمی ہے — اے جیکب! اِدھر آؤ۔ یہ صاحب تم سے ملنے آئے ہیں" — ٹائیگر نے بڑے بے نیازانہ لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ایک طرف جاتے ہوئے ایک اُدھیڑ عمر ویٹر کو بھی بلا لیا۔

"یس صاحب" — ویٹر نے قریب آ کر حیرت سے عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"تمہارا نام جیک پاٹ ہے" — عمران نے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اس اُدھیڑ عمر ویٹر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا جیسے اس کے سامنے انسان کی بجائے کوئی بدروح کھڑی ہو۔

"جیک پاٹ — وہ کیا ہوتا ہے — میرا نام جیکب ہے — کیا بات ہے۔ میں تو آپ کو جانتا ہی نہیں" — جیکب نے بُرا سا منہ

بناتے ہوئے کہا۔

"جان جاؤ گے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک بڑا سا نوٹ نکالا اور جیکب کی طرف بڑھا دیا۔

"یہ لو ـــ یہ ہے میرا ابتدائی تعارف ـــــ تفصیلی تعارف بھی ہو سکتا ہے بشرطیکہ تم مجھے وہ جگہ بتا دو جہاں گانجا مل سکتا ہے" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"گانجا ـــ اوہ! اُسے آجکل کون پوچھتا ہے ـــ آجکل تو انتہائی جدید قسم کے نشے مارکیٹ میں آ چکے ہیں ـــ شاید دارالحکومت کے کسی قدیم اور پرانے محلے میں اب بھی یہ بکتا ہو" ـــــ جیکب نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ لیکن اس نے نوٹ جلدی سے پکڑ کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔

"جیکب! تم بھی احمق ہو ـــ بھائی جا کر اسے اس محلے کا پتہ بتاؤ اور اس سے تفصیلی تعارف بھی وصول کرو" ـــــ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے جیکب سے کہا اور ساتھ ہی اس نے اس طرح آنکھ مار دی جیسے کہہ رہا ہو کہ احمق آدمی ہاتھ لگ گیا ہے۔ اسے کاٹو۔

"اوہ ہاں جناب! ـــ بالکل بالکل ـــ مجھے معلوم ہے اس محلے کا۔ آیئے میرے ساتھ" ـــ جیکب نے چونک کر کہا اور پھر وہ عمران کا ہاتھ پکڑے اس طرح گھسیٹتا ہوا اسے ایک سائیڈ میں موجود راہداری میں لے گیا جیسے کوئی بردہ فروش کسی بچے کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہا ہو۔

"ارے ارے اتنا تیز نشہ نہیں ہے جتنی تیز رفتاری تم دکھا رہے ہو" ـــــ عمران نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔ لیکن جیکب اُسے ساتھ

لے کر ایک خالی کمرے میں پہنچ گیا۔

"بیٹھو ـــ تم واقعی احمق آدمی ہو۔ وہاں سب کے سامنے گانجے کے متعلق پوچھ رہے تھے ـــ تمہیں معلوم ہی نہیں کہ اس کا نام لینا بھی بہت بڑا جرم ہے ـــ بولو، کتنا گانجا چاہیئے" ـــــ جیکب نے دروازہ بند کر کے عمران کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کتنا سپلائی کر سکتے ہو" ـــــ عمران نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

"تمہیں جس قدر چاہیئے۔ لیکن آجکل بھاؤ تیز جا رہا ہے" ـــ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔ وہ اب پوری طرح عمران کو کاٹنے پر اتر آیا تھا۔

"بھاؤ کی فکر مت کرو ـــ میں تمہیں وہی بھاؤ دے دوں گا جو اس ایکرمین جوڑے نے تمہیں دیا تھا" ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ایکرمین جوڑا ـــ کس ایکرمین جوڑے کی بات کر رہے ہو" ـــــ ؟ جیکب نے بُری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

"جسے تم نے ٹیبل نمبر بارہ پر سرو کیا تھا" ـــــ عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ تو تم بھی ان کے متعلق پوچھنے آئے ہو ـــ پہلے کوبرا بھی ان کے متعلق مجھ سے پوچھ چکا ہے ـــ کیا تم کوبرے کے ہی ساتھی ہو"۔ جیکب نے یکلخت انتہائی سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر سختی کے آثار ابھر آئے تھے۔

"کوبرا ـــ وہ کون ہے" ـــــ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا اس کے چہرے پر واقعی ایسے تاثرات تھے کہ جیسے یہ نام زندگی میں پہلی بار سُن رہا ہو۔

"ہونہہ ـــ تو پھر تم کون ہو ـــ بہرحال میں نے انہیں سرو کیا تھا انہوں

نے شراب پی۔ بل ادا کیا اور چلے گئے" ـــــ جیکب نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جو چیز انہوں نے تمہارے حوالے کی تھی وہ اپنے ٹھکانے پر پہنچ گئی ہے یا نہیں" ـــــ عمران نے بغور اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"چیز ـــ کونسی چیز" ـــــ ؟ جیکب نے بے اختیار چونکتے ہوئے کہا لیکن عمران نے اس کی آنکھوں میں ابھر آنے والی چمک کو بھانپ لیا تھا۔

"سنو جیکب! ـــ صورت حال بے حد خراب ہو چکی ہے ـــ وہ چیز ٹھکانے پر ابھی تک نہیں پہنچی اور تم جانتے ہو کہ اس کا کیا نتیجہ نکل سکتا ہے" ـــــ عمران نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ یکلخت پتھر کی طرح سخت ہو گیا تھا۔

"م ـــ م ـــ مگر تم کون ہو ـــ اور کس چیز کے بارے میں پوچھ رہے ہو" ـــــ ؟ جیکب نے سہمے ہوئے لہجے میں ایک قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ عمران مزید کچھ کہتا، جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے اپنی پتلون کی سائیڈ جیب سے ایک چھوٹا مگر سائلنسر لگا ریوالور نکال لیا۔

"اب بتاؤ کون ہو تم ـــ اور کس نے بھیجا ہے تمہیں" ـــ جیکب کا لہجہ ریوالور نکالتے ہی بدل گیا تھا۔

"تو تم اب کھل ہی گئے" ـــــ عمران نے بے اختیار مسکراتے ہوئے کہا۔

"بتاؤ کون ہو تم" ـــــ جیکب نے غراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے فائر کر دیا۔ ٹھک کی آواز کے ساتھ ہی گولی عمران کے کان کے پاس سے نکل کر عقبی دیوار میں گھس گئی۔ عمران نے ذرا برابر بھی حرکت نہ کی تھی۔ اس کی نظریں جیکب پر ہی جمی ہوئی تھی اور جیکب کے چہرے پر عمران کو اس طرح گولی چلنے کے باوجود بے حس و حرکت دیکھ کر حیرت کے تاثرات نمودار ہو گئے۔

"اب بھی وقت ہے بتا دو کہ تم نے اس چیز کا کیا کیا ہے ورنہ ـــ" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔ لیکن دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر دائیں طرف کو ہٹا، کیونکہ جیکب نے اس بار اس کے سینے کا رخ کر کے گولی چلائی تھی لیکن جیکب کو تیسری گولی چلانے کی مہلت نہ مل سکی۔ وہ ابھی ہاتھ کو گھما کر ٹریگر دبانے ہی والا تھا کہ عمران نے ہوا میں ہی جسم کو گھمایا اور دوسرے لمحے جیکب کی چیخ اور پھر اس کے دیوار سے ٹکرانے کے دھماکے سے کمرہ گونج اٹھا۔ عمران نے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتے ہی ہوا میں گھوم کر اس کی سائیڈ پر لات ماری تھی جس کی وجہ سے جیکب اچھل کر سائیڈ کی دیوار سے ایک دھماکے سے جا ٹکرایا تھا۔ پھر جب تک وہ اٹھتا، عمران قلابازی کھا کر نہ صرف سیدھا ہو گیا بلکہ دوسرے لمحے وہ اس کے سر پر پہنچ گیا اور پھر اس کے بوٹ کی ٹھوکر اٹھتے ہوئے جیکب کی کنپٹی پر پڑی اور جیکب کے حلق سے ایک اور چیخ نکلی اور وہ زمین پر گر کر تڑپنے لگا۔ عمران نے لات اس کی گردن پر جما دی۔ جیکب نے بجلی کی سی تیزی سے دونوں ہاتھ اٹھا کر اس کی لات پکڑی اور وہ اسے گھما کر گرانا ہی چاہتا تھا کہ عمران نے خود ہی لات کو ذرا سا اس کی ٹھوڑی کی طرف گھما دیا اور جیکب کے حلق سے نہ صرف گھٹی گھٹی چیخ نکل گئی بلکہ اس کے دونوں بازو بھی ڈھیلے ہو کر نیچے گر گئے اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہو گیا اور آنکھیں نرم ربڑ کی طرح پھیلنے لگ گئیں۔

"بولو ورنہ ——" عمران نے لات کو بالکل معمولی سا اور گھماتے ہوئے سرد لہجے میں کہا تو جیکب کے حلق سے خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ اس کے چہرے پر موت کی زردی پھیلنے لگ گئی تھی۔ عمران نے لات کو ذرا سا واپس گھما دیا تو جیکب کا رکتا ہوا سانس بحال ہونے لگ گیا۔

"بتاؤ — ورنہ اس بار ——" عمران کے لہجے میں بے پناہ کرختگی تھی۔

"مم — مم — مائیکرو فلم بوتل میں ڈال کر دی گئی تھی —— میں نے اندر جا کر فلم بوتل سے نکالی اور اسے ایک لفافے میں ڈال کر اس لفافے پر ایکس۔ وائی۔ زیڈ لکھ کر اسے مین روڈ پر واقع سپر سٹار شاپنگ پلازہ کے گمشدہ سامان والے حصے پر کھڑے آدمی کو دے دیا —— اس آدمی نے ایکس۔ وائی۔ زیڈ پڑھا تو اس نے مجھے دس ہزار روپے ایک لفافے میں ڈال کر دے دیئے اور وہ فلم والا لفافہ لے کر رکھ لیا۔ اس کے بعد میں واپس چلا آیا —— اس کے بعد کوبرے نے مجھ سے پوچھا —— پھر تم آ گئے —— اب وہ فلم کیوں نہیں پہنچی، یہ مجھے نہیں معلوم" —— جیکب نے رک رک کر اور ٹوٹے ہوئے سانس کے ساتھ تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہیں ایسا کرنے کے لئے کس نے کہا تھا" —— ؟ عمران نے پوچھا اور ساتھ ہی لات کو ذرا سا گھما کر واپس کر دیا۔

"مم — مم — مجھے چیف باس نے کہا تھا کہ جب بھی کوئی بار میں آ کر میری مخصوص میز پر بیٹھے اور بلیک ایجنسی وہسکی مانگے تو میں اسے بلیک وہسکی تو لا دوں لیکن ساتھ ہی کہہ دوں کہ بلیک ایجنسی وہسکی کی یہ آخری بوتل سٹاک میں ہے —— اس کے بعد وہ آدمی اس وہسکی کی خالی بوتل میں فلم ڈال کر دے گا۔ چونکہ یہ بوتل بھی کالے رنگ کی ہوتی ہے اس لئے

کسی کو نظر نہ آئے گی۔ میں اس میں سے فلم جو ایک پلاسٹک کے لفافے میں پیک ہو گی، نکالوں اور اسے خاکی کاغذ کے لفافے میں ڈال کر اس پر ایکس وائی زیڈ کے الفاظ لکھوں اور جا کر سپر سٹور کے گمشدہ سامان والے شعبے پر کھڑے آدمی کو کہوں کہ بلیک ایجنسی وہسکی کی ایک بوتل گم ہو گئی ہے —— اس پر وہ کہے گا کہ وہ تو ٹھکانے پر پہنچا دی گئی ہے —— اگر وہ یہ الفاظ کہے تو میں وہ لفافہ اسے دے دوں۔ وہ اس کے بدلے میں جو رقم دے گا۔ وہ میرا انعام ہو گا اور اس کے بعد میں سب کچھ بھول جاؤں" —— جیکب نے رک رک کر پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"تمہارا چیف باس کون ہے" —— ؟ عمران نے پوچھا اور ساتھ ہی لات کو ذرا سا ہلایا۔

"بب — بب — بلیک ایجنسی کا چیف —— یہاں جیکی اس کی طرف سے باس ہے۔ میں جیکی کا اسسٹنٹ ہوں۔ لیکن یہ ہدایت مجھے چیف باس نے براہ راست ٹرانسمیٹر پر دی تھی —— جیکی کو بھی اس کا علم نہیں ہے" —— جیکب اب تیر کی طرح سیدھا ہو چکا تھا۔

"کب کی تھی کال" —— ؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک ہفتہ پہلے" —— جیکب نے جواب دیا۔

"اس کی مخصوص فریکوئنسی بتاؤ" —— عمران نے کہا۔

"مجھے نہیں معلوم —— باس کو علم ہو گا" —— جیکب نے کہا اور عمران نے لات کو زور سے گھما کر جیکب کی گردن سے ہٹایا اور تیزی سے مڑ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اسے معلوم تھا کہ اب جیکب ختم ہو چکا ہو گا ویسے اب ساری صورت حال سامنے آ گئی تھی۔ اس نظام کی نہ صرف مائیکرو فلم تیار

کی لی گئی تھی بلکہ یہ فلم انتہائی پُراسرار طریقے سے آگے بھی بڑھا دی گئی تھی بلیک ایجنسی کا نام آتے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ایکریمیا کی ایک انتہائی خفیہ ایجنسی ہے جس کے ایجنٹ بلیک ایجنٹ کہلاتے ہیں۔ لیکن ان کے کام کا دائرہ کار چونکہ ایکریمیا اور یورپ تک ہی تھا اس لئے عمران نے ان پر کوئی توجہ نہ دی تھی لیکن بہرحال وہ اس نام کی ایجنسی سے واقف ضرور تھا۔ اس کا یہی مطلب ہو سکتا تھا کہ وہ ایکریمین جوڑا لازماً بلیک ایجنٹس ہی ہوں گے۔ لیکن اب اُسے فوری دلچسپی اس فلم کی برآمدگی سے تھی۔ اس لئے وہ بجلی کی سی تیزی سے کمرے سے نکل کر راہداری سے گذر کر کاؤنٹر کے قریب سے ہوتا ہوا کیفے کے بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

باہر برآمدے میں ٹائیگر موجود تھا۔

"ریڈی میڈ میک اپ کر کے سپر سٹار شاپنگ پلازا کے گمشدہ سامان والے شعبے پر پہنچو" ——— عمران نے ٹائیگر کے قریب سے گذرتے ہوئے بڑبڑا کر کہا اور تیزی سے پیدل چلتا ہوا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔

سپر سٹار شاپنگ پلازا مین بازار میں تھا اور وہاں سے کافی دور تھا اس لئے جب ہجوم میں سے گذرتا ہوا عمران شاپنگ سنٹر کے بڑے شیشے لگے ہوئے بے شمار گیٹوں میں سے ایک گیٹ پر پہنچا تو اسی لمحے ٹائیگر بھی لمبے لمبے قدم بھرتا اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے گلے سے سرخ رومال اتار دیا تھا۔ کوٹ کو اُلٹ کر پہن لیا تھا اور ریڈی میڈ میک اپ کر کے چہرے کی ساخت کو قدرے بدل لیا تھا۔ اب اس کا چہرہ کو بر سے والے چہرے سے خاصا مختلف ہو گیا تھا۔

"عمران صاحب" ——— ٹائیگر نے قریب پہنچ کر کہا اور عمران نے مڑ کر

یک نظر اُسے دیکھا اور پھر سر ہلاتا ہوا شیشے کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک وسیع و عریض شاپنگ پلازہ تھا جس میں دنیا بھر میں دستیاب ہر قسم کے سامان کی فروخت کے علیحدہ علیحدہ شعبے بنائے گئے تھے۔ مین گیٹ کے قریب ہی ایک شعبہ اشیائے گمشدہ کا تھا۔ جہاں ایک نوجوان کھڑا تھا۔ کوئی بھی گاہک اگر کوئی چیز خرید کر وہیں یا کسی اور کاؤنٹر پر بھول جاتا تو اُسے فوراً اس کاؤنٹر پر بھیج دیا جاتا اور گاہک کو سارے پلازہ میں ایک چیز تلاش کرنے کے لئے مارا مارا پھرنے کی بجائے یہیں سے اپنی گمشدہ چیز مل جاتی تھی۔

اس وقت پلازہ میں کچھ زیادہ رش نہ تھا۔ شاید مہینے کی آخری تاریخیں تھیں اس لئے ملازم پیشہ گاہک جو مہینے کی پہلی تاریخوں میں خریداری کرتے تھے موجود نہ تھے۔ عمران قدم بڑھاتا سیدھا اس گمشدہ کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس میں بڑے بڑے ریک تھے جن میں کئی پیکڈ پارسل موجود تھے۔

"جی فرمایئے! ——— کیا گم ہوا ہے آپ کا" ——— نوجوان نے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم کب سے یہاں ڈیوٹی پر ہو" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"میں صبح سات بجے سے ——— اور اب آدھے گھنٹے بعد میری ڈیوٹی آف ہو جائے گی ——— کیوں" ——— نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پھر تم نے ایکس، وائی، زیڈ لانے والے کو کم رقم کیوں دی تھی" ——— عمران کا لہجہ یکلخت سرد ہو گیا۔

"کم رقم ——— اوہ نہیں جناب! ——— دس ہزار روپے ہی مجھے دیئے گئے تھے۔ وہی میں نے اُسے دے دیئے" ——— نوجوان نے بے اختیار بوکھلاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"لیکن جیکب نے تو جیکی سے شکایت کی ہے کہ اُسے چیف باس نے کہا تھا کہ بیس ہزار روپے دیئے جائیں گے" ——— عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"جیکب اور جیکی ——— میں تو کسی کو نہیں جانتا جناب! ——— مجھے تو جناب! ایک ہفتہ قبل میرے جنرل منیجر صاحب نے بلا کر کہا تھا کہ مالک کا ایک خاص پیکٹ آنا ہے ——— لے آنے والا کہے گا کہ بلیک ایجنسی وسکی کی ایک بوتل گم ہو گئی ہے۔ میں اس کے جواب میں کہوں گا کہ وہ تو ٹھکانے پر پہنچادی گئی ہے ——— پھر وہ مجھے ایک خاکی کاغذ کا لفافہ دے گا جس پر انجیس۔ وائی۔ زیڈ لکھا ہوا ہو گا۔ میں وہ لفافہ لے کر اُسے دس ہزار روپے والا لفافہ دے دوں ——— پھر میں گرین کلب فون کروں اور وہاں ریسپشنسٹ کو کہوں کہ مسٹر آرتھر کو پیغام دے دیا جائے کہ بلیک ایجنسی وسکی کی بوتل پہنچ گئی ہے ——— اس کے بعد ایک آدمی آئے گا وہ یہی لفظ کہے گا کہ گرین کلب کی بلیک ایجنسی کی بوتل یہاں گم ہو گئی ہے وہ دے دو ——— تو میں یہ انجیس وائی زیڈ والا لفافہ اس کے حوالے کر دوں اور بس"۔ اس نوجوان نے بڑے سادہ سے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ! ——— کیا حلیہ تھا اس آرتھر کا جو لفافہ لے گیا تھا ——— ؟" عمران نے پوچھا۔

"جناب! ——— بڑی بڑی مونچھیں تھیں ۔ ناک پر پھوڑے کا مندمل شدہ

نشان تھا ——— خاصے بھرے ہوئے جسم کا آدمی تھا" ——— نوجوان نے جواب دیا۔

"کیا اس کا ایک دانت سونے کا تھا" ——— ؟ عمران کے ساتھ کھڑے ٹائیگر نے چونک کر پوچھا۔

"اوہ جی ہاں بالکل ——— وائیں طرف والا دانت ——— آپ انہیں جانتے ہیں" ——— نوجوان نے چونک کر کہا۔

"آیئے جناب" ——— ٹائیگر نے تیزی سے واپس مڑتے ہوئے کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اس کے پیچھے مڑ گیا۔

"میں اسے جانتا ہوں باس! ——— یہ جیکی کا خاص آدمی جوزف ہے شراب کی سمگلنگ کے دھندے کا بھی انچارج ہے۔ اس کا اڈہ گرین کلب ہے کیونکہ گرین کلب بھی جیکی کی ہی ملکیت ہے" ——— ٹائیگر نے پلازہ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"اب یہ وہاں مل جائے گا" ——— ؟ عمران نے پارکنگ کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں! ——— یہ ہر وقت وہیں رہتا ہے ایک خفیہ دفتر میں" ——— ٹائیگر نے کہا اور تھوڑی دیر بعد عمران اُسے کار میں بٹھائے گرین کلب کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا۔

"جیکب سے تم نے سرسری انداز میں کیوں پوچھ گچھ کی تھی" ——— ؟ عمران نے یکلخت انتہائی سرد لہجے میں ٹائیگر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"م ——— مجھے اس کے چہرے پر سچے ہونے کے تاثرات نظر آتے تھے"۔ ٹائیگر نے بُری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ عمران کے سرد لہجے نے اس کے

چہرے پر ہلکی سی زردی کی تہہ بکھیر دی تھی۔

"تم میں شاید ضرورت سے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی پیدا ہو گئی ہے ۔۔۔ تم اب کام کے سلسلے میں لاپرواہ ہوتے جا رہے ہو ۔ کیا خیال ہے تمہاری اس خوش فہمی کو دور کرنے کا کوئی بندوبست کیا جائے" ۔۔۔ عمران کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ سرد تھا۔

"مم ۔ مم ۔ معافی چاہتا ہوں ۔۔۔ آئندہ آپ کو کوئی شکایت نہ ہو گی" ٹائیگر نے انتہائی سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔

"معافی کا لفظ میری لغت میں نہیں ہے مسٹر ٹائیگر ۔۔۔ چونکہ تم نے پہلی بار اس لاپرواہی کا مظاہرہ کیا ہے اس لئے یہ آخری وارننگ ہے۔ ورنہ میں تمہیں سزا دینے کا فیصلہ کر چکا تھا ۔۔۔ بہرحال آئندہ میں معافی کا لفظ تمہارے منہ سے نہ سنوں" ۔۔۔ عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا اور ٹائیگر نے شرمندہ سے انداز میں سر جھکا دیا۔

اسی لمحے عمران نے کار گرین کلب کے کمپاؤنڈ گیٹ میں موڑی اور اسے پارکنگ کی طرف لے گیا۔ کار روک کر اس نے خود بھی ریڈی میڈ میک اپ کیا اور پھر کار سے نیچے اتر آیا۔

"چلو ۔ اس جوزف کے دفتر لے چلو مجھے" ۔۔۔ عمران نے کار سے نیچے اتر کر کہا اور ٹائیگر جو پہلے ہی دوسری طرف سے اتر کر خاموشی سے کھڑا تھا تیز تیز قدم اٹھاتا کلب کی عمارت کی طرف بڑھنے لگا۔ کلب کے اندر جانے کی بجائے وہ گھوم کر اس کے عقبی طرف گیا اور پھر وہاں سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ ایک برآمدے میں پہنچ گئے۔ برآمدے میں دو مسلح افراد ٹہل رہے تھے۔ جو ان دونوں کو دیکھتے ہی چونک کر سیدھے ہوتے اور ان کے چہروں پر

سختی کے آثار ابھر آئے۔

"جوزف موجود ہے ۔۔۔ میں ایک بڑی پارٹی کو لے آیا ہوں" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے ان میں سے ایک کو کہا۔

"ہاں ۔ مگر ۔۔۔" اس آدمی نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ وہ شاید ٹائیگر کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا۔

"میک اپ میں ہوں ۔۔۔ فکر نہ کرو" ۔۔۔ ٹائیگر نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے ایک دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز بے تکلفانہ تھا اور شاید اس کے اسی انداز کی وجہ سے دونوں مسلح افراد کاندھے اچکا کر خاموش ہو رہے۔

ٹائیگر نے دروازے کو دھکیلا اور اندر داخل ہو گیا۔ عمران اس کے ساتھ تھا لیکن کمرہ خالی پڑا ہوا تھا۔ وہاں کوئی آدمی موجود نہ تھا لیکن ٹائیگر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھا۔ اس نے الماری کے پٹ کھول کر اس کے اندر کسی بٹن کو دبایا اور پھر الماری کے پٹ بند کر دیئے۔ دوسرے لمحے دائیں طرف کی دیوار درمیان سے پھٹ کر دونوں سائیڈوں میں غائب ہو گئی۔ اب دوسری طرف ایک اور بڑا کمرہ تھا جس میں ایک طرف بڑے سے صوفے پر وہی جوزف نیم دراز تھا۔ شاپنگ پلازہ والے نوجوان نے اس کا جو حلیہ بتایا تھا اس کی وجہ سے عمران نے اسے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا۔ اس کے سامنے والے صوفے پر دو مشین گن بردار بیٹھے ہوئے تھے۔ جوزف کے ہاتھ میں شراب کی بوتل تھی۔ دیوار کھلتے ہی جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوئے، جوزف اور اس کے ساتھی ایک جھٹکے سے کھڑے ہو گئے۔ ان تینوں کے چہروں پر حیرت تھی۔

"کون ہو تم ـــــ اور کیسے یہاں آئے "ـــــ ؟ جوزف نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

"جابر کو کون روک سکتا ہے جوزف !ـــــ ویسے گھبرانے کی ضرورت نہیں ـــــ میں تمہارے لئے ایک بڑی پارٹی لے کر آیا ہوں اور مجھے کوبرے نے تمہاری ٹپ دی تھی"ـــــ ٹائیگر نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا۔

"اوہ !ـــ کوبرے نے ٹپ دی تھی ـــــ اچھا ٹھیک ہے۔ لیکن میں نے جابر کا نام تو سن رکھا ہے۔ مگر ملاقات تم سے آج ہوئی ہے"۔ جوزف نے مطمئن لہجے میں کہا اور دوبارہ صوفے پر بیٹھ گیا۔

"میں صرف بڑے کاموں میں ہاتھ ڈالتا ہوں"ـــــ ٹائیگر نے کہا اور جوزف نے سر ہلا دیا۔ پھر اس نے اپنے دونوں ساتھیوں کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے سر ہلاتے ہوئے اسی پھٹی ہوئی دیوار کی طرف بڑھ گئے۔ ان کے باہر جانے کے بعد دیوار سرر کی تیز آواز سے دوبارہ برابر ہو گئی۔ جوزف اسی طرح لاپرواہی سے دوبارہ شراب پینے لگا۔

"بیٹھو اور بتاؤ کہ کتنا بڑا سودا ہے ـــــ ویسے یہ سن لو کہ لاکھوں کا سودا میں نہیں کیا کرتا ـــــ وہ میرے ملازم کرتے ہیں ـــ ہاں ! اس سے زیادہ کا ہو تو اور بات ہے"ـــــ جوزف نے کہا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ ایسے مجرموں کی نفسیات کو اچھی طرح جانتا تھا۔ اُسے معلوم تھا کہ جوزف اب اُسے پارٹی سمجھ کر اس پر رعب جمانے کے لئے ایسی بات کر رہا ہے اور ایسا انداز اختیار کر رہا ہے۔

"ایکس وائی زیڈ کتنے کا سودا تھا"ـــــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جوزف اس بُری طرح اچھلا جیسے اس کے پیروں میں اچانک

کسی بچھو نے کاٹ لیا ہو۔ بوتل اس کے ہاتھ سے نکل کر ایک طرف جا گری تھی اور اس میں موجود باقی ماندہ شراب بہنے لگ گئی تھی لیکن جوزف کا اس طرف دھیان ہی نہ تھا۔ وہ ہونٹ بھینچے اب بڑی کینہ توز نظروں سے عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ آہستہ آہستہ اس کے کوٹ کی جیب کی طرف رینگ رہا تھا۔

"اپنا ہاتھ جیب کے اندر نہ ڈالنا، ورنہ ہاتھ بعد میں جیب کے اندر پہنچے گا جبکہ گولی اس سے پہلے تمہارے دل میں داخل ہو چکی ہو گی"۔ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور جوزف نے بے اختیار ہاتھ آگے کر لیا۔

"کون ہو تم ـــ جانتے ہو کہ تم اس وقت کہاں ہو"ـــــ جوزف نے غراتے ہوئے کہا۔

"اچھی طرح جانتا ہوں جوزف !ـــ لیکن ایکس وائی زیڈ جب ٹھکانے پر نہ پہنچے گی تو ظاہر ہے یہ جگہ بھی تمہیں موت سے نہ بچا سکے گی"ـــــ عمران کا لہجہ سرد تھا۔

"ٹھکانے پر نہیں پہنچی ـــ کیا مطلب"ـــــ ؟ جوزف ایک بار پھر چونک پڑا۔

"سنو جوزف !ـــ یہ شراب کی سمگلنگ کا دھندہ نہیں ہے کہ تم ل ہی ہضم کر جاؤ گے ـــ یہ بین الاقوامی معاملات ہیں اور یہاں تمہاری حیثیت تو مچھر جتنی بھی نہیں ہے"ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"میں جانتا ہوں ـــ لیکن تم مجھ سے یہ بات پوچھنے کیوں آئے ہو۔ بحرمیتین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر سے جا کر پوچھو"ـــــ

جوزف نے آخر کار خود ہی اُگل دیا۔

"اسی نے تو بتایا ہے کہ مال نہیں پہنچا ——— جبکہ تم شاپنگ پلازہ سے اُسے وصول کر چکے ہو" ——— عمران نے سخت لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کیسے کہہ سکتا ہے یہ بات —— میں شاپنگ پلازہ سے مال وصول کر کے سیدھا وہاں گیا اور اس کے حوالے کر دیا ——— اس نے مجھے یہ الفاظ بھی کہے تھے کہ وہ آج ہی سفارتی بیگ میں اسے ایکریمیا روانہ کر دیگا — میرے سامنے لے آؤ اُسے" ——— جوزف نے بپھرے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے —— فون یہاں ہے۔ اس سے بات کرو ہمارے سامنے" عمران نے کہا اور جوزف تیزی سے آگے سائیڈ ٹیبل پر پڑے ہوئے فون کی طرف جھپٹا۔ اس نے جلدی سے ریسیور اٹھایا۔

"جوزف بول رہا ہوں —— ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر سے بات کراؤ۔ اُسے بلیک ایجنسی کا حوالہ دے دینا۔ پھر وہ بات کرے گا" جوزف نے سخت لہجے میں کہا اور ریسیور رکھ کر وہ عمران کی طرف مڑنے ہی لگا تھا کہ عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے لہرایا اور جوزف چیختا ہوا اچھل کر دو قدم پیچھے فرش پر جا گرا۔ اور پھر اس سے پہلے کہ اس کا ہاتھ جیب میں جاتا، ٹائیگر کی لات گھومی اور اس کے بوٹ کی ٹو پوری قوت سے گھوم کر اٹھتے ہوئے جوزف کی کنپٹی پر پڑی اور وہ چیخ مار کر نیچے گرا اور چند لمحے تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"اب اسے ہوش میں مت آنے دینا، جب تک میں بات نہ کر لوں" عمران نے کہا اور ٹائیگر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

چند لمحوں بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر

ریسیور اٹھا لیا۔

"یس، جوزف" ——— عمران کے حلق سے جوزف جیسی آواز ابھری۔

"تھرڈ سیکرٹری شیفر صاحب سے بات کیجئے" ——— دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"ہیلو —— کون بول رہا ہے" ——— دوسری طرف سے لمبے بگڑے ہوئے لہجے میں پوچھا گیا۔ بولنے والے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کسی مجبوری کی بنا پر بات کر رہا ہو۔

"جوزف بول رہا ہوں —— مجھے ابھی ابھی بتایا گیا ہے کہ وہ فلم جو میں آپ کو پہنچا کر آیا تھا۔ ابھی تک ایکریمیا نہیں پہنچی —— چیف باس کی براہ راست ٹرانسمیٹر کال آئی ہے" ——— عمران نے تیز تیز اور قدرے جذباتی لہجے میں کہا۔

"وہ پہنچ بھی کیسے سکتی تھی —— ابھی پندرہ منٹ پہلے تو سفارتی بیگ ایئر پورٹ کارگو پہنچایا گیا ہے۔ ایک گھنٹے بعد جو فلائٹ ایکریمیا جا رہی ہے اس پر وہ لوڈ ہو گا اور آٹھ گھنٹے بعد ایکریمیا پہنچ جائے گا —— اور سنو — چیف باس نے تمہیں کب کال کیا ہے۔ دس منٹ پہلے تو انہوں نے مجھ سے بات کی ہے اور میں نے انہیں بتا دیا ہے کہ فلم بحفاظت مجھ تک پہنچ چکی ہے اور میں نے اسے سفارتی بیگ میں ڈلوا کر بھجوا دیا ہے" ——— دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ قدرے حیرت زدہ تھا۔

"اوہ! —— اس کا مطلب ہے کہ چیف باس نے مجھ سے بات کرنے کے بعد آپ سے بات کر لی ہے —— اوکے۔ ٹھیک ہے — اب

ویسے بھی میرے پوچھنے کی کوئی اہمیت باقی نہیں رہی ـــــ شکریہ" ـــ عمران نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"آؤ ٹائیگر! ـــ کام بن گیا ـــ اس جوزف کو ختم کر دو" ـــــــ عمران نے کہا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا جس کے سائیڈوں سے پھٹنے کی وجہ سے وہ اندر آتے تھے۔

"ادھر نہیں عمران صاحب! ـــ ادھر ایک اور راستہ ہے۔ وہاں سے اندر تو کوئی نہیں آسکتا۔ لیکن اندر سے باہر آسانی سے اور کسی کی نظروں میں آئے بغیر آدمی نکل سکتا ہے ـــــ ادھر تو اس کے ساتھی موجود ہوں گے" ـــــ ٹائیگر نے ریوالور جوزف کے سینے پر رکھ کر فائر کرتے ہوئے کہا اور عمران کے سر ہلانے پر وہ دائیں طرف ایک دروازے کی طرف لپکا۔ دروازہ بظاہر تو باتھ روم کا تھا لیکن باتھ روم کے اندر ایک اور دروازہ تھا جسے کھولنے کے بعد وہ ایک طویل اور بند راہداری سے گزرتے ہوئے جب ایک بند دروازے پر پہنچے جو اندر سے بند تھا تو ٹائیگر نے یہ دروازہ کھولا اور وہ دونوں گرین کلب کی عقبی سڑک پر پہنچ گئے۔

"تم میری کار لے کر سامنے والے ہوٹل پہنچو ـــ میں وہاں سے ایک کال کر لوں" ـــــ عمران نے ٹائیگر سے کہا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا سڑک کراس کر کے دوسری طرف ذرا آگے ایک بڑے ہوٹل کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو گیا۔ اس ہوٹل کے وسیع اور فراخ سائیڈ برآمدے میں دس کے قریب پبلک فون بوتھ موجود تھے۔ ان میں سے ایک دو مصروف تھے جبکہ باقی خالی تھے۔ عمران تیزی سے ان میں سے ایک فون بوتھ

میں داخل ہو گیا۔ اس نے جیب سے سکے نکال کر فون باکس میں ڈالے اور رسیور اٹھا کر اس نے تیزی سے دانش منزل کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ وہ چاہتا تو وہیں جوزف کے دفتر سے ہی فون کر دیتا لیکن ٹائیگر کی موجودگی کی وجہ سے ایک تو وہ کھل کر بات نہ کر سکتا تھا دوسرا اسے خطرہ تھا کہ کہیں سے کوئی اس کال کو سن نہ رہا ہو۔ اس لئے اس نے فوری طور پر وہاں سے نکل کر پبلک فون بوتھ سے کال کرنے کو ترجیح دی تھی۔

"ایکسٹو" ـــــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے بلیک زیرو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ـــ سنو! ساری صورت حال سامنے آگئی ہے ـــ ایکریمیا کی ایک خفیہ سرکاری ایجنسی جسے بلیک ایجنسی کہا جاتا ہے۔ وہ اس سارے کھیل کے پیچھے ہے ـــ اس نے نئے دفاعی نظام کے فارمولے کی تصویر مائیکرو فلم کی صورت میں حاصل کر لی ہے اور اب یہ مائیکرو فلم ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر کے ذریعے ایکریمیا جانے والے سفارتی بیگ میں موجود ہے اور یہ سفارتی بیگ ابھی تک ایئرپورٹ پر موجود ہے اور آئندہ فلائٹ پر جائے گا ـــ تم سر سلطان سے فوری بات کرو اور پھر خود سر سلطان کے ساتھ جا کر ایئرپورٹ کارگو سے وہ بیگ حاصل کر کے اس میں سے وہ مائیکرو فلم نکال لو ـــ معاملہ ایکریمین سفارت خانے کا ہے۔ اگر سفارت خانے کے آدمیوں کو درمیان میں ڈال کر اسے حاصل کرنے کی کوشش کی گئی تو بیگ نکل بھی سکتا ہے اور سفارتی تعلقات بھی خراب

ہو سکتے ہیں۔ اس لئے سر سلطان کو اپنے ساتھ لے جاؤ اور کوشش کرو کہ ایکریمین سفارت خانے کو بیگ میں سے فلم نکالے جانے کا علم بھی نہ ہو، اور فلم بھی مل جائے ——— اس کے لئے تم دانش منزل کی لیبارٹری سے سپیشل سٹیچنگ مشین ساتھ لے لینا ——— بیگ کی وہ سمت جس طرف سلائی ہوتی ہے اور سفارت خانے کی مہر نہیں ہوتی، اسے مشین کھول بھی دے گی اور پھر فلم لے لینے کے بعد اسے دوبارہ سٹیچ بھی کر دے گی اس طرح سفارت خانے یا ایکریمین حکام کو علم بھی نہ ہو سکے گا کہ بیگ کو کھولا گیا ہے۔ کیونکہ ان کی مخصوص سفارتی مہریں ویسے ہی دوسری طرف موجود ہوں گی ——— اس طرح سفارتی تعلقات میں بھی کسی قسم کی خرابی پیدا ہونے کا کوئی امکان باقی نہ رہے گا" ——— عمران نے پوری تفصیل سے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"مگر عمران صاحب! ——— جب فلم بیگ میں موجود نہ ہو گی تو ظاہر ہے وہ چونک پڑیں گے اور پھر خصوصی تحقیقات سے انہیں پتہ چل جائے گا کہ بیگ کی سٹیچنگ کھولی گئی ہے ——— ایسا کیوں نہ کریں کہ سٹیچنگ کھول کر کوئی دوسری عام سی مائیکرو فلم ڈال دی جائے۔ اس طرح وہ یہی سمجھیں گے کہ ان کے ایجنٹوں نے غلط فلم حاصل کی ہے" ——— بلیک زیرو نے اس بار اپنے اصل لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"یہ زیادہ اچھی تجویز ہے ——— تم ایسا کرو کہ فلم لائبریری میں سے سیکرٹ سروس سلوگن مائیکرو فلم لے کر بیگ میں ڈال دو۔ اس طرح بلیک ایجنسی کو پتہ لگ جائے گا کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے منہ سے نوالہ چھیننا ان کے بس کا روگ نہیں ہے ——— یہ صرف عمران کا ہی کام ہے"۔

عمران نے کہا اور دوسری طرف سے بلیک زیرو کے ہنسنے کی آواز سن کر اس نے ریسیور رکھا اور مڑ کر پبلک فون بوتھ سے نکل کر بیرونی گیٹ کی طرف بڑھ گیا۔ جہاں ٹائیگر کار لئے موجود تھا اور اب عمران اس ایکریمی جوڑے کا پتہ لگانا چاہتا تھا جنہوں نے واقعی انتہائی رازداری سے اپنا مشن مکمل کر لیا تھا اور کسی کو کانوں کان خبر بھی نہ ہونے دی تھی۔ اگر سر سلطان اور سر راشد کے درمیان گپ شپ نہ ہوتی اور سر سلطان اپنی محتاط فطرت کی وجہ سے اسے اس بات سے آگاہ نہ کرتے تو واقعی اس بار بلیک ایجنسی اپنا مشن کامیابی سے مکمل کر چکی تھی۔ عمران کو یقین تھا کہ جانی بار کے مالک جیکی کو لازماً اس جوڑے کے متعلق کچھ نہ کچھ معلومات ہوں گی کیونکہ اس کا براہ راست تعلق بلیک ایجنسی سے تھا۔

"اگر باس ہمیں دوسرے مشن کے بارے میں کچھ تفصیلات بتا دیتا تو فارغ بیٹھنے کی بجائے ہم کم از کم اس سلسلے میں ابتدائی تیاریاں تو مکمل کر لیتے" ——— روزی نے شراب کا جام لبوں سے ہٹا کر میز پر رکھتے ہوئے کہا اور سامنے کرسی پر بیٹھے ڈان نے جو ایک رسالہ پڑھنے میں مصروف تھا، رسالہ بند کر کے میز پر رکھا اور میز پر موجود شراب سے لبالب اپنا جام اٹھا لیا۔

"آخر اتنی جلدی کی بھی کیا ضرورت ہے ——— رات ہو چکی ہے۔ تھوڑی دیر بعد باس کی طرف سے فلم مل جانے کی اطلاع آ جائے گی۔ اس طرح ہر قسم کا خدشہ ختم ہو جائے گا اور ہم اطمینان سے کام کر سکیں گے" ——— ڈان نے شراب کی چسکی لیتے ہوئے کہا۔

"خدشہ ——— کس قسم کا خدشہ" ——— ؟ روزی نے چونک کر پوچھا۔

"ارے ارے اتنا چونکنے کی ضرورت نہیں ہے ——— میں نے

ویسے ہی بائی دی وے یہ بات کر دی ہے ——— خدشہ کیا ہونا ہے۔ اب تک تو فلم نجانے کہاں سے کہاں پہنچ چکی ہو گی" ——— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ روزی کوئی بات کرتی، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی پر زور آواز سے بج اٹھی اور ڈان نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا۔

"کس کا فون آ سکتا ہے ——— جیکی کا ہی ہو گا" ——— ڈان نے کہا اور رسیور کی طرف ہاتھ بڑھا دیا۔

"ظاہر ہے۔ صرف جیکی کو ہی معلوم ہے کہ ہم یہاں ہیں" ——— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور ڈان نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس" ——— ڈان نے صرف ایک لفظ کہنے پر اکتفا کرتے ہوئے کہا۔

"باس! ——— میں جیکی بول رہا ہوں۔ میرے پاس آپ کے لئے انتہائی حیرت انگیز خبر موجود ہے ——— جانی بار کے ویٹر جیکب، جس سے آپ ملے تھے اور جس سے پہلے مقامی بدمعاش پوچھ گچھ کرتا رہا ہے۔ سے ایک احمق سا آدمی ملنے آیا اور پھر جیکب اسے ایک علیحدہ کمرے میں لے گیا۔ لیکن بعد میں اس کی مسخ شدہ لاش وہاں سے دستیاب ہوئی ——— اس کی گردن دبا کر اسے مار ڈالا گیا ——— اور باس! اس کے علاوہ گرین کلب میں جانی بار کے مالک جیکی کے خاص اسسٹنٹ جوزف سے ملنے دو مقامی آدمی پہنچے اور پھر وہ خفیہ راستے سے نکل گئے۔ بعد میں جوزف کی لاش وہاں سے ملی ہے۔ جوزف کے سینے میں گولی ماری گئی تھی" ——— جیکی نے کہا۔

"تو اس میں حیرت انگیز بات کیا ہو گئی ——— لوگ مرتے رہتے ہیں۔ پھر اس جوزف کا ہم سے کیا تعلق ہو سکتا ہے جو تم نے خاص طور پر ہمیں اس

کے متعلق بتایا ہے"۔۔۔۔ ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"باس!۔۔۔ اس جوزف کا ایک اسسٹنٹ میرا پرانا دوست ہے۔ میں ویسے ہی اس کے پاس چلا گیا۔ وہاں جا کر پتہ چلا کہ اس کے باس جوزف کو کسی نے ہلاک کر دیا ہے۔۔۔۔ پھر مجھے اس سے معلوم ہوا کہ اس نے آخری بار فون ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری شیفر کو کیا تھا اور اس سے یہ بات کی تھی کہ جو فلم اُسے اس نے پہنچائی تھی وہ ابھی تک ایکریمیا نہیں پہنچی۔۔۔۔ اس پر تھرڈ سیکرٹری نے جواب دیا کہ وہ رات تک پہنچ جائے گی کیونکہ اُسے سفارتی بیگ میں ڈال دیا گیا ہے اور سفارتی بیگ ایئر پورٹ پہنچ چکا ہے اور اب جو فلائٹ ایکریمیا جائے گی اس میں یہ بیگ چلا جائے گا۔۔۔۔ اور سب سے چونکا دینے والی بات یہ ہوئی کہ اس گفتگو کے دوران جوزف نے بلیک ایجنسی کے چیف باس کی طرف سے آنے والی ٹرانسمیٹر کال کی بات کی، جس کے جواب میں شیفر نے کہا کہ دس منٹ پہلے تو بلیک ایجنسی کے چیف باس کی کال اس نے خود ریسیو کی ہے۔ چیف باس نے اس سے فلم پہنچنے کا پوچھا تھا اور اس نے چیف باس کو بتا دیا تھا کہ فلم بحفاظت پہنچ چکی ہے اور اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر بھجوا دیا ہے۔۔۔۔ اس گفتگو کے بعد جوزف کی لاش اس کے دفتر سے ملی"۔ جیکی نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور ڈان اور روزی دونوں کی آنکھیں یہ رپورٹ سن کر حیرت سے پھیلتی چلی گئیں۔

"اوہ!۔۔۔ اوہ تو یہ فلم ایس تھری سے اس جوزف تک پہنچی اور جوزف نے اسے ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری کے حوالے کیا۔ ایس تھری

بھی قتل ہو چکا ہے اور جوزف بھی۔۔۔۔ ویری بیڈ۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ کچھ لوگ پہلے ہمیں تلاش کرتے رہے۔۔۔۔ پھر اب وہ فلم کے پیچھے چل پڑے۔۔۔۔ تم نے معلوم کیا کہ وہ بیگ چلا گیا ہے یا نہیں۔۔۔۔ کہیں انہوں نے اسے رُکوا نہ دیا ہو"۔۔۔۔ ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"میں نے معلوم کر لیا ہے باس!۔۔۔ سفارتی بیگ اپنے مقررہ وقت پر لوڈ ہو کر ایکریمیا چلا گیا ہے اور اب تک تو شاید وہ ایکریمیا پہنچ بھی چکا ہو گا"۔۔۔۔ جیکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ تھینک گاڈ۔۔۔۔ اس کا مطلب ہے کہ ہم بال بال بچ گئے ورنہ تو یہ پُراسرار لوگ اس فلم تک پہنچ چکے تھے۔۔۔۔ تم ایسا کرو کہ اب ان لوگوں کی تلاش بھرپور انداز میں شروع کر دو۔ مقامی بدمعاش حلقوں میں گھس کر معلومات حاصل کرو۔۔۔۔ اب ہمیں اپنے آئندہ مشن سے پہلے ان کا خاتمہ کرنا ہو گا"۔۔۔۔ ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔۔۔ میں نے پہلے ہی اس لائن پر کام شروع کر دیا ہے"۔ جیکی نے کہا اور ڈان نے۔۔۔ او کے۔۔۔ کہہ کر ریسیور رکھ دیا۔

"آخر یہ مقامی بدمعاش کون ہیں اور انہیں ایسا کونسا کلیو ملا ہے جس کی وجہ سے انہیں یہ بھی معلوم ہو گیا ہے کہ ہم نے ریڈ گارڈ کی فلم تیار کی ہے۔ اور فلم فلاں جگہ تک پہنچ گئی ہے"۔۔۔۔ روزی کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"روزی!۔۔۔ میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ ہم بارود کے ڈھیر پر بیٹھے ہوئے ہیں۔۔۔۔ یہ یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس ہے اسے کسی نامعلوم ذریعے سے ہماری ساری کارکردگی کا علم ہو چکا ہے اور اب وہ فلم کے پیچھے

ہے ___ اگر سفارتی بیگ ذرا بھی لیٹ ہو جاتا تو لازماً یہ لوگ اُسے روک لیتے
اور مجھے یقین ہے کہ یہ لوگ اب ایکریمیا میں بھی اُسے روکنے کے لئے چکر
چلائیں گے ___ اور اس کے حصول کے بعد انہوں نے ہمارے پیچھے لگ
جانا ہے" ___ ڈان نے تیز لہجے میں کہا۔

"کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس مقامی بدمعاشوں پر مشتمل ہے ___ ہے
پسماندہ سا ملک ___ شاید ایسا ہی ہو" ___ روزی نے کہا۔

"ہو سکتا ہے انہوں نے مقامی بدمعاش گروپوں کو ہائر کر رکھا ہو ___ آ
تو شکر ہے کہ ہم جیکی اور اس کے گروپ کو ساتھ لے آئے تھے اور ہم نے
یہاں مقامی گروپ سے رابطہ نہیں کیا۔ ورنہ تو یہ لوگ سیدھے ہماری گردن
آ دبوچتے ___ جیکی نے ابھی بتایا ہے کہ جیکب جو ایس تھری تھا اس سے
ملنے کوئی احمق سا آدمی آیا اور جیکب اُسے علیحدہ کمرے میں لے گیا اور پھر
اس کی مسخ شدہ لاش ملی ___ اس حوالے سے میرے ذہن میں ایک ہی شخصیت
کا نام آتا ہے اور وہ ہے علی عمران ___ وہی احمقوں جیسی باتیں اور حرکتیں
کرتا ہے اور بہرحال عمران کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے" ___ ڈان
نے کہا اور روزی نے سر ہلا دیا۔ اب اس کی آنکھوں میں بھی تشویش کے
سائے لہرانے لگے تھے۔

"اوہ واقعی ___ اگر ایسی بات ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمیں
دوسرے مشن کی بجائے پہلے اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ
کرنا چاہیئے" ___ روزی نے کہا۔

"ہاں! ___ اسی لئے تو میں نے جیکی کو کہا ہے کہ وہ ان لوگوں کو تلاش
کرے ___ جیسے ہی ان کا کلیو ملے گا میں اپنا کام شروع کر دوں گا" ___ ڈان

نے کہا۔

"لیکن عمران کو تو تلاش کرنے کی ضرورت نہیں ہے ___ میں پہلے
اس کا تو خاتمہ کر دوں" ___ روزی نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا لیکن پھر اس
سے پہلے کہ ڈان اس کی بات کا کوئی جواب دیتا، ایک سائیڈ پر موجود سپیشل
ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

"اوہ ___ باس کی کال ہے" ___ ڈان نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے
ٹرانسمیٹر کی طرف بڑھ گیا۔ روزی بھی اٹھ کر اس کے ساتھ آ کھڑی ہوئی۔

"ہیلو ہیلو ___ باس کالنگ۔ اوور" ___ ٹرانسمیٹر کا بٹن جیسے ہی ڈان
نے آن کیا، ٹرانسمیٹر سے چیف باس کی تیز آواز سنائی دی۔

"یس باس! ___ ڈان اٹنڈنگ یو۔ اوور" ___ ڈان نے ایک اور بٹن
دباتے ہوئے کہا۔

"ڈان! ___ تم تو کہتے تھے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو تمہارے اس مشن کا
علم تک نہیں ہوا۔ اوور" ___ باس کا لہجہ بے حد طنزیہ تھا۔

"یس باس! ___ لیکن اب آپ کی کال آنے سے پہلے جیکی نے مجھے
بتایا ہے کہ کچھ لوگ ایس تھری جسے میں نے فلم آپ کے حکم کے مطابق دی
تھی، کو ہلاک کر دیا گیا ہے ___ اس کے بعد کسی گرین کلب کے جوزف کی
موت کی خبر بھی سنی گئی ہے ___ یہ فلم شاید ایس تھری نے جوزف تک
پہنچائی تھی اور پھر جوزف نے اُسے ایکریمین سفارت خانے پہنچا دیا اور وہاں
سے وہ فلم سفارتی بیگ کے ذریعے آپ تک پہنچ گئی ___ میں نے ساری
تحقیقات کر لی ہیں۔ اوور" ___ ڈان نے کہا۔

"ہاں! ___ تمہاری تحقیقات سو فیصد درست ہیں اور فلم بھی مجھ تک پہنچ

چکی ہے ـــــ لیکن جانتے ہو اس فلم میں کیا ہے۔ اوور" ـــــ باس نے طنزیہ لیکن غصیلے لہجے میں کہا۔

"فلم پہنچ گئی ہے ـــــ تھینک گاڈ ـــــ ویسے باس! فلم میں نے خود بنائی تھی اس ریڈ گارڈ فائل سے ـــــ اس لئے فلم میں وہی فارمولا ہی ہو گا ـــــ اور کیا ہو سکتا ہے۔ اوور" ـــــ ڈان نے کہا۔

"فلم میں ریڈ گارڈ فارمولے کی بجائے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے الفاظ لکھے ہوئے ہیں۔ یوں لگتا ہے جیسے یہ فلم پاکیشیا سیکرٹ سروس کی سلوگن فلم ہو۔ اوور" ـــــ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔

"کیا ـــــ کیا کہہ رہے ہیں آپ ـــــ یہ کیسے ممکن ہے ـــــ میں نے خود اس کی فلم بنائی ہے۔ پھر اسے خود ہی جا کر ایس تھری کے حوالے کیا ہے اوور" ـــــ ڈان نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سنو ـــــ میں نے صرف اس لئے کہ فلم کو کوئی خطرہ لاحق نہ ہو، ایسا انتظام کیا تھا کہ تم فلم حاصل کرنے کے بعد اسے ایس تھری کے حوالے کر دو۔ اس کے بعد تمہارا تعلق فلم سے ختم ہو جائے گا ـــــ ایس تھری پاکیشیا میں بلیک ایجنسی کے لوکل ایجنٹ جیکی کا اسسٹنٹ تھا لیکن میں نے جیکی کو بھی درمیان میں نہ ڈالا اور براہ راست ایس تھری جو کہ جاپانی بار میں بظاہر ویٹر تھا، ٹرانسمیٹر کال کر کے ہدایات دے دیں ـــــ اس نے فلم وصول کر کے فوری طور پر اسے ایک شاپنگ سنٹر میں مخصوص آدمی کے پاس پہنچانا تھا۔ اس آدمی سے یہ فلم جیکی کے اپنے اسسٹنٹ جوزف تک پہنچی تھی۔ جوزف نے اسے ایکریمین سفارت خانے کے تھرڈ سیکرٹری تک پہنچانا تھا اور تھرڈ سیکرٹری اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر یہاں بھجوا دیتا ـــــ اور فلم ہم تک

پہنچ بھی گئی لیکن راستے میں اسے تبدیل کر لیا گیا ـــــ سفارتی بیگ کی مہریں بالکل درست تھیں ـــــ اس کا مطلب ہے کہ یہ فلم سفارتی بیگ تک پہنچنے سے پہلے ہی تبدیل کر لی گئی ـــــ تھرڈ سیکرٹری انتہائی با اعتماد آدمی ہے اس کے متعلق یہ تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ جوزف اور ایس تھری جیکب کو ہلاک کر دیا گیا ہے اگر یہ لوگ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ملے ہوتے تو ان کو ہلاک کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ سیدھے فلم پاکیشیا سیکرٹ سروس پہنچا دیتے ـــــ اب رہ جاتا ہے درمیانی آدمی ـــــ وہ اس سارے معاملے میں قطعی غیر متعلق آدمی ہے ـــــ میں نے شیفر سے بات کی ہے اس نے مجھے بتایا ہے کہ اس جوزف کی کال اسے ملی تھی کہ فلم ٹھکانے تک نہیں پہنچی ـــــ اور میرے متعلق اس نے کہا تھا کہ میں نے اسے براہ راست کال کی ہے۔ حالانکہ اس بات چیت سے دس منٹ پہلے میں شیفر سے براہ راست بات کر کے اس بات کی تصدیق کر چکا تھا کہ فلم پہنچ گئی ہے اور اسے سفارتی بیگ میں ڈال کر ایئر پورٹ بھجوایا جا چکا ہے ـــــ اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہیں ایئر پورٹ پر ہی سفارتی بیگ کے ساتھ کچھ کیا گیا ہے اور وہ فارمولے کی فلم نکال کر پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سلوگن والی فلم بیگ میں ڈال دی گئی ہے لیکن بیگ کی مہریں بالکل درست اور صحیح ہیں اس کے باوجود فلم تبدیل کی جا چکی ہے ـــــ اگر یہ فلم صاف ہوتی تو پھر میں یہی سمجھتا کہ فارمولا جن کاغذ پر درج ہے ان پر کوئی ایسا کیمیکل لگایا گیا ہے کہ جس کی وجہ سے کیمرہ ان کی فلم نہیں بنا سکتا ـــــ لیکن فلم میں پاکیشیا

سیکرٹ سیکرٹ سروس کے لکھے ہوئے سلوگن منہ میرا منہ چڑا رہے ہیں۔
اوور"۔۔۔۔ باس نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
"کیا کہا جاسکتا ہے باس۔۔۔ کہ یہ فلم کہاں تبدیل ہوئی اور کیسے
تبدیل ہوئی۔۔۔ آپ کو اتنا لمبا چکر چلانے کی بجائے مجھے کہنا تھا
میں خود جا کر اسے شیفر کے حوالے کر دیتا۔۔۔ اور پھر ہیگ کی بھی
ایئر پورٹ پر نگرانی کرتا۔ اوور"۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
"مجھے یقین تھا کہ تم نے اگر فلم بنا بھی لی، تب بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس
کو نہ صرف علم ہو جائے گا بلکہ وہ تمہیں ٹریس بھی کر لیتی۔۔۔ اس طرح
فلم کے ساتھ ساتھ میں تم سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتا۔ اسی لئے میں نے
اتنا لمبا چکر چلایا تاکہ اگر انہیں معلوم بھی ہو جائے تب بھی وہ نہ تم تک
پہنچ سکیں اور نہ فلم تک۔۔۔ لیکن وہ فلم تک پہنچ گئے اور اب یقیناً وہ
تمہیں تلاش کر رہے ہوں گے اور جیسے ہی انہیں معمولی سا کلیو ملا وہ
بھوکے بھیڑیوں کی طرح تم پر جھپٹ پڑیں گے۔۔۔ بہرحال میری
توقع کے عین مطابق پہلا مشن ناکام ہو گیا ہے۔ فلم ہم تک صحیح
سلامت پہنچ بھی جاتی۔۔۔ تب بھی چونکہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس
کا علم ہو چکا ہے کہ ریڈ گارڈ فارمولے کی فلم بنائی گئی ہے۔ اس لئے وہ
اسے لازماً تبدیل کر لیتے۔۔۔ لیکن اب دوسرے مشن میں ناکامی کا لفظ
میرے لئے ناقابل برداشت ہوگا۔۔۔ یہ مشن تمہارے مطلب کا بھی
ہے۔ اس مشن میں تمہیں کھل کر پاکیشیا سیکرٹ سروس سے مقابلہ
کرنے کا موقع بھی مل جائے گا اور اپنی خصوصی صلاحیتیں آزمانے کا
بھی۔ اوور"۔۔۔ باس نے کہا۔

"ٹھیک ہے باس۔۔۔ واقعی یہ مشن ناکام ہو گیا ہے۔ لیکن اصل
بات یہی ہے کہ ایسا مشن ہماری فطرت کے خلاف تھا۔ اس لئے
ہمارے نقطہ نظر سے تو یہ مشن ہی نہ تھا۔ اب ہمیں فوراً دوسرے مشن کے
بارے میں تفصیلات بتا دیں۔ پھر دیکھیں ہم کیسے اسے مکمل کرتے ہیں"
ڈان نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔
"اس مشن پر کام کرنے سے پہلے میری ہدایات غور سے سن لو، اور اگر تم نے
ان ہدایات سے ذرا برابر بھی اختلاف کیا تو پھر میں تمہیں انتہائی سزا دے دوں گا
سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ تم فوری طور پر جیکی اور اس کے پورے گروپ
کو واپس بھجوا دو اور ان سے ہر لحاظ سے اپنا تعلق ختم کر لو۔ کیونکہ فلم کی تبدیلی سے
ظاہر ہوتا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس اب تمہاری راہ پر چل پڑی ہے اور تم
تک پہنچنے کے لئے جیکی اور اس کے ساتھی ان کے لئے بہترین سیڑھی ثابت
ہوں گے۔۔۔ دوسری ہدایت یہ ہے کہ تم نے انتہائی تیز رفتاری سے کام
کرنا ہے اس قدر تیزی سے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سنبھلنے سے پہلے ہی تم
اپنا کام مکمل کر لو۔۔۔ اور تیسری اور آخری ہدایت بھی سن لو۔۔۔ پاکیشیا میں
ایکریمیا کا ایک اہم ترین آدمی موجود ہے جو فیلڈ میں کام نہیں کرتا، البتہ پاکیشیا
میں کام کرنے والے تمام خفیہ ایجنٹوں کو کنٹرول کرتا ہے۔ وہ تمہیں قابل بھروسہ
آدمی اور ضروری سامان وغیرہ سپلائی کر سکتا ہے۔ وہ ایکریمیا کا خاص آدمی ہے
اس لئے اس پر کسی قسم کا شک کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔ تم اس سے
کھل کر بات کر سکتے ہو۔ اس کا نام راجر ہے۔ دارالحکومت کی مین روڈ پر راجر
اینڈ کمپنی کے نام سے اس کا امپورٹ ایکسپورٹ کا بزنس ہے۔ وہ خود اس فرم
کا مینجنگ ڈائریکٹر ہے۔۔۔ تم نے اس سے مل کر بلیک ایجنسی کا کوڈ دہرانا

ہے اوور۔ بس — اُسے تمہارے اور روزی کے متعلق مکمل طور پر آگاہ کر دیا جائے گا اور ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں بھی تمام تفاصیل کی فائل تمہیں اس سے مل جائے گی — تم نے میری ہدایات سن لی ہیں۔ اوور" — باس نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"یس باس! — آپ کے احکامات کی مکمل تعمیل ہو گی باس۔ اوور" — ڈان نے جواب دیا۔

"او کے — اوور اینڈ آل" — دوسری طرف سے باس نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔ ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب لطف آئے گا مشن کا — خوامخواہ باس نے ہمیں باندھ کر رکھ دیا تھا اور ہاں! — باس نے تو کہا ہے کہ ہم مشن پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سنبھلنے سے پہلے ہی مکمل کر لیں۔ لیکن میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ پہلے پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ ہو گا — پھر ڈاکٹر ہاشم کو قتل کرنے کا کام شروع کروں گا" — ڈان نے ٹرانسمیٹر آف کرتے ہوئے کہا۔

"کیا کہہ رہے ہو تم — کیا باس کی ہدایات کے خلاف چلنا چاہتے ہو تم" — ؟ روزی نے چونک کر پوچھا۔

"یہ بات نہیں روزی! — میں نے محسوس کیا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ٹکرائے بغیر ڈاکٹر ہاشم کا خاتمہ نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے ڈاکٹر ہاشم کے خاتمے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو اس حد تک مفلوج کر دوں کہ وہ فوری طور پر میرے مشن میں رکاوٹ نہ ڈال سکے" — ڈان نے کہا۔

"تم فکر نہ کرو — میں نے ایک خوبصورت پلاننگ سوچ لی ہے۔

اس لئے مشن بھی آسانی سے مکمل ہو جائے گا اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا خاتمہ بھی ہو جائے گا — لیکن پہلے باس کی ابتدائی ہدایات پر تو عمل مکمل کر لیں" — روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

عمران اپنے فلیٹ میں بیٹھا ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھا کہ پاس پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"سلیمان! —— سلیمان! دیکھنا اس مہنگائی کے دور میں کس کی انگلی کھجلائی ہے" —— عمران نے کتاب سے نظریں ہٹائے بغیر زور سے چیختے ہوئے کہا۔ لیکن جب سلیمان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا تو عمران چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"اوہ! —— اب تو واقعی مجھے اپنے ذہن کا علاج کرانا چاہیئے —— سلیمان تو مارکیٹ گیا ہوا ہے۔ لیکن مجھے یاد ہی نہیں رہا —— ویری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے کہ الزیمر بیماری نے اٹیک کے لئے پاکیشیا میں مجھے ہی منتخب کر لیا ہے" —— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھا لیا۔

"الزیمر کا شکار علی عمران بول رہا ہوں —— ویسے ابھی شائد الزیمر نے میرے ذہن پر پوری طرح حملہ نہیں کیا ورنہ تو مجھے اپنا نام بھی یاد نہ رہتا اور

پھر مجھے میونسپل کارپوریشن جا کر رجسٹر پیدائش کے اندراجات دیکھ کر معلوم کرنا پڑتا کہ میرا نام کیا ہے —— لیکن ایک بات ہے اس کے لئے تو تاریخ پیدائش یاد رکھنی پڑتی —— اوہ! پھر تو مجھے فوری طور پر کوئی سیکرٹری رکھ لینی چاہیئے جو میری تاریخ پیدائش نوٹ کر لے" —— عمران کی زبان برق رفتاری سے چل رہی تھی۔

"روزی بول رہی ہوں" —— دوسری طرف سے ایک انتہائی شیریں نسوانی آواز سنائی دی۔ لہجہ بے حد لاڈ بھرا تھا۔

"روزی —— اوہ! اب روزی نے بھی بولنا شروع کر دیا ہے —— یہ تو بہت برا ہوا۔ ویسے بات بھی سوچنے کی ہے کہ آخر بیچاری روزی کب تک خاموش رہتی —— جیسے دیکھو اس پر روزی کمانے کی دھن سوار ہے آخر احتجاج کا تو حق روزی کو بھی حاصل ہے۔ جمہوری دور جو ہوا —— ویسے محترمہ روزی صاحبہ! —— میں تو مفلس اور بے روزی دار آدمی ہوں۔ اس لئے آپ نے احتجاج کے لئے مجھے ہی کیوں منتخب کیا ہے" —— عمران کی زبان کی رفتار وہی پہلے جیسی ہی تھی لیکن ساتھ ساتھ اس کے ڈھیلے آنکھوں میں سرچ لائٹس کی طرح گردش کر رہے تھے۔ وہ شاید بات کرنے کے ساتھ ساتھ روزی کو پہچاننے کی کوشش کر رہا تھا کیونکہ آواز اور نام دونوں اس کے لئے یکسر نئے تھے۔

"آپ کو میرا خط تو مل ہی گیا ہو گا —— اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ آپ مجھے تلاش بھی کرتے رہے ہیں" —— دوسری طرف سے روزی نے اس کی ساری باتوں کو نظر انداز کرتے ہوئے کہا اور عمران کے ذہن میں جھماکا سا ہوا۔ اسے وہ خط یاد آ گیا تھا جس کے نیچے گلاب کا پھول بنایا گیا تھا۔ اس نے

انتہائی پھرتی سے ٹیلیفون کے نیچے لگا ہوا ایک مخصوص بٹن دبا دیا۔

"خط ۔۔۔ اوہ! تو اب روزی نے خط و کتابت بھی شروع کر دی ہے لیکن میں نے تو پہلے ہی بتایا ہے کہ میں مفلس اور بے روزی دار آدمی ہوں اگر یقین نہ آئے تو میرے باورچی سلیمان اور میرے فنانسر سپرنٹنڈنٹ آف سنٹرل انٹیلی جنس بیورو فیاض صاحب سے تصدیق کر لیں ۔۔۔ میں تو اس قدر مفلس ہوں کہ آپ کا خط مل بھی جاتا، تب بھی میں اس کا جواب دینے کے لئے کاغذ، لفافہ اور اس پر ٹکٹ کے لئے میرے پاس رقم نہ ہوتی" ۔۔۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس کا مطلب ہے کہ آپ واقعی الزیمر کا شکار ہو چکے ہیں ۔۔۔ ویری سوری ۔۔۔ مجھے بے حد افسوس ہوا ہے۔ ویسے ابھی تک تو اس بیماری کا کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا۔ اس کا لازمی نتیجہ موت ہی نکلتا ہے" ۔۔۔ اس بار روزی کے لہجے میں صدمے کے آثار نمایاں تھے۔

"موت ۔۔۔ سوری۔ رانگ نمبر ۔۔۔ کسی اور کا گھر دیکھیے ۔۔۔ میں ابھی زندہ رہنا چاہتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ کچھ دیر کریڈل پر ہاتھ رکھے وہ بیٹھا رہا۔ اس کا خیال تھا کہ روزی دوبارہ نمبر ڈائل کرے گی۔ لیکن جب کچھ دیر تک کال نہ آئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا اور خود اٹھ کر وہ تیزی سے اپنے خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ٹیلیفون کا مخصوص بٹن اس لئے دبایا تھا کہ خاص کمرے میں موجود فون چیکنگ مشین دوسری طرف کا نمبر چیک کرے گی اور اس نے کال اس لئے کاٹ دی تھی کہ اگر روزی دوبارہ فون کرتی تو یہ مشین خود بخود یہ نمبر بلیک زیرو تک پہنچا دیتی اور پھر

بلیک زیرو کسی بھی ممبر کو نگرانی کے لئے کہہ دیتا۔ اس طرح اس روزی کی اصل شخصیت سامنے آ جاتی۔ یہ سسٹم اس نے اس لئے رکھوایا تھا کہ عام طور پر مشکوک افراد پبلک فون بوتھ سے ہی رنگ کرتے تھے اور نمبر معلوم ہو جانے کے باوجود انہیں ٹریس نہ کیا جا سکتا تھا۔ اگر روزی دوبارہ فون کر دیتی تو عمران اس سے طویل بات چیت شروع کر دیتا۔ اس طرح سیکرٹ سروس کے ممبر کو اس تک پہنچنے کا وقت مل جاتا۔ لیکن روزی نے دوسری بار فون نہ کر کے اس کا سارا منصوبہ چوپٹ کر دیا تھا۔ لیکن خاص کمرے میں پہنچتے ہی جیسے اس کی نظریں دیوار کے ساتھ نصب خصوصی مشین پر پڑیں وہ بے اختیار چونک پڑا کیونکہ اس پر جو نمبر نظر آ رہا تھا وہ تھا تو پبلک فون بوتھ کا۔ لیکن یہ فون بوتھ ہوٹل تھری سٹار کے برآمدے میں تھا۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے مشین کو آف کیا اور پھر واپس ڈرائنگ روم میں آ کر اس نے رسیور اٹھایا اور انکوائری کے نمبر ڈائل کر دیئے۔

"یس انکوائری پلیز" ۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی انکوائری آپریٹر کی آواز سنائی دی۔

"ہوٹل تھری سٹار" ۔۔۔ عمران نے خشک لہجے میں کہا اور انکوائری آپریٹر نے ہوٹل کی ایکس چینج کا نمبر بتا دیا۔ عمران نے کریڈل دبا کر نمبر ڈائل کرنا شروع کر دیئے۔

"یس۔ ہوٹل تھری سٹار" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"میری ایک دوست مس روزی آپ کے ہوٹل میں مقیم ہیں ۔۔۔ کیا آپ ان سے فون پر میری بات کرا سکتی ہیں" ۔۔۔ عمران نے سنجیدہ لہجے

میں کہا۔

"مس روزی ____ ایک منٹ ۔ میں چیک کرتی ہوں" ____ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد ہی اس کی آواز دوبارہ سنائی دی ۔

"ہیلو سر ____ کیا آپ لائن پر ہیں" ____ آپریٹر نے کہا۔

"لائن پر تو نہیں ہوں، البتہ فون پر ضرور ہوں ____ ویسے آپ حکم کریں تو جا کر لائن پر بھی بیٹھ سکتا ہوں" ____ عمران کی زبان نہ رہ سکی اور دوسری طرف سے آپریٹر کی ہنسنے کی آواز سنائی دی ۔

"جناب ! ____ آپ واقعی خوش مذاق آدمی ہیں ____ لیکن مجھے افسوس ہے کہ مس روزی ہمارے ہوٹل میں نہیں رہتیں" ____ دوسری طرف سے آپریٹر نے ہنستے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"ہونہہ ! ____ اس کا مطلب ہے کہ ہوٹل کا صرف فون بوتھ ہی استعمال کیا گیا ہے ____ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کا اصل نام روزی نہ ہو ____ یا پھر اس نے اصل نام سے کمرہ بک نہ کرایا ہو" ____ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر الٹی کر کے رکھی ہوئی کتاب اٹھالی۔ لیکن ابھی اس نے چند ہی سطریں پڑھی ہوں گی کہ ٹیلیفون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی ۔ عمران نے چونک کر ٹیلیفون کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا ۔

"علی عمران مفلس اور بے روزی وار سپیکنگ" ____ عمران نے جان بوجھ کر یہ فقرہ کہا تھا کہ اگر روزی کا فون ہوا تب بھی فقرہ اس پر فٹ آجائے گا اور اگر کسی اور کا ہوا، تب بھی بات نبھ جائے گی ۔

"روزی بول رہی ہوں عمران ! ____ یقین کرو جب سے تمہیں دیکھا

ہے میری آنکھوں سے نیند اڑ گئی ہے ____ میں نے اتنے دن اپنے آپ پر بڑا جبر کیا کہ تم سے بات نہ کروں ۔ لیکن اب مجبور ہو گئی ہوں ____ پہلے تم نے شاید ناراض ہو کر فون بند کر دیا تھا ____ دیکھو عمران ! ناراض مت ہونا ۔ اگر تم واقعی الزیمر کا شکار ہو، تب بھی مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے ____ پلیز، ہوٹل رین بو آجاؤ ۔ میں وہاں تمہاری منتظر ہوں ____ میں تمہیں پہچانتی ہوں اس لئے جیسے ہی تم آؤ گے، میں خود تمہارے پاس پہنچ جاؤں گی ____ دیکھو عمران ! میرا دل نہ توڑنا ____ آجاؤ ____ میں تمہاری منتظر ہوں ____ بس اب آ بھی جاؤ" ____ اس بار روزی نے انتہائی لاڈ بھرے لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا ۔ لیکن عمران روزی کی آواز سنتے ہی ٹیلیفون کا وہ مخصوص بٹن دوبارہ آن کر چکا تھا اس لئے رسیور رکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور خاص کمرے کی طرف بڑھ گیا ۔ اس کے چہرے پر گہری سنجیدگی طاری تھی لیکن جب اس نے مشین پر نمبر دیکھا تو پیشانی پر موجود شکنیں کچھ اور بڑھ گئیں کیونکہ مشین پر واقعی ہوٹل رین بو کے کاؤنٹر کا نمبر جل بجھ رہا تھا ۔ اسے معلوم تھا کہ ہوٹل تھری سٹار اور ہوٹل رین بو ساتھ ساتھ ہی ہیں اس نے مشین آف کی اور واپس ڈرائنگ روم میں آ گیا ۔ روزی کی یہ کالیں اور اس طرح اسے ہوٹل میں بلانا اس کے حلق سے نہ اتر رہا تھا ۔ لیکن بظاہر ایسی کوئی بات بھی نہ تھی کہ جس سے وہ سمجھتا کہ اسے ٹریپ کیا جا رہا ہے ۔ ریڈ گارڈ کی فلم والا کیس بھی ختم ہو چکا تھا ۔ کیونکہ جانی بار کا مالک جیکی واقعی اس سارے چکر سے بے خبر نکلا تھا اور اس کے علاوہ کسی اور کی نشاندہی بھی نہ ہو سکی تھی ۔

"یہ روزی کہیں اس ایکریمی جوڑے کا ایک فرد نہ ہو" ——— عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا لیکن پھر وہ اُسے اس طرح کیوں بھرے پُرے ہوٹل میں بلا رہی ہے۔ اس نے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور وہی نمبر جو مشین نے بتایا تھا، ڈائل کرنا شروع کر دیا۔

"ہوٹل رین بو" ——— دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"آپ کے ہوٹل میں میری ایک دوست مس روزی ٹھہری ہوئی ہیں۔ کیا آپ ان سے فون پر میری بات کرا سکتی ہیں" ——— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"مس روزی ——— نو سر ——— اس نام کی کوئی صاحبہ میرے ہاں نہیں ٹھہری ہوئیں" ——— دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران نے طویل سانس لے کر رسیور رکھ دیا۔

چند لمحے عمران بیٹھا سوچتا رہا پھر اٹھ کر وہ ڈریسنگ روم کی طرف بڑھ گیا۔ کیونکہ اس نے اب ہوٹل رین بو جانے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ ایک لمحہ پہلے اُسے خیال آیا تھا کہ وہ بلیک زیرو سے کہہ کر اپنی نگرانی کے لئے کسی ممبر کی تعیناتی کے لئے کہہ دے لیکن پھر اس نے ارادہ بدل دیا۔ کیونکہ اب وہ اتنا بھی گیا گذرا نہ تھا کہ اگر یہ اس کے خلاف کوئی ٹریپ بھی ہوتا تو وہ اُسے سنبھال نہ سکتا۔

تھوڑی دیر بعد وہ کار میں بیٹھا ہوٹل رین بو کی طرف بڑھا جا رہا تھا اس کے جسم پر براؤن سوٹ تھا لیکن چہرے پر حماقتوں کا آبشار اپنی پوری روانی سے بہہ رہا تھا۔ ہوٹل کی وسیع و عریض پارکنگ میں اس نے کار روکی اور پھر نیچے اُتر کر وہ ہوٹل کے ہال کی طرف بڑھ گیا گیٹ پر باوردی

دربان موجود تھا۔ اس نے عمران کو آتے دیکھ کر پہلے مؤدبانہ انداز میں سر جھکا کر سلام کیا پھر ایک ہاتھ سے شیشے کا دروازہ کھول دیا۔

"السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ——— امید ہے آپ مع بال بچوں کے بخیریت ہوں گے ——— ویسے یہ امید تک ہی معاملہ کیوں محدود کر دیا جاتا ہے یقین ہے کیوں نہیں کہا جاتا" ——— عمران نے دربان کے قریب پہنچ کر باقاعدہ مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھاتے ہوئے کہا۔

"وعلیکم السلام" ——— دربان نے بری طرح بوکھلا کر اس کا ہاتھ تھاما اور پھر اس طرح اس سے ہاتھ چھڑوا کر ماتھے تک ہاتھ لے جا کر سلام کیا جیسے عمران سے مصافحہ کر کے اس نے اپنی زندگی کی سب سے بڑی غلطی کی ہو۔

"میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جو تم مجھ سے دشمنی پر اُتر آئے ہو" ——— عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔ چہرے پر غصے کے تاثرات اُبھر آئے تھے۔

"ج ——— جی ——— کیا مطلب جناب! ——— میں تو معمولی سا دربان ہوں جناب! ——— مم ——— مم ——— میں نے کیا دشمنی کرنی ہے جناب" ——— دربان اس بری طرح بوکھلایا کہ اس کا جسم کانپنے لگا۔

"تو پھر تم نے میرے لئے اللہ سے رحمت اور برکت کی دعا کیوں نہیں مانگی ——— بولو کیا دشمنی ہے" ——— عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"رحمت اور برکت کی دعا" ——— دربان کی حالت دیکھنے والی تھی۔ اسی لمحے ایک نوجوان جس کے سینے پر سپروائزر کا بیج لگا ہوا تھا تیزی سے باہر آ گیا۔

"کیا بات ہے ——— تم نے صاحب کو کیوں گیٹ پر روک رکھا ہے"۔ سپروائزر نے باہر آتے ہی دربان پر چڑھائی کر دی۔ وہ شاید اندر سے شیشے

میں سے دیکھتے ہوئے یہی سمجھا تھا کہ دربان عمران کو اندر نہیں آنے دے رہا۔

"م — مم — میں نے تو نہیں روکا جناب! — صاحب خود ہی مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں" — دربان نے انتہائی بے چارگی کے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم سپروائزر ہو" — عمران نے اس نوجوان سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں! — میں سپروائزر ہوں" — نوجوان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"تو پھر السلام علیکم ورحمتہ اللہ و برکاتہ" — عمران نے باقاعدہ سلام کرتے ہوئے مصافحہ کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"وعلیکم السلام جناب! — مگر —" سپروائزر کا حال بھی دربان جیسا ہی ہوا۔ اس نے بھی بوکھلا کر مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

"کیا بات ہے — کون ہے اس ہوٹل کا مالک — کیا اس نے سارا اسٹاف ہی میرے دشمنوں میں سے منتخب کیا ہے" — عمران کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"دشمن — جناب! کیا مطلب" — اس بار سپروائزر بھی حیرت سے ناچ اٹھا تھا۔

"تم بھی اس دربان کی طرح میرے دشمن ہو — تم نے بھی میرے لئے رحمت اور برکت کی دعا اللہ سے نہیں مانگی — میں یہی بات پہلے دربان سے پوچھ رہا تھا کہ تم نے بھی وہی کام کیا — اب تم بتاؤ کہ کیا دشمنی ہے تمہیں میرے ساتھ" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا اور سپروائزر کے چہرے پر ایسے تاثرات ابھر آئے جیسے اسے یقین ہو گیا ہو کہ عمران کی

دماغی صحت مشکوک ہے۔

"دعا — دشمنی — جناب! ہمیں آپ سے کیا دشمنی ہو سکتی ہے" — سپروائزر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ دشمنی نہیں ہے کہ تم میرے لئے دعا مانگنے کے بھی روادار نہیں ہو — یہ تو دشمنی کی انتہا ہے — جب کہ میرا خلوص دیکھو کہ میں نے تم دونوں کے لئے باقاعدہ دعا مانگی ہے" — عمران نے اسی طرح سخت لہجے میں کہا۔

"جناب! — میں آپ کی بات نہیں سمجھ سکا — آپ مینجر صاحب سے بات کر لیجئے" — سپروائزر نے شاید اپنی جان چھڑانے کے لئے کہا تھا۔

"کیوں نہیں سمجھ سکے — کیا تم پاگل ہو" — عمران نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

"جناب! — آپ معزز آدمی ہیں۔ آپ کو ایسی بات زیب نہیں دیتی" — اس بار سپروائزر کے لہجے میں بھی غصہ تھا۔

"اچھا — یعنی معزز آدمی تو آپ کے لئے دعائیں مانگتا رہے — اور آپ غیر معزز اس کے لئے دعا نہ مانگیں — واہ! یہ خوب عزت ہے" — عمران نے کہا۔

"آخر آپ کس دعا کی بات کر رہے ہیں" —؟ سپروائزر نے جھنجھلا کر کہا۔

"اچھا — اب سمجھانا ہی پڑے گا — تم مسلمان ہو" — عمران نے کہا۔

"ہاں! — الحمد للہ مسلمان ہوں" — سپروائزر نے ایسے لہجے میں

کہا جیسے اُسے اب اپنے آپ پر غصہ آرہا ہو کہ وہ کیوں اندر سے آکر اس بکھیڑے میں پھنسا ہے۔

"یہ دربان بھی الحمدللہ مسلمان ہوگا اور ہر مسلمان جانتا ہے کہ سلام دوسرے کے لئے دُعا ہوتی ہے ۔۔۔ میں نے تمہارے لئے دعائیں مانگی ہیں کہ السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ ۔۔۔ یعنی تم پر سلامتی ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحمت کرے اور تمہیں برکت دے ۔۔۔ لیکن تم نے جواب میں صرف یہی کہا کہ تم پر بھی سلامتی ہو۔ لیکن میرے لئے رحمت اور برکت کی دُعا نہ مانگی۔ بولو! ۔۔۔ کیا یہ میرے ساتھ دشمنی نہیں ہے" ۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اور سپروائزر اور دربان دونوں کے چہروں پر یکلخت انتہائی شرمندگی کے آثار نمودار ہوگئے۔

"اوہ! ۔۔۔ واقعی ہم سے غلطی ہوگئی جناب! ۔۔۔ واقعی ہمیں بھی آپ کے لئے دعا مانگنی چاہیئے تھی ۔۔۔ لیکن جناب! ہمیں پہلی بار ان الفاظ کے اصل معنوں کا علم ہوا ہے ۔۔۔ اب ہم آئندہ ایسی غلطی نہ کریں گے"۔ سپروائزر نے انتہائی شرمندہ لہجے میں کہا۔

"تو پھر مانگو دُعا ۔۔۔ غلطی کی تلافی تو اس طرح ہی ہو سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور سپروائزر اور دربان دونوں نے بے اختیار دُعا کے لئے ہاتھ اٹھا دیئے۔

"شکریہ" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے دروازہ کھول کر اندر ہال میں چلا گیا۔ اس وقت چونکہ دس گیارہ بجے دن کا وقت تھا اس لئے ہال تقریباً خالی پڑا ہوا تھا۔ اِکا دُکا میزوں پر لوگ موجود تھے جن میں مقامی بھی تھے اور غیر ملکی بھی ۔۔۔ عمران چند لمحے تو اِدھر اُدھر دیکھتا

رہا۔ پھر اطمینان سے ایک خالی میز کی طرف بڑھ گیا۔ اور جس میز کی طرف وہ جا رہا تھا اس میز پر ایک خوبصورت اور نوجوان ایکریمین لڑکی اکیلی بیٹھی اخبار کے مطالعے میں مصروف تھی۔ اس کے سامنے کافی کا کپ رکھا ہوا تھا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ بیٹھ کر اخبار کے مطالعے سے لطف اندوز ہو سکتا ہوں" ۔۔۔ عمران نے قریب پہنچ کر بڑے مودبانہ لہجے میں کہا تو لڑکی نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے اس کے چہرے پر بے پناہ مسرت کے آثار نمودار ہوگئے۔ آنکھوں میں تیز چمک اُبھر آئی۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ! تم آگئے علی عمران ۔۔۔ بہت شکریہ ۔۔۔ میرا نام روزی ہے ۔۔۔ مجھے تو یقین نہ تھا تمہاری آمد کا" ۔۔۔ لڑکی نے کرسی سے اٹھ کر کہا اور ساتھ ہی مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا۔

"سوری ۔۔۔ اماں بی نے منع کر رکھا ہے نامحرم سے ہاتھ ملانے سے"۔ عمران نے معذرت بھرے لہجے میں کہا اور بڑے اطمینان سے سامنے رکھی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

"نامحرم ۔۔۔ کیا مطلب! ۔۔۔ یہ نامحرم کیا ہوتا ہے" ۔۔۔ روزی نے اپنی کرسی پر بیٹھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"نامحرم اُسے کہتے ہیں جس سے شادی ہو سکتی ہو" ۔۔۔ عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں لفظ نامحرم کی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور روزی کے چہرے پر اس وضاحت سے ہی بہار کے رنگ پھیل گئے۔

"اوہ ۔۔۔ اوہ! پھر تو یہ خوبصورت لفظ ہے ۔۔۔ تم کیا پیئو گے" ۔۔۔ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جو تمہارا جی چاہے پلا دو ۔۔۔ تمہارے ہاتھوں سے تو زہر بھی پی سکتا

ہوں — یہ اور بات ہے کہ زہر مجھ پر اثر نہیں کرتا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"زہر اثر نہیں کرتا — وہ کیوں" — روزی نے بُری طرح چونک کر پوچھا۔

"جس نے زہر عشق پی رکھا ہو مس روزی — اس پر یہ عام سا زہر کیا اثر کرے گا" — عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور روزی بڑے مترنم انداز میں ہنس پڑی۔ اس نے ویٹر کو بلا کر کافی کا آرڈر دیا۔

"تم بہت خوبصورت باتیں کرتے ہوئے عمران! — یقیناً تم حیران ہو گے کہ میں تمہیں کیسے جانتی ہوں — اور نہ صرف جانتی ہوں بلکہ مجھے تمہارے فون نمبر اور فلیٹ کا بھی علم ہے" — روزی نے آرڈر دے کر عمران کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

"شیطان میرے نام کا ہم قافیہ ہے — اور شیطان کو سب جانتے ہیں" عمران نے جواب دیا تو روزی ایک بار پھر کھِل کھِلا کر ہنس پڑی۔

"گو مجھے بتانا تو نہیں چاہیئے تھا لیکن یہ حقیقت ہے کہ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہو گئی ہوں اور اس مجبوری کی وجہ سے میں نے بلیک ایجنسی بھی چھوڑ دینے کا پختہ ارادہ کر لیا ہے — چاہے وہ مجھے گولی ہی کیوں نہ مار دیں" — روزی نے اس بار پُراسرار انداز میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا اور بلیک ایجنسی کا نام سُن کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس کو شاید خواب میں بھی یہ توقع نہ تھی کہ روزی اس طرح کی بات کرے گی۔

"بلیک ایجنسی — کیا مطلب! — کیا تم نے بلیک میں کوئی ایجنسی لے لی ہے تو کیا ہوا — ہمارے ہاں تو یہ دھندہ عام ہے بلکہ یہاں تو ہر چیز

بلیک میں ملتی ہے" — عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور روزی بے اختیار مسکرا دی۔

"مجھے معلوم ہے تم ایسی باتیں کرنے کے لئے مشہور ہو — یہاں مشن پر آنے سے پہلے باس نے ہمیں جو فائل دی تھی اس میں تمہارے فوٹو کے ساتھ ساتھ تمہارے متعلق مکمل تفصیلات بھی موجود تھیں — تمہارے فلیٹ کا پتہ — تمہارا فون نمبر — حتیٰ کہ تمہارے باورچی سلیمان کے متعلق بھی تفصیلات درج تھیں — باس نے تو یہ تفصیلات اس لئے مہیا کی تھیں کہ ہم تم سے ہوشیار رہیں لیکن یقین کرو کہ ان تفصیلات کو پڑھنے کے بعد نجانے مجھے کیا ہو گیا کہ مجھے تم میں انتہائی کشش محسوس ہونے لگ گئی — پھر یہاں آنے کے بعد جب میں نے تمہارے فوٹو کی مدد سے تمہیں ایک ہوٹل کے لان میں بیٹھے ہوئے دیکھا تو یہ کشش اس قدر بڑھ گئی کہ میں نے اپنے ساتھی سے چوری تمہیں خط بھجوا دیا — لیکن میرا خیال تھا کہ میرے ساتھی کو علم نہیں ہوا، مگر وہ بے حد تیز آدمی تھا اُسے علم ہو گیا تھا چنانچہ وہ بیچارہ دیر بھی اپنی جان سے گیا اور مجھے بھی اس نے ایک کوٹھی کے تہہ خانے میں قید کر دیا — اس کے ساتھی باقاعدہ مجھ پر پہرہ دیتے رہے کیونکہ باس نے خاص طور پر ہدایت کی تھی کہ مشن کا کسی طرح بھی پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر عمران کو علم نہ ہو — اور میرے ساتھی کا خیال تھا کہ میرے اس طرح خط بھیجنے سے تم لازماً چونک پڑو گے اور پھر تم نے ہمارے متعلق تحقیقات کرنی ہے — اس طرح تم ہمارے مشن سے آگاہ ہو جاؤ گے۔ چنانچہ اس نے اس وقت تک مجھے قید میں رکھا جب تک اپنا مشن مکمل نہ کر لیا — مشن مکمل ہونے کے بعد اس نے مجھے اپنے ساتھ لیا اور پھر ہم

دوسری کوٹھی میں آ گئے ۔۔۔۔۔ وہاں میرے ساتھی نے باس سے ٹرانسمیٹر پر بات کی اور ۔۔۔۔۔" روزی بات کرتے کرتے یکلخت خاموش ہو گئی، کیونکہ ویٹر کافی لئے آ گیا تھا۔ جب ویٹر کافی کے برتن رکھ کر چلا گیا تو روزی دوبارہ شروع ہو گئی۔

"اور میرے ساتھی نے اُسے میری حرکت کے متعلق بھی بتا دیا ۔۔۔۔ اس پر باس بے حد ناراض ہوا چونکہ کسی پُراسرار وجہ سے میرے ساتھی کا مشن فیل ہو گیا تھا اس لئے باس نے فوری طور پر ہماری واپسی کا حکم دے دیا۔ لیکن میں اڑ گئی کہ میں ابھی واپس نہ جاؤں گی اس پر میرا ساتھی مجھ سے لڑ کر واپس چلا گیا اور میں تمہاری خاطر یہاں رہ گئی" ۔۔۔۔ روزی نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک طویل سانس لے کر کافی بنانا شروع کر دی۔

"تو اب آپ مجھ پر واقعی عاشق ہو چکی ہیں" ۔۔۔۔ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا اُس کا لہجہ سُن کر روزی نے چونک کر سر اٹھایا اور پھر اس کے چہرے پر کبیدگی کے آثار نمایاں ہو گئے۔

"مجھے پہلے ہی یقین تھا کہ تم میری بات پر شک کرو گے ۔۔۔۔ بہرحال مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہے ۔۔۔۔ میں نے تم سے مل لیا ہے۔ اب میں واپس چلی جاؤں گی" ۔۔۔۔ روزی نے شکوہ بھرے لہجے میں کہا اور کافی کا کپ اٹھا کر عمران کے سامنے رکھ دیا۔

"تو آپ نے میری خاطر بلیک ایجنسی کے چیف کو بھی ناراض کر لیا اور اپنے ساتھی کو بھی ۔۔۔۔ یہ تو آپ نے زیادتی کی ہے ۔۔۔۔ آپ مجھے پہلے بتا دیتیں تو میں کم از کم آپ کے ساتھی کو تو یہاں سے ناراضگی کے عالم میں

نہ بھجواتا ۔۔۔۔ گو مجھے آپ کے ساتھی سے ابھی تعارف تو نہیں ہے۔ لیکن بہرحال وہ آپ کا ہی ساتھی ہے اس لئے میرے لئے قابلِ احترام ہے"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم لوگوں کا تعارف کیا ہوتا ہے عمران! ۔۔۔۔ میرا نام روزی ہے اور میرے ساتھی کا نام ڈان ۔۔۔۔ لیکن تم نے کمال کیا ہے کہ ڈان نے اتنی محنت سے اپنا مشن مکمل کیا اور تم نے نجانے کس پُراسرار انداز میں اس کا مشن ہی یکسر فیل کر دیا ۔۔۔۔ وہ اس بات سے بڑا جھلایا ہوا تھا" ۔۔۔۔ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر آپ یا آپ کے ساتھی ڈان صاحب یہ سمجھ رہے ہیں کہ ان کا مشن میں نے فیل کیا ہے تو میں تو آج تک خود کبھی پاس نہیں ہوا۔ دوسروں کو کیا فیل کروں گا ۔۔۔۔ اور مجھے تو یہ بھی معلوم نہیں کہ آپ کا مشن کیا تھا ۔۔۔۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو مجھے اپنا فیل شدہ مشن بتا دیں ۔۔۔۔ میں کوشش کروں گا کہ گریس مارکس دلوا کر فیل کو پاس میں تبدیل کرا دوں" ۔۔۔۔ عمران نے بڑے سپاٹ سے لہجے میں کہا۔

"کیوں جان بوجھ کر لاعلم بن رہے ہیں ۔۔۔۔ تمہارے سلوگن والی فلم باس کے پاس پہنچی ہے ۔۔۔۔ اس پر جگہ جگہ پاکیشیا سیکرٹ سروس لکھا ہوا ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ تمہیں مشن کا بھی علم نہیں ہے" ۔۔۔۔ روزی نے اس بار قدرے ناراض ہوتے ہوئے کہا۔

"اوہ اب سمجھا ۔۔۔۔ تو آپ یا آپ کے ساتھی ڈان صاحب کو کسی نے بہکا دیا ہے کہ میرا تعلق پاکیشیا سیکرٹ سروس سے ہے ۔۔۔۔ یہ بات نہیں ۔۔۔۔ میں تو فری لانسر ہوں ۔۔۔۔ اپنا شکار خود مار کر کھاتا ہوں البتہ پاکیشیا سیکرٹ

سروس جب ضرورت پڑے میری خدمات ہائر کر لیتی ہے ورنہ وہ مکمل سیکرٹ سروس ہے خود کام کرتی رہتی ہے ۔۔۔ اور جس فلم وغیرہ کی آپ بات کر رہی ہیں مجھے تو اس کا علم تک نہیں" ۔۔۔ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

"کیا مطلب ۔۔۔ کیا کہنا چاہتے ہو ۔۔۔ کیا تم پاکیشیا سیکرٹ سروس سے متعلق نہیں ہو ۔۔۔ حالانکہ ہماری ایجنسی کے پاس تو فائل ہی تمہاری ہے"۔ روزی نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔ اس کے چہرے پر شدید حیرت کے تاثرات نمایاں تھے۔

"وہ کہتے ہیں بد سے بدنام برا ۔۔۔ یہ ضرور ہے کہ میں اپنے چیک کی خاطر جان توڑ کر کام کرتا ہوں لیکن شرط وہی کہ کام اگر دیا جائے" ۔۔۔ عمران نے جواب دیا۔

"تو پھر تم جانتے تو ہو گے سیکرٹ سروس کو" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"ہاں ۔۔۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ ظاہر ہے جب کام دیا جاتا ہے تو ان سے مل کر ہی کام کرتا ہوں ۔۔۔ ویسے عام روٹین یہ ہے کہ جب ملک سے باہر کا کوئی مشن ہو تو میری خدمات ہائر کر لی جاتی ہیں لیکن جب مقامی مسئلہ ہو تو سیکرٹ سروس خود کام کرتی رہتی ہے ۔۔۔ یہ مشن بھی چونکہ مقامی تھا اس لئے ظاہر ہے سیکرٹ سروس نے خود ہی سر انجام دیا ہو گا" ۔۔۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"میری بڑی خواہش ہے کہ میں اس قدر نامور سیکرٹ سروس کے ممبران سے ملاقات کروں ۔۔۔ کیا ایسا ممکن ہے" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"بالکل ممکن ہے ۔۔۔ عمران کے لئے کیا چیز ناممکن ہے ۔۔۔ میں سب سے آپ کو ملوا سکتا ہوں ۔۔۔ وہ بھی یقیناً آپ سے مل کر بےحد خوش

ہوں گے ۔۔۔ بتائیں کب ملنا چاہتی ہیں آپ" ۔۔۔ عمران نے فوراً ہی حامی بھرتے ہوئے کہا اور روزی کی آنکھوں میں چمک لہرانے لگی۔

"بہت خوب ۔۔۔ پھر تو لطف آ گیا ۔۔۔ میں تو چاہتی ہوں کہ سب سے ایک بار ہی ملاقات ہو جاتے۔ اس کے بعد واپس چلی جاؤں ۔۔۔ کوئی بندوبست ہو سکتا ہے" ۔۔۔ روزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"بالکل ہو سکتا ہے ۔۔۔ آپ کہاں ملنا چاہتی ہیں۔ اسی ہوٹل میں بلوا لوں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ یہاں ہوٹل میں کیا لطف آئے گا ۔۔۔ میں چاہتی ہوں کچھ دیر بیٹھ کر ان سے گپ شپ ہو جائے ۔۔۔ میں میزان کالونی کی ایک کوٹھی میں رہ رہی ہوں اگر وہ سب وہاں آ جائیں تو زیادہ بہتر ہے ۔۔۔ میں اکیلی رہتی ہوں۔ وہاں اور کوئی نہیں ہے" ۔۔۔ روزی نے کہا۔

"ٹھیک ہے وہاں سہی ۔۔۔ نمبر بتائیں کوٹھی کا ۔۔۔ میں ابھی فون یہیں منگوا کر انہیں درخواست کر دیتا ہوں ۔۔۔ آجکل وہ بھی فارغ ہیں آ جائیں گے" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"کوٹھی نمبر اٹھارہ ۔ بلاک اے ۔ میزان کالونی" ۔۔۔ روزی نے جلدی سے کہا اور عمران نے ایک طرف کھڑے ویٹر کو بلایا۔

"یس سر" ۔۔۔ ویٹر نے قریب آ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"فون لے آؤ یہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا تو ویٹر سر ہلاتا ہوا واپس چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آیا تو اس کے ہاتھ میں فون تھا اس نے فون میز پر رکھا اور اس کا پلگ میز کے ایک پائے کے ساتھ فکس شو میں لگا دیا۔ عمران نے رسیور اٹھایا تو ٹون آ رہی تھی۔ عمران نے نمبر ڈائل کرنے

شروع کر دیتے۔

"رانا ہاؤس" ۔۔۔ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے جوزف کی آواز سنائی دی۔

"جوزف! ۔۔۔ میں عمران بول رہا ہوں ۔۔۔ میری ایک مہمان ہیں روزی۔ وہ سیکرٹ سروس کے ممبران سے ملاقات کی خواہشمند ہیں اور میں نے ان سے وعدہ کر لیا ہے ۔۔۔ تم ایسا کرو کہ سب ممبران کو کہہ دو کہ وہ میزان کالونی کی کوٹھی نمبر اٹھارہ بلاک اے میں آجائیں ۔۔۔ خود بھی ساتھ ہی آجاؤ ۔۔۔ ذرا گپ شپ ہو جائے گی" ۔۔۔ عمران نے بڑے منت بھرے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹ سروس کے سارے ممبران تو اس وقت دارالحکومت میں موجود نہیں ہیں۔ صرف جوانا اور میں یہاں موجود ہیں ۔۔۔ وہ تو ایک ہفتے بعد آئیں گے" ۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف نے سپاٹ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"چلو فی الحال تم دونوں ہی آجاؤ ۔۔۔ مس روزی سے ملاقات کر کے تمہیں بے حد مسرت ہو گی ۔۔۔ یہ بھی تمہاری ہی پیشہ ور ساتھی ہیں" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"لیکن چیف سے تو بات کرنی پڑے گی" ۔۔۔ دوسری طرف سے جوزف نے قدرے ہچکچاتے ہوئے کہا۔

"ارے یہ کوئی سرکاری ملاقات تو نہیں ہے کہ تم یوں ہچکچا رہے ہو۔ تم آخر سیکنڈ چیف ہو ۔۔۔ آجاؤ میری عزت رہ جائے گی" ۔۔۔ عمران نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ اب آپ کی بات تو نہیں ٹالی جا سکتی۔ پہنچ جاتے

ہیں" ۔۔۔ جوزف نے رضامند ہوتے ہوئے کہا اور عمران نے شکریہ ادا کر کے رسیور رکھ دیا۔

"مس روزی! ۔۔۔ اب باقی تو موجود نہیں ہیں۔ چلو ان سے بعد میں ملاقات ہو جائے گی ۔۔۔ ویسے یہ جوزف اور جوانا ہی مین ممبرز ہیں۔ باقی تو بس نگرانی وگرانی کے کام آتے [illegible] جوزف تو سیکنڈ چیف ہے"۔

عمران نے کہا۔

"چیف کون ہے" ۔۔۔ [illegible] نے پوچھا۔

"وہ پردے میں رہتا ہے۔ صرف جوزف کو ہی معلوم ہے اور وہ اس معاملے میں بے حد سخت آدمی ہے ۔۔۔ کسی کو بتاتا ہی نہیں۔ ویسے سارے احکامات اسی جوزف کے ذریعے ہی ملتے ہیں ۔۔۔ اور میرا تو خیال ہے کہ اس جوزف نے چکر چلا رکھا ہے۔ یہ خود ہی سیکرٹ سروس کا چیف ہے"۔ عمران نے کہا اور روزی کی آنکھوں میں بجلی سی کوندنے لگی۔

"اوہ! بہت بہت شکریہ عمران! ۔۔۔ تم نے میری ایک بہت بڑی خواہش پوری کر دی ۔۔۔ آؤ اب چلیں وہاں کوٹھی میں" ۔۔۔ روزی نے مسرت بھرے لہجے میں کہا اور عمران سر ہلاتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں تو یہاں کھانا کھانے ٹیکسی میں آئی تھی" ۔۔۔ روزی نے گیٹ سے باہر آتے ہوئے کہا۔

"میری کار موجود ہے۔ آیئے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور اسے لے کر پارکنگ کی طرف بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی کار میزان کالونی کی طرف بڑھی جا رہی تھی۔ ڈرائیونگ سیٹ پر عمران تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر روزی بڑی مطمئن اور خوش و خرم بیٹھی ہوئی تھی۔

"یہ جوزف اور جوانا مقامی ہوں گے" ——— روزی نے پوچھا۔

"مقامی ——— ارے نہیں مس روزی ——— ہم مقامی لوگوں میں اتنی صلاحیتیں کہاں ہیں کہ ہم ایسے سخت ترین کام کر سکیں ——— یہ دونوں ہی حبشی ہیں ——— ایک کا تعلق ایکریمیا سے ہے دوسرے کا افریقہ سے ——— اسی طرح باقی لوگ بھی مختلف ملکوں کے شہری [illegible] عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیا ——— کیا کہہ رہے ہو [illegible] کہ غیر ملکیوں کو سیکرٹ سروس کا ممبر بنایا جاتا ہے" ——— روزی [illegible] چونکتے ہوئے کہا۔

"مس روزی! ——— آپ شاید پہلی بار پاکیشیا آئی ہیں ——— آپ کو علم نہیں کہ یہاں تو سارے کام غیر ملکیوں سے کرائے جاتے ہیں ——— یہاں سڑکیں، ڈیم بڑی عمارتیں ——— بڑے کارخانے۔ سب غیر ملکیوں کے ڈیزائن کردہ اور غیر ملکیوں کے تعمیر کردہ ہیں" ——— عمران نے جواب دیا اور روزی نے سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد عمران کی کار میزان کالونی میں داخل ہوئی اور چند لمحوں بعد وہ کوٹھی نمبر اٹھارہ کے پھاٹک کے سامنے کار روک چکا تھا۔

"میں تالا کھولتی ہوں" ——— روزی نے کہا اور نیچے اتر کر پھاٹک کی طرف بڑھ گئی۔ گیٹ پر واقعی تالا پڑا ہوا تھا۔ اس نے تالا کھولا اور پھر دھکیل کر پھاٹک کھول دیا۔ اسی لمحے عمران کی کار کے پیچھے ایک بحری جہاز جتنی لمبی چوڑی بارہ سلنڈر سیاہ رنگ کی کار آ کر ایک جھٹکے سے رکی۔

"یہ جوزف اور جوانا ہیں" ——— عمران نے کھڑکی سے سر باہر نکال کر روزی سے کہا جو بڑی حیرت بھری نظروں سے اس کار اور اس کے اندر بیٹھے ہوئے دیوہیکل حبشیوں کو دیکھ رہی تھی۔

"اوہ ——— اچھا ٹھیک ہے" ——— روزی نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے

کہا اور جلدی سے آ کر دوبارہ کار میں بیٹھ گئی۔ عمران کار اندر لیتا گیا۔ جوانا کی کار بھی اس کے پیچھے ہی اندر آ گئی۔ دونوں کاریں کوٹھی کے بڑے پورچ میں رک گئیں۔ عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا۔ روزی بھی نیچے اتر آئی۔ اسی لمحے جوزف اور جوانا بھی کار سے باہر آ گئے اور ان کی جسامت دیکھ کر روزی کی آنکھوں میں خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

"جوزف! ——— یہ ہیں مس روزی ——— اور مس روزی! ——— یہ جوزف ہیں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف ——— اور یہ سیکرٹ سروس کے ممبر ہیں مسٹر جوانا ——— مس روزی کا تعلق ایکریمیا کی بلیک ایجنسی سے ہے" ——— عمران نے باقاعدہ تعارف کی رسم ادا کرتے ہوئے کہا۔

"بلیک ایجنسی ——— اوہ اچھا" ——— جوانا نے چونک کر کہا اور پھر خاموش ہو گیا۔

"آیئے! ——— اندر بیٹھتے ہیں" ——— روزی نے کہا۔ جوانا کے بلیک ایجنسی کے فقرے پر چونکنے کے بعد اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار نمودار ہو گئے تھے اور عمران مسکرا دیا۔

"آپ لوگ بیٹھیں ——— میں پھاٹک بند کر کے آتا ہوں" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے واپس پھاٹک کی طرف بڑھ گیا۔

"آپ دونوں کو دیکھ کر تو مجھے یہ احساس ہو رہا ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس شاید باکسروں کی ٹیم ہے" ——— روزی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"باکسنگ بھی کر لیتے ہیں ہم، ضرورت پڑنے پر" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا جبکہ جوزف خاموش کھڑا تھا۔ البتہ اس کے منہ میں اس کا مخصوص لولی پوپ موجود تھا جس کی فولادی ڈنڈی ہونٹوں کے ایک

کنارے سے باہر نکلی ہوئی تھی۔

"یہ آپ کے منہ میں کیا ہے" ——— روزی کو شاید پہلی بار اس کا احساس ہوا تھا۔

"لولی پوپ" ——— جوزف نے جواب دیا۔ اب اُسے لولی پوپ منہ میں رکھے ہوئے بات کرنے کی پوری طرح پریکٹس ہو چکی تھی۔

"لولی پوپ ——— کیا مطلب! ——— کیا آپ بچے ہیں" ——— روزی نے حیرت سے آنکھیں پھاڑتے ہوئے کہا۔

"یہ ان کی عادت میں شامل ہے" ——— جوانا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ارے آپ ابھی تک یہیں کھڑے ہیں۔ آیئے" ——— عمران نے پھاٹک بند کر کے واپس آتے ہوئے کہا اور پھر روزی انہیں لے کر ایک بڑے کمرے میں آ گئی جہاں صوفے موجود تھے۔

"مجھے اب تک یقین نہیں آ رہا کہ جس سیکرٹ سروس کی دھوم پوری دنیا میں ہے اس کے آپ ممبرز ہیں" ——— روزی نے صوفے پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کو یقین کیسے آئے گا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اس صورت میں آئے گا کہ جب مسٹر جوزف بتائیں گے کہ انہوں نے ریڈ گارڈ مشن کی فلم کہاں، کب اور کیسے تبدیل کی" ——— روزی نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن مس روزی! ——— یہ تو بزنس سیکرٹ ہے اور کوئی بھی اچھا بزنس مین اپنا سیکرٹ نہیں بتایا کرتا" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

لیکن اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی، اچانک کمرے کی دائیں طرف

کی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ ہٹی اور چار مشین گنوں سے مسلح افراد سامنے آ گئے۔ اسی لمحے دروازے پر بھی ایک لمبا تڑنگا نوجوان نمودار ہو گیا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔

"خبردار! اگر کسی نے حرکت کی ——— روزی! تم ایک طرف ہو جاؤ ——— میں دیکھتا ہوں کہ یہ کیسے نہیں بتاتے" ——— اس نوجوان نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔ اور روزی بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور ان چاروں مسلح افراد کے ساتھ کھڑی ہو گئی۔ اب اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور چمک رہا تھا۔

"کیا یہی ڈان صاحب ہیں تمہارے ساتھی" ——— عمران نے اسی طرح بڑے مطمئن لہجے میں اس نوجوان کی طرف سر کا اشارہ کرتے ہوئے روزی سے پوچھا۔ جوزف اور جوانا بھی اسی طرح مطمئن انداز میں بیٹھے ہوئے تھے۔ ان کے چہروں پر ذرا برابر بھی خوف کے آثار نہ تھے۔

"ہاں! ——— میرا نام ڈان ہے ——— روزی نے واقعی کارنامہ سرانجام دیا ہے کہ نہ صرف تمہیں چکر دے کر یہاں لے آئی ہے بلکہ سیکرٹ سروس کے سیکنڈ چیف اور ممبر کو بھی یہاں لے آنے میں کامیاب ہو گئی ہے۔ ورنہ پہلے مجھے ایک فیصد بھی یقین نہ تھا کہ یہ اپنے مشن میں اس قدر کامیاب رہے گی" ——— ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"یہ عمران تو واقعی احمق ہے ڈان! ——— میں نے ذرا سا اسے پچکارا دیا تو یہ دُم ہلاتا ہوا میرے ساتھ آ گیا ——— تم نے چیک کر لیا کہ اس کے اور ساتھی تو باہر نہیں ہیں" ——— روزی نے کہا۔

"میں نے چیک کر لیا ہے اور کوئی نہیں ہے ——— اور اب ان کی قبریں اسی کوٹھی میں بنیں گی" ——— ڈان نے کہا۔

"اوہ! ۔۔۔ مگر ہم تو خیر سگالی کے جذبے کے تحت یہاں اکٹھے ہوئے تھے ۔۔۔ ویسے مس روزی نے تو مجھے بتایا تھا کہ تم ناراض ہو کر واپس چلے گئے ہو" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"میں مشن مکمل کئے بغیر کیسے واپس جا سکتا تھا علی عمران ب۔۔۔ اور مشن مکمل کرنے کے لئے مجھے تم سے پوچھ گچھ کی ضرورت پڑ گئی۔ چنانچہ روزی نے موجودہ پلان سامنے رکھ دیا ۔۔۔ لیکن میں نے اس کی مخالفت کی کیونکہ مجھے ایک فیصد بھی اس کی کامیابی کا امکان نہ تھا۔ لیکن روزی اڑ گئی تو میں نے اسے اجازت دے دی ۔۔۔ لیکن میں حیران ہوں کہ تم سب تو واقعی احمقوں کا ایک ٹولہ ہو ۔۔۔ سوچے سمجھے بغیر یہاں اس طرح آ گئے ہو، جیسے روزی نے تمہیں دوستانہ دعوت پر بلایا ہو ۔۔۔ میں حیران ہوں کہ آخر کیوں باس تمہاری اس قدر تعریفیں کرتا رہتا ہے اور تمہاری اس قدر شہرت کیوں ہے" ۔۔۔ ڈان نے منہ بناتے ہوئے بڑے حقارت آمیز لہجے میں کہا۔

"اصل بات یہ ہے کہ ہم مشرقی لوگ عورتوں کا بڑا احترام کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ہم نے روزی کا احترام کیا اور یہاں آ گئے ۔۔۔ لیکن تم مجھ سے کیا پوچھنا چاہتے ہو ۔۔۔ اگر تم ریڈ گارڈ کے بارے میں معلوم کرنا چاہتے ہو تو وہ تو سیکرٹ سروس کے چیف کی تحویل میں ہے۔ اس تک تو ہم میں سے کسی کی پہنچ نہیں ہو سکتی" ۔۔۔ عمران نے کہا۔

"وہ بعد کی بات ہے ۔۔۔ تم مجھے صرف اتنا بتا دو کہ اصل ڈاکٹر ہاشم آجکل کونسی لیبارٹری میں کام کر رہا ہے ۔۔۔ مجھے معلوم ہوا ہے کہ صرف سیکرٹ سروس کو ہی علم ہوتا ہے کہ اصل ڈاکٹر ہاشم کہاں ہے جبکہ اس

کے ہمشکل بیک وقت کئی لیبارٹریوں میں موجود رہتے ہیں" ۔۔۔ ڈان نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"اوہ! بس اتنی بات کے لئے تم نے اس قدر محنت کی ۔۔۔ یہ کونسا مشکل کام تھا۔ مس روزی ہی پوچھ لیتی تو میں بتا دیتا۔ بلکہ اگر یہ کہتیں تو میں فون پر ان سے بات بھی کرا دیتا ۔۔۔ لیکن تم نے ڈاکٹر ہاشم سے کیا لینا۔ کیا کوئی سائنسی پرابلم ہے" ۔۔۔ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"میں نے اُسے گولی سے اڑانا ہے" ۔۔۔ ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا تم دونوں واقعی بلیک ایجنسی کے ایجنٹ ہو" ۔۔۔ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"کیوں ۔۔۔ تم کیوں پوچھ رہے ہو" ۔۔۔ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اس لئے مسٹر ڈان ۔۔۔ یا جو بھی تمہارا نام ہو ۔۔۔ کوئی بھی سیکرٹ ایجنٹ اس طرح کے احمقانہ اقدام نہیں کرتا، جس طرح تم دونوں کر رہے ہو ۔۔۔ اور اگر تم دونوں واقعی بلیک ایجنسی سے متعلق ہو تو پھر مجھے اجازت دو کہ میں پہلے ایکریمیا کے اعلیٰ حکام کے ذہنوں پر فاتحہ خوانی کر لوں جنہوں نے تم جیسے احمقوں کو سیکرٹ ایجنٹ بنا کر اس پیشے کی ہی توہین کرنے کی کوشش کی ہے" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تو تم ہمیں سیکرٹ ایجنٹ ہی نہیں مان رہے ۔۔۔ بہت خوب"۔ ڈان نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

"تو کیا تم واقعی سیکرٹ ایجنٹ ہو" ۔۔۔ عمران نے پوچھا۔

"مس روزی! ۔۔۔ اب بولو کیا کریں ۔۔۔ یہ تو ہمیں سرے سے ایجنٹ

ہی تسلیم نہیں کر رہا" ——— ڈان نے ان چار مسلح افراد کے ساتھ کھڑی ہوئی روزی سے مخاطب ہو کر کہا۔

"میرا خیال ہے کہ ہمیں مشن چھوڑ کر واپس چلا جانا چاہیئے ——— باس سے معذرت کر لیں گے" ——— روزی نے کہا۔

"ہاں ——— واقعی اب تو یہی ہو سکتا ہے ——— کیا خیال ہے مسٹر عمران! چلے جائیں واپس" ——— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے اتنی جلدی کی بھی کیا ضرورت ہے ——— اب یہاں آئے ہی ہو تو کچھ دن مجھے بھی شرف میزبانی بخش دو" ——— عمران نے جواب دیا۔

"نہیں ڈان! ——— اب ہمارا یہاں رُکنا ہی فضول ہے۔ جہاں آدمی کی حیثیت ہی تسلیم نہ ہو رہی ہو، وہاں رُک کر سوائے شرمندگی کے اور کیا ہو سکتا ہے" ——— روزی نے کہا۔

"او۔کے ——— جیسے تم کہو" ——— ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے دروازے کے باہر چھلانگ لگا دی اور اسی لمحے سرر کی آواز دوسری طرف سے بھی سنائی دی اور عمران، جوزف اور جوانا تینوں یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ روزی اور وہ چاروں افراد بھی اس دیوار کے پیچھے غائب ہو چکے تھے۔

"یہ کیا ہو رہا ہے ماسٹر" ——— جوانا کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"سٹیج ڈرامہ" ——— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صوفے سے اٹھ کر دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ جوزف اور جوانا بھی اس کے پیچھے ہی باہر آ گئے اور پھر تھوڑی دیر بعد جوزف اور جوانا دونوں نے اس کوٹھی کا چپہ چپہ چھان مارا لیکن وہاں نہ ڈان تھا، نہ روزی اور نہ ہی وہ مسلح افراد ———

س پورچ میں عمران اور جوانا کی کاریں موجود تھیں۔ پھاٹک بھی اندر سے بند تھا۔ یوں لگتا تھا جیسے انہیں زمین نگل گئی ہو یا آسمان کھا گیا ہو۔

"کم از کم چائے تو پلوا دیتی ——— سُوکھے منہ ہی ٹرخا دیا" ——— عمران نے اپنی کار کی طرف بڑھتے ہوئے کہا اور تھوڑی دیر بعد دونوں کاریں اس کوٹھی سے نکل کر رانا ہاؤس کی طرف بڑھی جا رہی تھیں لیکن عمران کا ذہن واقعی قلابازیاں کھا رہا تھا۔ اس نے کار کے اندر بیٹھنے سے پہلے ڈیش بورڈ میں موجود جدید ترین گائیگر سے پہلے دونوں کاروں کو اچھی طرح چیک کر لیا تھا۔ لیکن کاروں میں کسی قسم کا کوئی ڈکٹافون یا اس قبیل کی کوئی اور چیز موجود نہ تھی اور اب حقیقت میں اسے اس سارے ڈرامے پر حیرت ہو رہی تھی۔ پہلے پہلے تو اس نے یہی سمجھا تھا کہ روزی اس کو چکر دے کر اس سے سیکرٹ سروس کے ممبران کا اتہ پتہ پوچھنا چاہتی ہے۔ پھر جب ڈان اور اس کے ساتھی نمودار ہوئے تو عمران یہ سمجھا کہ اس طرح وہ انہیں ٹریپ کر کے اس سے پوچھ گچھ کرنا چاہتے ہیں لیکن جب ڈان نے احمقوں کی سی باتیں کرنا شروع کر دیں تو عمران کو ایک اور شک پڑ گیا کہ یہ روزی اور ڈان اصل نہیں ہیں اور یہ کھیل کسی خاص مقصد کے لئے کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن جب کاروں کی چیکنگ کے باوجود کوئی بات سامنے نہ آئی تو حقیقت میں عمران کا ذہن چکرا گیا اور اب اُسے واقعی اس سارے کھیل یا ڈرامے کا کوئی سر پیر ہی سمجھ نہ آ رہا تھا لیکن اس کی چھٹی حس بار بار سائرن بجا رہی تھی کہ کچھ نہ کچھ ہوا ضرور ہے۔ اس بظاہر احمقانہ ڈرامے کے پیچھے کوئی گہرا مقصد ہے لیکن وہ کیا مقصد ہو سکتا ہے، یہی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ، جوزف اور جوانا سمیت رانا ہاؤس پہنچ گیا۔ جوزف نے اس کی کوڈ گفتگو سمجھتے ہوئے بڑے خولصورت انداز میں سچولیشن کو ڈیل کیا تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ اب خود اس سے یہ سچولیشن ڈیل نہ ہو رہی تھی۔ اور ابھی اُسے رانا ہاؤس پہنچے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی۔

"رانا ہاؤس" ——— جوزف نے آگے بڑھ کر رسیور اٹھاتے ہوئے کہا۔

"عمران سے بات کراؤ جوزف" ——— دوسری طرف سے روزی کی مسکراتی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر جوزف سے رسیور لے لیا۔

"مس روزی! ——— آپ سے اتنی بے مروتی کی اُمید نہ تھی۔ دعوت نہ کھلاتیں، کم از کم گھر آئے مہمانوں کو ایک کپ چائے تو پلا دیتیں" ——— عمران نے رسیور لے کر مصنوعی غصے کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور دوسری طرف سے روزی کے مترنم قہقہے سے رسیور گونج اٹھا۔

"سوری علی عمران! ——— اس وقت ہمیں واپسی کی جلدی تھی بہرحال دعوت اُدھار رہی۔ ویسے میں نے تمہارا شکریہ ادا کرنے کے لئے فون کیا ہے کہ تم نے ہماری ایک بہت بڑی مشکل حل کر دی ہے۔ ورنہ ہم پوری رات سر پٹختے رہے تھے کہ اس مشکل کو کیسے حل کیا جائے ——— تم اس ساری صورت حال پر حیران تو ہو گے ——— چلو میں تمہاری حیرت دُور کر دوں ——— ڈان اور میں واقعی ایک اہم مشن پر کام کر رہے ہیں۔ لیکن اس مشن کی تکمیل کے دوران ہمیں معلوم ہوا کہ مشن اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک علی عمران کی اصل آواز میں مخصوص الفاظ کا ہولوکن

ریکارڈ نہ تیار کیا جائے ——— ہولوکن ریکارڈ کے متعلق اگر تم نہ جانتے ہو تو مختصر طور پر بتا دوں کہ جدید ترین کمپیوٹر مشینری کے ذریعے آواز کی صوتی لہروں کو سائنسی طور پر ایک ریکارڈ میں اس طرح جذب کیا جاتا ہے کہ اس ریکارڈ کی مدد سے ایک مخصوص ڈیفنس سرکٹ کو اوپن کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ تمہیں آخر کس طرح ہولوکن ریکارڈر کے قریب لے جایا جائے اور پھر تم خصوصی باتیں بھی عام لہجے میں کرو کہ اس سے ہماری مرضی کا ہولوکن ریکارڈ تیار ہو جائے ——— اس پر میں نے ڈان کے سامنے یہ پلان رکھا۔ پہلے تو ڈان مانتا نہ تھا لیکن پھر میرے اصرار پر وہ مان گیا ——— جس کمرے میں تم اپنے ان دو حبشی ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس کمرے کے نیچے تہہ خانے میں ہم نے ہولوکن ریکارڈر آن کر رکھا تھا ——— یہ ریکارڈر چونکہ خاصی جگہ گھیرتا ہے اس لئے ہم اسے سامنے نہ لا سکتے تھے۔ چنانچہ تم سے خصوصی گفتگو ہوتی رہی اور ہولوکن ریکارڈ تیار ہوتا گیا ——— جب ریکارڈر نے تکمیل کا خصوصی کاشن دیا تو ہم فوری طور پر ان تہہ خانوں میں منتقل ہو گئے اور تمہاری کاریں جب باہر نکل گئیں تو ہم بھی اس ریکارڈر سمیت وہاں سے شفٹ ہو گئے ——— اب تم سوچ رہے ہو گے کہ آخر ہم نے تمہیں وہاں ہلاک کیوں نہیں کیا۔ تو اس کی بھی خاص وجہ تھی کہ فائرنگ کی آوازیں تیار شدہ ہولوکن ریکارڈ کو ضائع کر دیتیں ——— بہرحال یہ ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ ایسا تو کسی بھی وقت ہو سکتا ہے ——— اور یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری فائل میں جوزف اور جوانا کے متعلق بھی اندراجات موجود تھے کہ یہ دونوں کون ہیں اس لئے تم یہ نہ سمجھنا کہ ہم واقعی انہیں سیکرٹ سروس کے ممبر سمجھتے رہیں گے۔ اب

ہمارا مشن تقریباً تکمیل کے قریب ہے اس لئے اب آئندہ ملاقات اس مشن کی تکمیل کے بعد ہی ہو گی۔ تب تک کے لئے اجازت ـــــ ویسے میں یہ بھی بتا دوں کہ تم واقعی مجھے اچھے لگے ہو“ ـــــ روزی نے ہنستے ہوئے کہا۔

” واہ !ـــ بس یہی آخری فقرہ ہی تم نے کام کا کہا ہے مس روزی ! ویسے میں تمہارا بے حد مشکور ہوں کہ تم نے پیچیدہ قسم کی سائنسی اصطلاحات استعمال کر کے کم از کم میری حیرت تو دور کر دی ہے ـــــ اگر میری آواز سے تمہارا کوئی مسئلہ حل ہو جاتا ہے تو یہ واقعی میرے لئے انتہائی خوش نصیبی کی بات ہو گی ـــ میں تمہارے مشن کی تکمیل کے لئے دعا کرتا رہوں گا ـــ ڈان کو میرا سلام دے دینا۔ اور ـــــ“ عمران نے ابھی بات مکمل نہ کی تھی کہ دوسری طرف سے رسیور رکھ دیا گیا اور عمران نے منہ بناتے ہوئے ہاتھ بڑھا کر کریڈل دبا دیا۔ اب اس کے چہرے پر اطمینان کے آثار موجود تھے کیونکہ اس حیرت انگیز ڈرامے کی اصل وجہ سامنے آ گئی تھی اور وہ سوچ رہا تھا کہ مس روزی واقعی اس کی توقع سے کہیں زیادہ ذہین عورت ثابت ہوئی ہے۔ اس نے تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

” یس “ ـــ چند لمحوں بعد ایک نامانوس سی آواز سنائی دی۔

” سر داور سے بات کرائیں ـــ میں علی عمران بول رہا ہوں“ ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

” اوہ یس سر ـــ ہولڈ آن کیجئے “ ـــــ دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور پھر چند لمحوں بعد سر داور کی مخصوص آواز رسیور پر سنائی دی۔

” داور بول رہا ہوں عمران بیٹے !ـــ خیریت “ ـــــ سر داور کے لہجے میں حیرت کی جھلکیاں موجود تھیں۔

” سر داور !ـــ سپیشل لیبارٹری کے سیکنڈ وے میں ٹی۔ ایف ڈیفنس سرکٹ نصب کیا گیا تھا ـــــ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ اس کی تفصیلات کا کس کس کو علم ہے “ ـــــ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔

” اوہ !ـــ کیوں۔ خیریت “ ـــــ سر داور نے چونک کر پوچھا۔

” ہاں !ـــ ایک اہم پرابلم سامنے آیا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں“ عمران نے جواب دیا۔

” اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔ اس کا علم سوائے میرے، تمہارے اور ڈاکٹر ہاشم کے اور کسی فرد کو نہیں ہے ـــ تم جانتے تو ہو“ ـــــ سر داور نے جواب دیا۔

” اس کی آپ نے لازماً کوئی فائل بھی بنائی ہو گی “ ـــــ عمران نے چند لمحے رک کر پوچھا۔

” ہاں !ـــ بنائی تو ہے اور وہ میرے ذاتی ریکارڈ روم میں ہے ۔ لیکن کیا بات ہے ـــــ تم کیوں پوچھ رہے ہو“ ـــــ سر داور کے لہجے میں اب قدرے غصہ ظاہر ہو گیا تھا۔

” سر داور !ـــ ایکریمیا کے چند خصوصی ایجنٹ شاید ڈاکٹر ہاشم کے خلاف کسی مشن میں مصروف ہیں اور مجھے اطلاع ملی ہے کہ انہیں اس ڈیفنس سرکٹ کی تفصیلات کا علم ہو گیا ہے۔ اس لئے پوچھ رہا ہوں۔ آپ ذرا اس فائل کو چیک کریں کہ کیا وہ موجود ہے “ ـــــ عمران نے کہا۔

” اوہ !ـــ یہ کیسے ہو سکتا ہے ـــــ اس کے بارے میں تو کسی چوتھے آدمی کو علم ہو نہیں سکتا ـــــ ویسے میں چیک کر لیتا ہوں۔ ہولڈ کرو“ دوسری طرف سے سر داور کی حیرت سے پُر آواز سنائی دی اور اس کے

ساتھ ہی لائن خاموش ہوگئی۔ عمران کے ہونٹ بھینچ گئے اور پیشانی پر شکنیں نمودار ہوگئیں۔

"ہیلو عمران بیٹے! ۔۔۔ فائل موجود ہے"۔۔۔ چند لمحوں بعد ہی سرداور کی آواز سنائی دی۔

"فائل موجود ہے ۔۔۔ اچھا یہ بتائیں کہ یہ سرکٹ آپ نے کس کے ذریعے منگوایا تھا ۔۔۔ آیا تو یہ ایکریمیا سے تھا شاید"۔۔۔ عمران نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"ہاں! ۔۔۔ ظاہر ہے۔ یہاں تو تیار نہیں ہوتا ۔۔۔ اور خصوصی آرڈر پر تیار کرایا گیا تھا ۔۔۔ ایک منٹ ٹھہرو۔ میں فائل یہیں لے آتا ہوں"۔ سرداور نے کہا اور ایک بار پھر لائن پر خاموشی چھا گئی۔

"عمران بیٹے! ۔۔۔ فائل کے مطابق یہ سرکٹ مورسن کمپنی کے ذریعے امپورٹ کیا گیا ہے ۔۔۔ مورسن کمپنی ایسے ہی سائنسی آلات امپورٹ کرنے کا کام کرتی ہے اور انتہائی بااعتماد کمپنی ہے۔ خاصے طویل عرصے سے ہمارے ساتھ کام کر رہی ہے"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اس کا دفتر کہاں ہے"۔۔۔؟ عمران نے پوچھا۔

"اس کا دفتر قاسم روڈ پر ہے مورسن پلازہ میں ۔۔۔ لیکن مسئلہ کیا ہے۔ کچھ تفصیل تو بتاؤ ۔۔۔ تم نے تو مجھے پریشان کر دیا ہے"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"بتایا تو ہے سرداور! ۔۔۔ کہ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اس سرکٹ کی تفصیلات ایکریمین ایجنٹوں تک پہنچی ہیں ۔۔۔ اور انہیں یہ بھی علم ہے کہ اس سرکٹ کا اوپن کوڈ میری آواز میں تیار کیا گیا ہے۔ حالانکہ

یہ بات میرے خیال میں میرے۔ آپ اور ڈاکٹر ہاشم کے علاوہ اور کسی کو نہیں معلوم"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"بالکل ٹھیک خیال ہے ۔۔۔ تم نے خود ہی تو یہ تجویز پیش کی تھی کہ اس کا اوپن سرکٹ تمہاری آواز میں سیٹ کیا جائے۔ اس طرح یہ ہر لحاظ سے محفوظ ہو جائے گی ۔۔۔ اور مجھے اور ڈاکٹر ہاشم کو تمہاری یہ تجویز پسند آئی تھی"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"اس کے باوجود ان ایجنٹوں کو اس کا علم ہوگیا ہے ۔۔۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کی تنصیب کے دوران ایکریمیا کا کوئی سائنسدان تو ساتھ نہ آیا تھا۔ کیونکہ تنصیب میرے سامنے نہ ہوئی تھی"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"نہیں ۔۔۔ تنصیب میں نے اور ڈاکٹر ہاشم نے خود ہی کی تھی۔ اگر ہم کسی اور کو ساتھ شامل کرتے تو پھر یہ راز ہی نہ رہتا ۔۔۔ اوہ ٹھہرو۔ مجھے یاد آ رہا ہے کہ اس تنصیب کے دوران اس کا ایک اہم پرزہ ٹوٹ گیا تھا اور ہمیں یہ پرزہ خصوصی آرڈر کے تحت منگوانا پڑا تھا اور اس پرزے کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے مورسن کمپنی نے ایکریمیا سے خصوصی طور پر کسی کو بلوایا تھا۔ اس نے یہ سرکٹ دیکھا تھا اور ضروری تفصیلات مجھ سے معلوم کی تھیں اور پھر واپس جا کر اس نے وہ پرزہ مورسن کمپنی کے ذریعے بھجوا دیا تھا ۔۔۔ لیکن اسے یہ تو معلوم نہ ہو سکتا تھا کہ یہ اوپن کوڈ کس کی آواز میں ہے۔ کیونکہ بہرحال تم تو اس کے لئے اجنبی تھے"۔۔۔ سرداور نے کہا۔

"آپ نے اسے کوڈ سنوایا تھا"۔۔۔؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"ہاں! ۔۔۔ اس پرزے کو خصوصی طور پر بنانے کے لئے یہ ضروری تھا۔

ورنہ سارا سرکٹ ہی بے کار ہو جاتا اور نیا سرکٹ بھی منگوانا پڑتا اور اسے تنصیب کرنے اور اوپن کوڈ ریکارڈ کرنے کے لئے ساری محنت دوبارہ کرنی پڑتی" ——— سرداور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"لیکن آپ نے مجھے تو اس وقت اس بات سے آگاہ نہ کیا تھا" ——— عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"میرے خیال میں تو اس کی ضرورت ہی نہ تھی" ——— سرداور نے کہا۔

"اچھا ——— بہرحال اب آپ فوری طور پر ایک کام کریں کہ ڈاکٹر ہاشم کو کہہ کر سیکنڈ وے کو ٹوٹل بلاک کرا دیں۔ کیونکہ ان ایجنٹوں نے اس سیکنڈ وے کو استعمال کرنے کا پلان بنایا ہے۔ اس لئے جب تک میں انہیں گرفتار نہ کر لوں، یہ وے مکمل طور پر بلاک رہنا چاہیے" ——— عمران نے کہا۔

"اوہ! ——— لیکن یہ ایجنٹ کیسے اسے استعمال کر سکتے ہیں عمران! ——— جب تک تمہاری آواز میں خصوصی اوپن کوڈ اسے فیڈ نہ کیا جائے اور یہ کوڈ صرف میرے پاس ہے اور کسی اور کے پاس ہے ہی نہیں اور نہ ہو سکتا ہے ——— مجھے بھی کبھی کبھار ہی اسے استعمال کرنے کا موقع ملتا ہے۔ جب کسی اہم ترین سائنسی کام کے لئے مجھے خود ڈاکٹر ہاشم کے پاس جانا پڑتا ہے" ——— سرداور نے کہا۔

"آپ کی اطلاع کے لئے بتا دوں کہ ان ایجنٹوں نے میری آواز میں ہولوکن ریکارڈ تیار کر لیا ہے اور اس ہولوکن ریکارڈ میں انہوں نے وہ سارا کوڈ شامل کر لیا ہے جسے آپ نے اوپن کوڈ بنایا تھا۔ اس لئے اب وہ بڑے اطمینان سے اوپن کوڈ سرکٹ میں فیڈ کر کے ڈاکٹر ہاشم کے سر پر پہنچ جائیں گے" ——— عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ ——— اوہ ——— ویری بیڈ ——— یہ تو انتہائی خطرناک ہے ——— ٹھیک ہے۔ میں ابھی جا کر اسے خود بلاک کراتا ہوں لیکن تم ایسے خطرناک ایجنٹوں کو فوری گرفتار کر لو کیونکہ آج کل ڈاکٹر ہاشم جس پراجیکٹ پر کام کر رہے ہیں، وہ ملک کے لئے انتہائی اہم ہے اور کل ہی ان کا فون آیا تھا کہ انہیں جلد ہی میری ضرورت پڑے گی ——— سیکنڈ وے بلاک ہو جانے کے بعد میں ان کے پاس نہ جا سکوں گا" ——— سرداور نے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں۔ زیادہ سے زیادہ ایک ہفتے بعد آپ ڈاکٹر ہاشم سے گپ شپ کر رہے ہوں گے ——— خدا حافظ" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ریسیور رکھ کر وہ کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اب قدرے اطمینان کے آثار نمایاں تھے۔

"جوزف! ——— میں جا رہا ہوں اور میرے جانے کے بعد تم نے رانا ہاؤس کا مکمل حفاظتی نظام آن کر دینا ہے" ——— عمران نے جوزف سے کہا اور جوزف کے سر ہلانے پر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا پورچ میں کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔

ڈان اور روزی دونوں ایک چھوٹے سے کمرے میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے۔ ڈان کے جسم پر سیاہ رنگ کا چست لباس تھا اور ایک سیاہ رنگ کا کمر پر لادنے والا تھیلا اس نے اپنی کرسی کے ساتھ فرش پر رکھا ہوا تھا۔ وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی میں اس طرح وقت دیکھ رہا تھا جیسے اُسے کسی کا شدت سے انتظار ہو۔

"اب تک تو ڈاکٹر جیف کی طرف سے اطلاع آجانی چاہیئے تھی"۔ ڈان نے بے چین سے لہجے میں کہا۔

"یہ اتنا آسان کام تو نہیں ہے ڈان! ـــ آخر اس کام میں وقت تو لگے گا ـــ لیکن اب پریشان ہونے کی کیا ضرورت ہے۔ سارا کام تو پہلے سے ہی مکمل ہو گا ـــ تم نے تو صرف وہاں جانا ہے اور ریوالور کا چیمبر ڈاکٹر ہاشم کی کھوپڑی میں خالی کر کے واپس آجانا ہے" ـــ روزی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"ہاں واقعی روزی! ـــ بات تو ایسی ہی ہے ـــ ویسے اگر ہمیں راجر کی طرف سے ڈاکٹر جیف کی ٹپ نہ ملتی تو پھر ڈاکٹر ہاشم تک پہنچنا واقعی ایک ناممکن بات تھی" ـــ ڈان نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"لیکن خالی ٹپ سے کیا ہوتا ہے ڈان! ـــ تم نے دیکھا نہیں کہ میں نے کس قدر جامع پلاننگ کی کہ اب تمہارے راستے کی تمام دیواریں دُور ہو چکی ہیں اور تم اس قدر اہم مشن کو مکمل کرنے کے لیے اس طرح تیار بیٹھے ہو جیسے تم نے جا کر کسی گیدڑ کو توپ سے شکار کرنا ہو" ـــ روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"واقعی تمہاری ذہانت کا جواب نہیں روزی! ـــ تمہارا ذہن ایسے ایسے خوبصورت پلان بناتا ہے کہ بعض اوقات میں سوچتا ہوں کہ اگر تم میری ساتھی نہ ہوتی تو میں اکیلا کیا کرتا" ـــ ڈان نے انتہائی پُرخلوص لہجے میں کہا۔

"نہیں ڈان! ـــ اگر میں ذہانت استعمال کرتی ہوں تو تم بھی اپنی بے پناہ صلاحیتوں سے اس پلان میں رنگ بھر دیتے ہو ـــ میری خالی ذہانت سے بھی مشن مکمل نہیں ہو سکتا" ـــ روزی نے کہا اور ڈان بھی مسکرا دیا۔

اسی لمحے میز پر رکھے ہوئے ٹرانسمیٹر سے تیز سیٹی کی آواز نکلی اور ساتھ ہی اس پر لگا ہوا چھوٹا سا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگ گیا۔

"ڈاکٹر جیف کی کال آگئی" ـــ ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور روزی کے چہرے پر بھی کامیابی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو — ڈاکٹر جیف کالنگ۔ اوور" — ایک تیز اور چیختی ہوئی مردانہ آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔

"یس — ڈان اٹنڈنگ یو — کال او۔ کے ہے ناں۔ اوور" — ڈان نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"سر۔ بیڈ نیوز ہے آپ کے لئے — سیکنڈ وے کو اچانک مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے۔ اوور" — دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈان اور روزی اس طرح اچھلے جیسے ان کے پیروں تلے طاقتور بم پھٹ پڑے ہوں۔

"کیا — کیا کہہ رہے ہو — کیا تم ہوش میں ہو۔ اوور" — ڈان نے بُری طرح چیختے ہوئے کہا۔

"سر — میں درست کہہ رہا ہوں — میں نے تمام لائننگ ایڈجسٹ کر لی تھیں۔ لیکن جب میں سیکنڈ وے کی انٹرنس پر پہنچا تاکہ آج کا سپیشل انٹرنس کوڈ معلوم کر کے آپ کو کال کروں اور آپ مشن مکمل کر سکیں لیکن وہاں جا کر معلوم ہوا کہ آج دوپہر کو ہی سیکنڈ وے کو مکمل طور پر بلاک کر دیا گیا ہے اور ایسا ڈاکٹر ہاشم کے خصوصی آرڈرز پر ہوا ہے — چنانچہ مجھے واپس آنا پڑا اور اب میں آپ کو کال کر رہا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم تھا کہ آپ میری کال کے منتظر ہوں گے۔ اوور" — ڈاکٹر جیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"کس طرح بلاک کیا گیا ہے — ؟ کیا یہ بلاک توڑا نہیں جا سکتا۔ اوور" — ڈان نے بُری طرح دانت پیستے ہوئے انداز میں کہا۔

"سوری سر — یہ ریڈ لائن بلاکنگ ہے۔ اسے تو ایٹم بم سے بھی نہیں توڑا جا سکتا۔ اوور" — ڈاکٹر جیف نے جواب دیا۔

"اوہ! — ویری بیڈ — اس کا مطلب ہے کہ اب تک کی تمام محنت پر پانی پھر گیا — اب مشن کس طرح مکمل ہو گا۔ اوور" — ڈان نے انتہائی مایوسانہ لہجے میں کہا۔

"میں پوری کوشش کروں گا سر — کوئی نہ کوئی حل نکل ہی آئے گا۔ اوور" — ڈاکٹر جیف نے کہا اور ڈان نے — "اوور اینڈ آل" — کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اس کا چہرہ مایوسی کی وجہ سے بری طرح لٹک گیا تھا۔ روزی کی آنکھیں بھی بجھی بجھی ہوئی تھیں۔

"یہ سب کچھ کیسے ہو گیا — کیوں بلاک کیا گیا ہے اسے" — ؟ روزی نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ضرور انہیں ہمارے مشن کی اطلاع مل گئی ہے۔ ورنہ آج تک تو اسے بلاک نہیں کیا گیا — اب عین موقع پر کیوں بلاک کر دیا گیا ہے"۔ ڈان نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"لیکن کس طرح اطلاع ملی ہو گی — ایسا تو ممکن ہی نہیں" — روزی نے سوچنے کے سے انداز میں کہا۔

"اوہ — اوہ روزی! — کہیں یہ حرکت عمران کی نہ ہو — تم نے اس سے ہولوکن ریکارڈ اور ڈیفنس سرکٹ کی بات تو کی تھی" — یکلخت ڈان نے اچھل کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

"احمق ہو گئے ہو تم — ہولوکن ریکارڈ کے بارے میں تو اچھے اچھے سائنسدانوں کو علم نہیں ہے۔ اس احمق کو کیسے علم ہو سکتا ہے — اگر چیف ہماری مدد نہ کرتا تو ہمیں بھی علم نہ ہوتا" — روزی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"روزی! ——— مجھے یقین ہے کہ اس احمق کو اس کا علم تھا ——— تم سوچو کہ آخر انہوں نے اوپن کوڈ اس عمران کی آواز میں کیوں ریکارڈ کیا تھا ——— وہ کسی سائنسدان کی آواز میں بھی ریکارڈ کر سکتے تھے اور جب انہوں نے اس عمران کی آواز میں اسے ریکارڈ کیا تو لازماً انہوں نے اس کی تفصیل بھی عمران کو بتائی ہوگی" ——— ڈان نے کہا۔

"میرے خیال میں اس خبر نے تمہاری عقل بھی ماؤف کر دی ہے ——— ہولوکن ریکارڈ ڈیکسر مختلف چیز ہے اور سرکٹ کا اوپن کوڈ ریکارڈ ڈیکسر مختلف چیز ہے ——— اور پھر میں نے تو اُسے سرکٹ کا کوڈ نہیں بتایا ——— صرف ڈیفنس سرکٹ کہہ دیا تھا۔ اس سے وہ کیا سمجھ سکتا ہے" ———؟ روزی نے کہا۔

"اوہ! ——— پھر یقیناً یہی بات ہوگی ——— بالکل ایسا ہی ہوا ہوگا" ——— ڈان نے یکلخت مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

"کیا ہوا ہوگا" ———؟ روزی نے چونک کر پوچھا۔

"ڈاکٹر جیف نے ہمیں بتایا تھا کہ اس کا علم صرف دو افراد کو ہے۔ ڈاکٹر ہاشم اور ڈاکٹر داور ——— اور اس سرکٹ کی تنصیب بھی ان دونوں ڈاکٹروں نے اکیلے خود کی ہے ——— یہ تو اس پرزے کی ڈیمانڈ کی وجہ سے خصوصی آدمی ایکریمیا سے انہیں منگوانا پڑا جو ڈاکٹر جیف کا دوست تھا اور اسی کی سفارش پر آیا تھا اور اس سے اس نے رپورٹ کی ایک کاپی بھی لے لی تھی۔ اس طرح ڈاکٹر جیف کو اس خصوصی کوڈ کا علم ہو گیا ——— لیکن ڈاکٹر جیف کو چونکہ یہ علم ہی نہ تھا کہ یہ آواز کس کی ہے اس لئے وہ اسے استعمال ہی نہ کر سکا ——— لیکن جب اس نے اس کا ذکر ہم سے کیا اور

تم نے اس ریکارڈ کی بیس سنی تو تم نے عمران کی آواز پہچان لی۔ پھر ڈاکٹر جیف نے ہولوکن ریکارڈر کے ذریعے اسے تیار کرنے کا منصوبہ بنایا اور تمہاری ذہانت کی وجہ سے کام ہو گیا" ——— ڈان نے تیز تیز لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کا تو مجھے بھی علم ہے ——— تم وہ بات کرو جو کہنا چاہتے تھے" ——— روزی نے کہا۔

"عمران کی آواز میں ریکارڈ تیار ہونے کا مطلب ہے کہ عمران کا گہرا تعلق یا تو براہ راست ڈاکٹر ہاشم سے ہے ——— یا پھر اس ڈاکٹر داور سے۔ اور تم نے جب ان سائنسی اصطلاحات کا ذکر کیا تو لازماً عمران نے ان دونوں میں سے کسی سے رابطہ کر کے ان سے بات کی ہوگی اور ظاہر ہے وہ سائنسدان ہیں فوراً ہی ساری بات سمجھ گئے ہوں اس لئے انہوں نے فوری طور پر اس وے کو ہی بلاک کر دیا" ——— ڈان نے کہا اور روزی کے ہونٹ بھینچ گئے۔

"تمہاری بات درست ہے ——— واقعی مجھ سے حماقت ہو گئی ہے۔ میں نے تو صرف رعب جمانے کے لئے اس سے یہ باتیں کی تھیں۔ مجھے اس بات کا خیال بھی نہ آیا تھا کہ وہ کسی سائنسدان سے یہ باتیں کر کے ہماری ساری محنت ضائع کرا دے گا" ——— روزی نے کہا اور ڈان دوبارہ دھم سے کرسی پر بیٹھا اور اس نے دونوں ہاتھوں سے اپنا سر تھام لیا۔

"اس قدر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ڈان! ——— اگر ایک راستہ بند ہوا ہے تو کوئی بات نہیں ——— کوئی اور راستہ سامنے آجائے گا" ——— روزی نے کہا۔

"کاش! ——— آجائے۔ ورنہ مجھے تو یہ مشن بھی ناکام ہوتا نظر آ رہا ہے۔

اس ملک کی آب و ہوا نجانے کس قسم کی ہے۔ یہاں ہر قدم پر ناکامی کا منہ دیکھنا پڑ رہا ہے"۔۔۔ ڈان نے انتہائی مایوس لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جیف سے کال ملاؤ۔۔۔ میں اس سے ایک بات پوچھنا چاہتی ہوں"۔۔۔ روزی نے چند لمحے خاموش بیٹھے رہنے کے بعد اچانک چونک کر کہا۔

"اب پوچھنے کے لئے کیا رہ گیا ہے"۔۔۔ ڈان نے کہا۔

"تم کال تو ملاؤ"۔۔۔ روزی نے کہا تو ڈان نے ہاتھ بڑھا کر ڈاکٹر جیف کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنا شروع کر دی۔ فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنے کے بعد اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ ٹرانسمیٹر کا بلب تیزی سے جلنے بجھنے لگا۔

"ہیلو ہیلو۔۔۔ ڈان کالنگ ڈاکٹر جیف۔ اوور"۔۔۔ ڈان نے بار بار فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس۔۔۔ ڈاکٹر جیف اٹنڈنگ۔ اوور"۔۔۔ چند لمحوں بعد جیف کی آواز ٹرانسمیٹر سے نکلی۔

"ڈاکٹر جیف!۔۔۔ مادام روزی سے بات کرو۔ اوور"۔۔۔ ڈان نے کہا

"یس سر۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر جیف نے کہا۔

"ڈاکٹر جیف!۔۔۔ تم نے لیبارٹری کے حفاظتی نظام کو ڈسکس کرتے وقت کہا تھا کہ ان حفاظتی انتظامات سے ڈاکٹر ہاشم کے علاوہ صرف ڈاکٹر داور واقف ہیں۔ کیونکہ ان کے مشورے سے ہی یہ فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں۔۔۔ یہ ڈاکٹر داور کون ہیں۔ اوور"۔۔۔ روزی نے کہا۔

"ڈاکٹر سر داور پاکیشیا کے عظیم ترین سائنسدانوں میں سے ایک ہیں مادام

اور ایک خصوصی لیبارٹری کے انچارج ہیں۔۔۔ اسے کوڈ میں زیرو لیبارٹری کہا جاتا ہے۔ اوور"۔۔۔ ڈاکٹر جیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا کوئی ایسا طریقہ ہے کہ اس ڈاکٹر داور کو اغوا کیا جا سکے۔ اوور"۔۔۔ مادام روزی نے کہا۔

"ڈاکٹر داور کا اغوا۔۔۔ اوہ! آپ کھل کر بات کریں۔ آپ کیا کرنا چاہتی ہیں۔ اوور"۔۔۔ دوسری طرف سے ڈاکٹر جیف نے چونک کر کہا۔

"میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے کہ اگر ہم کسی طرح اس ڈاکٹر داور کو اس طرح اغوا کر لیں کہ کسی کو اس کا علم نہ ہو سکے اور ڈاکٹر داور پر تشدد کر کے ہم اس فول پروف حفاظتی نظام کی کسی کمزوری کو جان لیں تو یہ مشن مکمل کیا جا سکتا ہے۔ اوور"۔۔۔ روزی نے کہا۔

"آپ کا آئیڈیا تو اچھا ہے مادام روزی!۔۔۔ لیکن یہ ہے ناممکن۔ کیونکہ ڈاکٹر داور جس لیبارٹری میں کام کرتے ہیں وہاں بھی حفاظت کے انتہائی سخت انتظامات ہیں اور ڈاکٹر داور مستقل طور پر اس لیبارٹری میں ہی رہتے ہیں۔۔۔ البتہ ایک طریقہ ہو سکتا ہے کہ اگر کسی طرح ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ڈاکٹر اعظم کو اس بات پر مجبور کر دیا جائے کہ وہ ڈاکٹر داور کو اس لیبارٹری سے باہر کسی بھی خصوصی میٹنگ کے سلسلے میں بلائیں تو یہ کام ہو سکتا ہے۔ اوور"۔۔۔ ڈاکٹر جیف نے کہا اور ڈان اور روزی دونوں کے لٹکے ہوئے چہروں پر ایک بار پھر امید کی روشنی ابھر آئی۔

"ڈاکٹر اعظم۔۔۔ کیا وہ ڈاکٹر داور کو بلا سکتے ہیں۔ اوور"۔۔۔؟ روزی نے چونک کر پوچھا۔

"جی ہاں!۔۔۔ وہ ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ہیں اور اس حیثیت

سے وہ میٹنگز کرتے رہتے ہیں جن میں وہ جس سائنسدان کو چاہیں جہاں بھی چاہیں بلا سکتے ہیں۔ اوور" ——— ڈاکٹر جیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

" اوہ ڈاکٹر جیف! ——— پھر تو وہ ڈاکٹر ہاشم کو بھی بلا سکتے ہوں گے۔ اوور" ——— روزی کے بولنے سے پہلے ڈان نے چیخ کر انتہائی پرجوش لہجے میں کہا۔

" نہیں جناب! ——— ڈاکٹر ہاشم کے متعلق خصوصی نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے ——— انہیں تو ان کی مرضی کے بغیر ملک کے صدر بھی نہیں بلا سکتے۔ اس نوٹیفکیشن کے تحت صرف سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو انہیں احکامات دے سکتا ہے اور ڈاکٹر ہاشم کے لئے لازمی ہے کہ وہ ایکسٹو کے احکامات کی بلا چوں وچراں تعمیل کریں ——— باقی وہ کسی اور کے تحت نہیں ہیں۔ اپنی مرضی سے جو چاہیں کریں۔ اوور" ——— ڈاکٹر جیف نے جواب دیا۔

" اوہ!... اس قدر پاور ہیں اس ڈاکٹر ہاشم کے پاس ——— کاش! باس مجھے پہلے سیکرٹ سروس کے خلاف کام کرنے کا موقع دیتا۔ بہرحال ڈاکٹر جیف! ——— تم ڈاکٹر اعظم کے متعلق تفصیل بتاؤ۔ اوور" ——— ڈان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

" ڈاکٹر اعظم کا دفتر تو بڑی چھاؤنی کے اندر ہے۔ لیکن ان کی رہائش ملٹری آفیسرز کالونی میں ہے ——— ملٹری آفیسرز کالونی بڑی چھاؤنی سے کافی فاصلے پر علیحدہ بنائی گئی ہے اور وہاں سخت چیکنگ نہیں ہوتی۔ صرف گیٹ پر کار کا نمبر اور جانے والوں کے نام اور جن سے ملنا ہو، ان کا نام درج کیا جاتا ہے ——— اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتا کیونکہ بہت بڑی کالونی ہے اور وہاں رہنے والوں کے مہمان، عزیز و اقارب ہر وقت آتے

جاتے رہتے ہیں ——— ان کی کوٹھی اے بلاک میں ہے نمبر تھرٹی تھری ہے اور باس! ——— یہ بھی بتا دوں کہ ڈاکٹر اعظم غیر شادی شدہ ہیں اور صرف دو ملازمین کے ساتھ رہتے ہیں ——— ویسے وہ انتہائی سخت مزاج اور اصول پسند آدمی ہیں۔ اوور" ——— ڈاکٹر جیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

" ٹھیک ہے ——— اب ہم آسانی سے اس ڈاکٹر اعظم پر کام کر لیں گے۔ اوور اینڈ آل" ——— ڈان نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

" ویری گڈ روزی! ——— تم نے واقعی ایک اور آسان حل نکال دیا ہے اب دیکھنا کہ میں اس ڈاکٹر داور کے ذریعے کس طرح اس ڈاکٹر ہاشم کو اس کی پناہ گاہ سے باہر نکال کر گولی مارتا ہوں ——— اب یہ کام تم مجھ پر چھوڑ دو" ڈان نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

" مجھے معلوم ہے کہ تمہیں صرف لائن آف ایکشن چاہیئے اس کے بعد تم سپر جیٹ کی رفتار سے اس پر کام شروع کر دیتے ہو" ——— روزی نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈان بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

مورسن پلازہ قاسم روڈ پر دس منزلہ عظیم الشان عمارت تھی۔ اس کے نچلے حصے میں بڑی بڑی کمپنیوں کے شورُوم تھے جبکہ اوپر والی منزلوں پر ان کے دفاتر تھے۔

عمران اس وقت سفید رنگ کی رولز رائس کی عقبی سیٹ پر جدید تراش کا اور انتہائی قیمتی گرم کپڑے کا سوٹ پہنے قدرے نیم دراز انداز میں بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے گلے میں سچے موتیوں کا ہار تھا البتہ ان موتیوں کا سائز کافی بڑا تھا اور دیکھنے سے ہی اندازہ ہو جاتا تھا کہ ہار کا ایک موتی بھی شاید جیولری کی پوری دکان کی قیمت کے برابر کا ہو گا۔ کار کا سٹیرنگ جوزف کے ہاتھ میں تھا جب کہ سائیڈ سیٹ پر جوانا بیٹھا ہوا تھا۔ ان دونوں کے جسموں پر خاکی رنگ کی یونیفارم تھی اور دونوں سائیڈوں پر چوڑی سیاہ بیلٹ سے بندھے ہوئے ہولسٹر تھے جن میں سے ریوالوروں کے خوفناک اور بھاری دستے جھانک رہے تھے۔ بیلٹ کے کلپ پر ڈھمپ ریاست کا

مخصوص نشان بنا ہوا تھا۔ اسی طرح یونیفارم کے سینے کے اوپر بھی ڈھمپ ریاست کے مخصوص نشان کا بیج موجود تھا۔ کار کے سامنے ریاست ڈھمپ کا جھنڈا لہرا رہا تھا۔ جوزف اور جوانا دونوں کے ہاتھوں پر انتہائی قیمتی سفید رنگ کے دستانے چڑھے ہوئے تھے۔ کار مورسن پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ میں داخل ہو کر سیدھی مین بلڈنگ کے سامنے بنے ہوئے پورچ میں جا کر رک گئی۔ پورچ کے ساتھ برآمدے میں اس وقت اُدھیڑ عمر کا ایک مرد اور ایک عورت کھڑے تھے۔ دونوں غیر ملکی تھے۔ ان کے لباس پر مورسن اینڈ کمپنی کے بیجز لگے ہوتے تھے۔ عمران نے یہاں آنے سے پہلے مورسن اینڈ کمپنی کے ڈائریکٹر جنرل سر لارنس کو سر سلطان کے ذریعے اطلاع بھجوا دی تھی کہ ریاست ڈھمپ کا پرنس کسی خاص کاروباری سلسلے میں ان سے ملنے آ رہا ہے۔ چونکہ فون سر سلطان نے کیا تھا اس لئے ظاہر ہے اب عمران کے پرنس ہونے میں سر لارنس کسی طرح بھی شک نہ کر سکتے تھے۔

کار پورچ میں رُکتے ہی جوانا سب سے پہلے نیچے اترا اور اس نے بڑے مودبانہ انداز میں کار کا پچھلا دروازہ کھولا تو عمران کار سے نیچے اتر آیا۔ جوانا نے دروازہ آہستہ سے بند کیا۔ اس دوران جوزف بھی دوسری طرف سے گھوم کر آ گیا۔ عمران بڑے بے نیازانہ انداز میں اِدھر اُدھر دیکھ رہا تھا۔ دونوں ادھیڑ عمر مرد اور عورت تیزی سے آگے بڑھے۔

”میں ٹام انتھونی ہوں پرنس! ——— جنرل مینجر مورسن اینڈ کمپنی ——— اور یہ مس مارگریٹ ہیں۔ ڈپٹی کنٹرولر ——— ہم آپ کے استقبال کے لئے حاضر ہوئے ہیں“ ——— ادھیڑ عمر مرد نے تعظیم کے انداز میں سر جھکاتے ہوئے کہا۔

"سیکرٹری" ——— عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا جو جوانا کے ساتھ اٹین شن حالت میں اس کے پیچھے اکڑا کھڑا تھا۔

"یس پرنس" ——— جوزف نے سر کو آگے کی طرف جھکاتے ہوئے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"یہ کیسا استقبال ہے سیکرٹری! ——— نہ بینڈ بج رہا ہے ——— نہ آرائشی گیٹ بنائے گئے ہیں ——— اور نہ یہاں بچے ——— پھولوں کے گلدستے اٹھائے کھڑے ہیں ——— کیا یہ ہماری توہین نہیں ہے کہ دو بوڑھے کھوسٹوں کو ہمارے استقبال کے لئے بھیج دیا گیا ہے" ——— عمران کے لہجے میں حیرت کے ساتھ ساتھ تلخی تھی۔

"پرنس! ——— ہم خیر سگالی دورے پر نہیں ——— بلکہ کاروباری دورے پر ہیں ——— اور کاروباری دورے میں استقبال اسی طرح ہوتا ہے کہ کمپنی کے معزز اور اہم افراد کو استقبال کے لئے بھیجا جاتا ہے ——— اور مسٹر ٹام انتھونی جنرل مینجر اور مس مارگریٹ ڈپٹی کنٹرولر ہیں ——— دونوں ہی معزز اور اہم افراد ہیں" ——— جوزف نے مؤدبانہ انداز میں کہا۔

"اوہ! ——— پھر تو ہمیں شکریہ ادا کرنا چاہیئے ——— ہماری طرف سے شکریہ ادا کر دو" ——— عمران نے کہا۔

"میں پرنس کی طرف سے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں" ——— جوزف نے ٹام اور مارگریٹ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہم بھی پرنس کے مشکور ہیں کہ انہوں نے اپنے اس کاروباری دورے کے لئے ہماری کمپنی کا انتخاب کر کے ہماری عزت افزائی کی ہے۔ ہم انہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ ہمارے دفاتر کا دورہ کریں" ——— ٹام انتھونی

نے بڑے رسمی سے لہجے میں کہا اور ایک طرف ہٹ گئے۔

عمران نے ٹام کی بات پر اظہار پسندیدگی کے انداز میں سر ہلایا اور پھر آگے بڑھ گیا۔ سامنے ایک لفٹ تھی جس کے ساتھ ایک باوردی لفٹ مین کھڑا تھا۔ لفٹ خاصی بڑی تھی۔ عمران کو اس لفٹ میں لے جایا گیا اور پھر وہ سب بھی لفٹ کے اندر عمران کے پیچھے کھڑے ہو گئے۔ چند لمحوں بعد لفٹ تیزی سے اوپر جانے لگی۔ چند لمحوں بعد لفٹ رکی اور دروازہ کھلا تو ایک بھاری جسم اور سفید مونچھوں والا بارعب آدمی باہر برآمدے میں کھڑا تھا۔

"میں مورسن اینڈ کمپنی کی طرف سے پرنس آف ڈھمپ کی آمد پر اظہار مسرت کے لئے حاضر ہوا ہوں ——— میرا نام لارنس ہے اور میں کمپنی کا ڈائریکٹر جنرل ہوں" ——— اس بارعب آدمی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ——— آپ ہیں سر لارنس ——— ہم آپ کے بے حد مشکور ہیں۔ اس لئے سیکرٹری کی بجائے آپ کا خود شکریہ ادا کرتے ہیں اور آپ کو مصافحہ کرنے کی عزت بخشتے ہیں" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس طرح مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھایا جیسے سر لارنس کے ساتھ مصافحہ کر کے وہ واقعی اسے بے پناہ عزت بخش رہا ہو۔ سر لارنس نے آگے بڑھ کر مصافحہ کیا اور پھر وہ ان سب کو ساتھ لئے ایک انتہائی شاندار دفتر میں پہنچ گئے۔ ایک طرف صوفے پر عمران بیٹھا جب کہ ایک صوفے پر لارنس اور ایک سائیڈ پر ٹام انتھونی اور مس مارگریٹ بیٹھ گئے۔ سر لارنس کے کہنے کے باوجود جوزف اور جوانا بیٹھنے کی بجائے عمران کے پیچھے پہرے کے انداز میں کھڑے رہے۔ ایک خوبصورت لڑکی نے سنہرے منقش ٹرے میں مشروب لا کر عمران کو پیش کیا۔

”اب فرمایئے پرنس! ——— مورسن اینڈ کمپنی آپ کی کیا خدمت بجالا سکتی ہے“ ——— سرلارنس نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سرلارنس! ——— ریاست ڈھمپ ایک عظیم الشان سائنسی ریسرچ لیبارٹری قائم کرنا چاہتی ہے ——— آپ نے کبھی وہ لیبارٹری دیکھی ہے جس میں پاکیشیا کے عظیم سائنسدان ڈاکٹر ہاشم کام کرتے ہیں“ ——— عمران نے کہا۔

”جی ہاں پرنس! ——— دیکھی ہے۔ لیکن اس وقت جب لیبارٹری کی تنصیب کی گئی تھی اور مجھے فخر ہے کہ اس لیبارٹری کی تنصیب میں مورسن اینڈ کمپنی نے بھی حصہ لیا ہے“ ——— سرلارنس نے کہا۔

”ہم اس سے بھی زیادہ شاندار لیبارٹری قائم کرنا چاہتے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس لیبارٹری کی تمام مشینری کی سپلائی اور تنصیب کی ذمہ داری مورسن اینڈ کمپنی کے ذمے لگا دی جائے۔ کیونکہ سرداور اور ڈاکٹر ہاشم دونوں نے آپ کی کمپنی کی شہرت اور ساکھ کی تعریف کی ہے“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں پوری کمپنی کی طرف سے سرداور اور ڈاکٹر ہاشم جیسے عظیم سائنسدانوں کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ہماری کمپنی کی کارکردگی کی تعریف کی ہے یہ ہماری کمپنی کے لئے بہت بڑا اعزاز ہے اور پرنس! ——— میں آپ کو بھی یقین دلاتا ہوں کہ مورسن اینڈ کمپنی ریاست ڈھمپ میں لیبارٹری کے قیام کے لئے انتہائی خلوص کے ساتھ انتھک محنت کرے گی ——— ہم آپ کے اعتماد پر یقیناً پورا اتریں گے“ ——— سرلارنس نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا۔ جب سے عمران نے اتنی بڑی لیبارٹری کے قیام کی آفر کمپنی کے لئے کی تھی سرلارنس کا چہرہ فرط مسرت سے تمتما اٹھا تھا۔ ظاہر ہے کروڑوں اربوں ڈالرز کی آفر تھی اور شاید اتنی بڑی آفر کمپنی کو پہلے کبھی ہوئی ہی نہ تھی۔

”سرلارنس! ——— ڈاکٹر ہاشم والی لیبارٹری کے حفاظتی انتظام کا ایک شعبہ جسے وہاں سکینڈ ڈے کہا جاتا ہے ہمیں بے حد پسند آیا ہے۔ اور ہمیں بتایا گیا ہے کہ اس کی مشینری بھی آپ کے ذریعے منگوائی گئی تھی۔ کیا اس کی فائل آپ دکھا سکتے ہیں“ ——— عمران نے کہا۔

”فائل ——— سوری سر ——— دراصل رازداری کی وجہ سے ہی ایسے انتظامات کی فائلیں تیار نہیں کی جاتیں ——— یہ کمپنی کا اصول ہے“ ——— سرلارنس نے کہا۔

”بہت خوب! ——— ہمیں یہ سن کر اور بھی زیادہ مسرت ہوئی ہے لیکن ہمیں بتایا گیا تھا کہ اس نظام کا ایک پرزہ خراب ہو گیا تھا جس کی تفصیلات حاصل کرنے کے لئے آپ نے ایکریمیا سے کسی ماہر کو بلوایا تھا اور اس ماہر نے کوئی رپورٹ تیار کی تھی۔ ہم وہ رپورٹ بھی دیکھنا چاہتے ہیں تاکہ ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ آپ کی کمپنی کا کس سطح کے ماہرین سے رابطہ ہے ——— آپ کی اطلاع کے لئے یہ بھی بتا دوں کہ ہم نے سائنس میں آکسفورڈ یونیورسٹی سے ڈاکٹریٹ انتہائی اعزاز کے ساتھ کیا ہوا ہے“ ——— عمران نے کہا۔

”پرنس! ——— ہمیں یہ سن کر بے حد مسرت ہوئی ہے ——— ویسے پرنس! ——— ہماری کمپنی کا ایکریمیا کے انتہائی ماہر سائنسدانوں سے مسلسل رابطہ رہتا ہے۔ کیونکہ ہماری کمپنی کی برانچیں ایشیا کے تمام بڑے بڑے ممالک میں ہیں ——— چونکہ ہم نے کام پاکیشیا سے شروع کیا تھا اس لئے کمپنی

کا ہیڈ آفس یہاں ہے ___ جہاں تک اس رپورٹ کا تعلق ہے اس کے بارے میں تو ریکارڈ دیکھنا ہوگا ___ مسٹر ٹام! ___ آپ ریکارڈ چیک کر کے رپورٹ لے آئیں" ___ سر لارنس نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹام سے بھی بات کی۔

"یس باس" ___ ٹام نے کہا اور اٹھ کر تیز تیز قدم اٹھاتا دفتر سے باہر چلا گیا۔

"آپ ہماری لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ کی تیاری کے لئے کس ماہر سے رابطہ قائم کریں گے۔ کیونکہ ہمارے خیال کے مطابق کسی بھی لیبارٹری کی کامیابی کی بنیاد یہی رپورٹ ہوتی ہے" ___ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"پرنس! ___ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے اور آپ کی یہی بات واضح کرتی ہے کہ آپ ان معاملات میں بے پناہ ذہانت کے حامل ہیں۔ فیزی بلٹی رپورٹ واقعی لیبارٹری کی بنیاد ہوتی ہے ___ ویسے تو ایکریمیا میں اس کے دو بڑے ماہر ہیں لیکن ایک ماہر یہاں پاکیشیا میں بھی ہیں اور ڈاکٹر ہاشم کی لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ بھی انہی کی تیار کردہ ہے وہ اس کام میں بے پناہ مہارت رکھتے ہیں ___ ان کا نام ڈاکٹر جیف آرنلڈ ہے۔ سائنسی مشینری کے بہت بڑے ماہر ہیں اور ان کی خدمات باقاعدہ حکومت پاکیشیا نے حاصل کر رکھی ہیں" ___ سر لارنس نے کہا۔

"اچھا ___ کس عہدے کے لئے" ___ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"وہ اس وقت چیف ڈیفنس سپروائزر ہیں ___ ان کا کام سائنسی لیبارٹریوں کی جنرل چیکنگ اور مینٹیننس ہے۔ وہ ڈیفنس سیکرٹری سر راشد

کے ماتحت ہیں۔ ان کا دفتر نیشنل لیبارٹری میں ہے" ___ سر لارنس نے جواب دیا۔ اور عمران نے سر ہلا دیا۔

اسی لمحے ٹام اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی اس نے بڑے ادب سے یہ فائل سر لارنس کی طرف بڑھا دی۔ سر لارنس نے فائل کھولی اور اسے دیکھنے لگے۔

"پرنس! ___ اس پرزے کے لئے ایکریمیا کے ماہر ڈاکٹر وائٹ آئے تھے اور ان کی سفارش بھی ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے کی تھی ___ یہ دیکھئے، اس رپورٹ میں ان کی سفارش کا لیٹر بھی موجود ہے رپورٹ کے ساتھ" ___ سر لارنس نے اٹھ کر بڑے مودبانہ انداز میں فائل عمران کو دیتے ہوئے کہا۔

"شکریہ" ___ عمران نے کہا اور فائل لے کر اس نے کھولی اور اس کے مطالعے میں مصروف ہو گیا۔

"اوہ! ___ اس میں ڈاکٹر وائٹ صاحب نے تو یہ بھی درج کیا ہے کہ اس رپورٹ کی ایک کاپی ڈاکٹر جیف آرنلڈ صاحب کو ان کے ریکارڈ کے لئے بھی دی جا رہی ہے" ___ عمران نے چونک کر کہا۔

"دی ہوگی سر ___ ظاہر ہے وہ انتہائی ذمہ دار افسر ہیں" ___ سر لارنس نے کہا۔

"او کے سر لارنس! ___ اب یہ بات تو طے ہو گئی کہ اس لیبارٹری کی تنصیب آپ کی کمپنی کرے گی آپ کو اس سلسلے میں باقاعدہ لیٹر بھی ریاست ڈھمپ سے جاری کر دیا جائے گا ___ فیزی بلٹی رپورٹ کی تیاری کے معاملے میں سر ہاشم اور سر داور سے باقاعدہ ڈسکس کی جائے گی۔ اس کے بعد جیسے وہ سفارش کریں گے ویسے ہی ہوگا" ___ عمران نے

فائل ایک طرف رکھ کر اُٹھتے ہوئے کہا اور سر لارنس، ٹام اور مس مارگریٹ
بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ ان تینوں کے چہرے مسرت سے کھل اٹھے تھے۔

"بے حد شکریہ پرنس! ـــــ ہم اس فیصلے کے لئے آپ کے اور ریاست
آف ڈھمپ کے بے حد مشکور ہیں"ـــــ سر لارنس نے مسرت سے کپکپاتے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"سیکرٹری"ـــــ عمران نے جوزف سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یس پرنس"ـــــ جوزف نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اس فیصلے کی خوشی میں مورسن اینڈ کمپنی کے تمام ملازمین کو ان کی ایک
ماہ کی تنخواہ کے برابر رقم انعام میں دی جائے"ـــــ عمران نے کہا۔

"اوہ! بے حد شکریہ پرنس۔ مگر ـــــ" سر لارنس نے حیران ہوتے
ہوئے کہا۔

"مگر کا لفظ کہہ کر آپ ہماری توہین کر رہے ہیں سر لارنس! ـــــ
اس کے بعد کوئی لفظ مت بولیئے گا ـــــ مسٹر ٹام! آپ کی کمپنی ہر ماہ میں
کتنی تنخواہ جاری کرتی ہے"ـــــ عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

"سر۔ دس لاکھ روپے"ـــــ ٹام نے جلدی سے جواب دیا۔

"سیکرٹری! ـــ کمپنی کو پچاس لاکھ روپے دیئے جائیں ـــ دس لاکھ
روپے تو بے حد کم ہیں اور ہماری شان کے خلاف ہے کہ ہم دس لاکھ روپے
دیں"ـــــ عمران نے کہا۔

"یس پرنس ـــ کل رقم پہنچا دی جائے گی"ـــــ جوزف نے
مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"میں آپ کا پوری کمپنی کی طرف سے شکریہ ادا کرتا ہوں"ـــــ

سر لارنس نے کہا اور عمران نے بڑے بے نیازانہ انداز میں سر ہلا دیا۔
جیسے پچاس لاکھ روپے کی حیثیت اس کے لئے پانچ روپے سے بڑھ کر نہ ہو۔
سر لارنس اس بار عمران کو نیچے اس کی کار تک چھوڑنے آتے۔
چند لمحوں بعد کار تیزی سے مورسن پلازہ کے کمپاؤنڈ گیٹ سے نکل کر آگے
بڑھ گئی۔

"سیکرٹری! ـــ کیا تمہارے پاس پچاس لاکھ روپے نہیں تھے"۔
عمران نے کار کے سڑک پر آنے کے بعد انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"موجود تھے پرنس"ـــــ جوزف نے کار چلاتے ہوئے اثبات
میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا۔

"تو پھر تم نے ہمارے حکم کی تعمیل فوری کیوں نہیں کی"ـــــ عمران
کا لہجہ بے حد سخت ہو گیا۔

"سوری پرنس! ـــ کنگ کا حکم ہے کہ ریاست کی رقم غیر ملکیوں کو
نہ دی جائے بلکہ اسے ملک کے کسی یتیم خانے میں جمع کرا دیا جائے ـــ
اس لئے کل یہ رقم یتیم خانے میں جمع کرا دی جائے گی اور اس کی رسید
سر لارنس کو پہنچا دی جائے گی"ـــــ جوزف نے منہ بناتے ہوئے
جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے اپنا مخصوص لولی پوپ
نکال کر منہ میں رکھا اور اس کا منہ تیزی سے حرکت کرنے لگ گیا جیسے
اس کا نشہ ٹوٹ رہا ہو اور وہ اب جلد از جلد نشہ پورا کرنا چاہتا ہو۔

"ملک کا یتیم خانہ ـــــ مگر ریاست ڈھمپ میں تو کوئی یتیم خانہ
نہیں ہے۔ پھر ـــــ؟" عمران نے چونک کر پوچھا۔

"بن چکا ہے۔ اس کا نام رانا ہاؤس ہے اور اس میں دو یتیم موجود

ہیں جن کا روحانی باپ بھی زندہ ہے اس لئے وہ صحیح مستحق یتیم ہیں"۔ جوزف نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا اور اس بار جوانا جو اب تک خاموش رہا تھا بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"باپ بھی زندہ ہے ـــــ پھر بھی وہ یتیم ہیں ـــــ کیا مطلب"ـــــ؟ عمران کے لہجے میں حیرت تھی۔

"باپ کی زندگی میں ہی یتیم ہونے والے زیادہ مستحق ہوتے ہیں پرنس! کیونکہ انہیں باپ کا خرچہ بھی اٹھانا پڑتا ہے ـــــ اس کی کار میں پٹرول ڈلوانا پڑتا ہے ـــــ اس کے نقلی ہیروں کے ہار کو پالش بھی کرنا پڑتا ہے"۔ جوزف نے ترکی بہ ترکی جواب دیا اور اس بار عمران بھی بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"میرے خیال میں تم نے اپنے لولی پوپ کے نسخے کے اجزا بڑھا دیئے ہیں ـــــ ذہانت اور کنجوسی بھی اس میں شامل کر دی ہے"ـــــ عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

"اگر یہ لولی پوپ والا نسخہ آپ نہ دیتے تو میں اب تک اصلی یتیم ہو چکا ہوتا"ـــــ جوزف نے کار سڑک سے ہٹا کر درختوں کے ایک جھنڈ کی طرف لے جاتے ہوئے کہا اور اس کے اس خوبصورت فقرے پر ایک بار پھر قہقہوں سے کار کا اندرونی ماحول گونج اٹھا۔

"آج جوزف واقعی فارم میں ہے ماسٹر"ـــــ جوانا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ پچاس لاکھ جو بچا لایا ہے"ـــــ عمران نے کہا اور جوانا نے ہنستے ہوئے سر ہلا دیا۔

جوزف نے کار درختوں کے جھنڈ میں روکی اور پھر وہ سب نیچے اتر آئے۔ جوزف نے کار کی ڈگی کھولی اور بیگ باہر نکالا۔ اس بیگ میں ان کے عام لباس تھے۔ اس کے بعد باری باری ان تینوں نے لباس تبدیل کئے۔ جوزف نے کار کے سامنے لہراتا ہوا نہ صرف فلیگ اتار کر بیگ میں رکھ دیا بلکہ ریاست کی مخصوص نمبر پلیٹ بھی اتار دی۔ اس پلیٹ کے نیچے عام نمبر پلیٹ تھی۔

"اب کہاں چلنا ہے باس"ـــــ جوزف نے دوبارہ سٹیرنگ پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ اس بار عمران اس کی سائیڈ سیٹ پر اور جوانا عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"نیشنل لیبارٹری"ـــــ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور جوزف نے کار موڑ کر اسے دوبارہ سڑک کی طرف بڑھا دیا۔

نیشنل لیبارٹری شہر سے پچاس کلومیٹر کے فاصلے پر ایک بڑی قومی لیبارٹری تھی جس میں عام اسلحے کو بہتر بنانے کے لئے ریسرچ بھی کی جاتی تھی اور اس کے ساتھ ہی ایک جدید قسم کی آرڈیننس فیکٹری بھی تھی جہاں اس لیبارٹری میں تیار ہونے والے فارمولوں کے مطابق ہتھیاروں کو عملی شکل دی جاتی تھی۔

تھوڑی دیر بعد کار نیشنل لیبارٹری کی پہلی چیک پوسٹ پر پہنچ گئی یہاں مسلح فوجی موجود تھے۔

"چیف ڈیفنس سپروائزر ڈاکٹر جیف آرنلڈ سے ملنا ہے"ـــــ عمران نے قریب آنے والے مسلح فوجی کیپٹن سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اوہ عمران صاحب آپ"ـــــ کیپٹن نے چونک کر عمران کو دیکھتے

ہوتے کہا۔

"آپ مجھے کیسے جانتے ہیں"۔۔۔۔؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا کیونکہ وہ واقعی اُسے نہ پہچان سکا تھا۔

"میں سردادر کی لیبارٹری کی سکیورٹی میں رہا ہوں عمران صاحب! میرا نام کیپٹن لطیف ہے"۔۔۔۔ کیپٹن نے مسکراتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"کیپٹن ہی اگر لطیف ملا ہے تو پھر باقی ٹیم تو یقیناً لطیفہ ہوگی"۔ عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور کیپٹن لطیف بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑا۔

"سر۔۔۔ آپ کی انہی باتوں کی وجہ سے تو آپ کو یاد رکھا جاتا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر جیف آرنلڈ صاحب اپنی رہائش گاہ پر ہیں۔ وہ ابھی گئے ہیں۔۔۔ ادھر نیشنل کالونی میں ان کی کوٹھی کا نمبر ایک سو تین، بلاک اے"۔۔۔ کیپٹن لطیف نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا۔ شکریہ"۔۔۔ عمران نے کہا اور پھر اس نے جوزف کو کار موڑنے کا اشارہ کیا۔

تھوڑی دیر بعد ان کی کار نیشنل کالونی میں داخل ہو چکی تھی۔ یہ سرکاری کالونی تھی۔ ایک سو تین نمبر کوٹھی جلد ہی انہوں نے تلاش کر لی اور کار رکتے ہی عمران دروازہ کھول کر نیچے اترا اور اس نے کال بیل کا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد سائیڈ گیٹ کھلا اور ایک بوڑھا سا ملازم باہر آ گیا۔

"ڈاکٹر صاحب کو یہ کارڈ دو"۔۔۔ عمران نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر ملازم کو دیتے ہوئے کہا۔

"جی سر"۔۔۔ ملازم نے کہا اور کارڈ لے کر جلدی سے دوبارہ سائیڈ گیٹ میں داخل ہو گیا۔ عمران واپس سیٹ پر آ کر بیٹھ گیا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد بڑا پھاٹک کھلا اور اس بوڑھے ملازم نے انہیں اندر آنے کا اشارہ کیا۔ جوزف نے کار آگے بڑھا دی۔ کوٹھی درمیانی سی تھی۔ اس کے پورچ میں ایک سیاہ رنگ کی کار کھڑی تھی۔ جوزف نے پورچ کی سائیڈ میں کار روکی اور عمران نیچے اتر آیا۔ جوزف اور جوانا بھی نیچے آ گئے۔ بوڑھا ملازم پھاٹک بند کر کے تیزی سے ان کی طرف بڑھا آ رہا تھا۔

"آیئے جناب۔۔۔ ادھر ڈرائینگ روم میں"۔۔۔ بوڑھے ملازم نے برآمدے کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور چند لمحوں بعد عمران، جوزف اور جوانا کے ساتھ ایک انتہائی شاندار اور قیمتی فرنیچر سے سجے ہوئے ڈرائینگ روم میں موجود تھا۔ عمران حیرت سے اس فرنیچر کو دیکھ رہا تھا کہ اندرونی دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر ایکریمی اندر داخل ہوا۔ وہ سر سے گنجا تھا اور آنکھوں پر موٹے شیشوں کی نظر کی عینک بھی موجود تھی۔ جسمانی لحاظ سے وہ خاصا بھاری بھرکم آدمی تھا اس کے جسم پر چیک سوٹ تھا اس کے ایک ہاتھ میں وہ کارڈ تھا جو عمران نے ملازم کے ہاتھ اندر بھجوایا تھا۔ عمران اُٹھ کھڑا ہوا تو جوزف اور جوانا بھی اُٹھ کھڑے ہوئے۔

"میرا نام ڈاکٹر جیف آرنلڈ ہے"۔۔۔ آنے والے نے غور سے عمران اور اس کے ساتھیوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"ڈاکٹر عاشق۔۔۔ اور یہ میرے ساتھی ہیں ڈاکٹر جوزف اور ڈاکٹر جوانا"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے اپنا اور اپنے ساتھیوں کا تعارف کراتے ہوئے کہا لیکن اس کا لہجہ بھی اپنے نام کی طرح بدلا ہوا تھا۔

"اوہ اچھا" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیرت بھرے انداز میں کہا اس کا انداز ایسا تھا جیسے اُسے یقین نہ آرہا ہو کہ ان تینوں نے واقعی ڈاکٹریٹ کر رکھی ہوگی۔

"تشریف رکھیے" ۔۔۔ کارڈ کے مطابق آپ محکمہ موسمیات کے چیف انجنیئر ہیں۔ لیکن محکمہ موسمیات کا مجھ سے کیا تعلق ہو سکتا ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"پہلے نہیں تھا تو اب تو بہر حال پیدا ہو گیا ہے ۔۔۔ ویسے اچھے موسم سے تو آپ بھی لطف اندوز ہوتے ہوں گے اور اچھا موسم پیدا کرنا ہماری ڈیوٹی میں شامل ہے" ۔۔۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا موسم پیدا کرنا ۔۔۔ کیا مطلب۔ میں سمجھا نہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ واقعی حیرت زدہ تھا۔ اس کی سمجھ میں عمران کی باتیں نہ آرہی تھیں

"ڈاکٹر چیف آرنلڈ ۔۔۔ آپ چیف ڈیفنس سپر وائزر ہیں اور اس حیثیت سے آپ پاکیشیا کی تمام اہم ڈیفنس لیبارٹریوں میں آتے جاتے رہتے ہیں"۔ عمران نے یکلخت سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ۔۔۔ تو پھر ۔۔۔" ڈاکٹر چیف آرنلڈ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"جس لیبارٹری میں پاکیشیا کے عظیم سائنسدان سر ہاشم کام کرتے ہیں اس لیبارٹری کا موسم اچانک ناخوشگوار ہو گیا ہے اس لئے انہوں نے ہمارے محکمہ سے رابطہ قائم کیا کہ ہم لیبارٹری کے ناخوشگوار موسم کو خوشگوار بنا دیں ۔۔۔ ورنہ وہاں ہونے والے اہم پراجیکٹ پر کام میں رکاوٹ پیدا

ہو جائے گی ۔۔۔ اس پر ہم نے اس لیبارٹری کی فیزی بلٹی رپورٹ دیکھنی چاہی۔ کیونکہ لیبارٹری کے موسم کا تمام تر تعلق اسی رپورٹ سے ہوتا ہے۔ اگر فیزی رپورٹ درست ہو تو موسم ناخوشگوار نہیں ہوتا ۔۔۔ اور پھر ہمیں معلوم ہوا کہ یہ رپورٹ آپ نے تیار کی ہے تو ہم آپ سے ملنے آ گئے"۔ عمران کی زبان چل پڑی تھی۔

"فیزی بلٹی رپورٹ کا موسم خوشگوار اور ناخوشگوار ہونے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے ۔۔۔ اور لیبارٹری کا موسم ۔۔۔ آپ یہ سب کیسی باتیں کر رہے ہیں" ۔۔۔ ڈاکٹر چیف آرنلڈ کی حیرت اور زیادہ بڑھ گئی۔

"آپ سائنسی مشینری کے ماہر ہیں اور آپ کو یہ بھی معلوم ہے کہ سائنسی اور خاص طور پر ڈیفنس لیبارٹریوں میں انتہائی خطرناک حد تک حساس آلات پر کام ہوتا ہے اس لئے لیبارٹری کے اندرونی موسم کو ایک مخصوص کیفیت میں رکھنا ضروری ہوتا ہے ۔۔۔ نہ زیادہ سردی یا زیادہ گرمی پوری لیبارٹری کو تباہ کر سکتی ہے" ۔۔۔ عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ ٹمپریچر کنٹرول کرنا پڑتا ہے۔ لیکن اس کا تو باقاعدہ نظام ہر لیبارٹری میں موجود ہوتا ہے اور سر ہاشم والی لیبارٹری میں تو انتہائی جدید ترین ٹمپریچر کنٹرول نظام نصب ہے لیکن اس کا فیزی بلٹی رپورٹ سے کیا تعلق ۔۔۔ فیزی بلٹی رپورٹ کا تو مطلب ہوتا ہے کہ جب کوئی نئی لیبارٹری تیار ہوتی ہو تو اس کے لئے جگہ کا انتخاب ۔۔۔ اس میں تعمیر ہونے والی عمارت ۔۔۔ اس میں لگنے والی مشینری کے سلسلے میں رپورٹ تیار کی جائے تاکہ یہ معلوم ہو سکے کہ یہ لیبارٹری کس طرح کام کرے گی اور کس

طرح کامیاب رہے گی" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے عمران کو ایسے سمجھانا
شروع کر دیا جیسے استاد بچوں کو سمجھاتا ہے۔
"آپ نے خود ہی جگہ کے انتخاب کی بات کر دی ہے ۔۔۔ فیزی بلٹی
رپورٹ میں جگہ کا انتخاب کرتے وقت اس جگہ کے عمومی موسم کا تجزیہ بھی
کیا جاتا ہے کہ یہاں زیادہ گرمی پڑتی ہے یا زیادہ سردی ۔۔۔ یا بارشیں
زیادہ ہوتی ہیں یا کم ہوتی ہیں ۔۔۔ ہوا میں رطوبت اور نمی عام طور پر کتنی
ہوتی ہے۔ کیونکہ ان سب چیزوں کا اثر بہرحال لیبارٹری کی ورکنگ پر
پڑتا ہے" ۔۔۔ عمران نے باقاعدہ بحث کرتے ہوئے کہا۔
"ہاں! ۔۔۔ درست کہہ رہے ہیں آپ۔ لیکن ۔۔۔" ڈاکٹر جیف
آرنلڈ نے کہا۔
"تو اسے ہی موسم کہتے ہیں اور ٹمپریچر کنٹرول آلات پر بھی بیرونی موسم
کا اثر بہرحال پڑتا ہے ۔۔۔ اس لئے میں یہاں آیا ہوں تاکہ آپ مجھے
فیزی بلٹی رپورٹ کی کاپی دکھائیں تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ آپ نے اس رپورٹ
میں موسم کے بارے میں کیا درج کیا ہے۔ اس کو مدنظر رکھ کر ہی میں ناخوشگوار
ہو جانے والے موسم کو خوشگوار بنانے کی کوشش کر سکوں گا" ۔۔۔ عمران
نے جواب دیا۔
"اوہ! ۔۔۔ میں سمجھ گیا آپ کی بات ۔۔۔ واقعی اس پہلو پر میں نے
پہلے کبھی اس قدر گہرائی میں نہ سوچا تھا ۔۔۔ لیکن فیزی بلٹی رپورٹ تو
لیبارٹری کے ریکارڈ روم میں ہو گی۔ میرے پاس تو نہیں ہے" ۔۔۔
ڈاکٹر جیف نے اس بار اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔
"میں رپورٹ نہیں مانگ رہا۔ اس کی کاپی مانگ رہا ہوں" ۔۔۔

عمران نے کہا۔
"کاپی ۔۔۔ اس قدر اہم سرکاری رپورٹ کی کاپی میں کیوں لینے اور
اپنے پاس رکھنے لگا" ۔۔۔ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے تیز لہجے میں کہا۔
"حالانکہ آپ کے متعلق معلوم ہوا ہے کہ آپ اہم رپورٹ کی کاپی ضرور
اپنے ریکارڈ میں رکھتے ہیں ۔۔۔ مثلاً ڈاکٹر وائٹ نے جب سیکنڈ وے
کے حفاظتی نظام کے پرزے کی تفصیلات کی رپورٹ تیار کی تو آپ نے اس
کی کاپی لی ۔۔۔ ڈاکٹر وائٹ نے اپنی رپورٹ میں باقاعدہ اس کا ذکر کیا
ہے" ۔۔۔ عمران نے ڈاکٹر جیف آرنلڈ کو غور سے دیکھتے ہوئے کہا۔
"وہ ۔۔۔ وہ تو صرف میں نے اپنے شوق کی خاطر لی تھی لیکن پھر میں
نے اسے ضائع کر دیا" ۔۔۔ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے قدرے ہکلاتے ہوئے کہا۔
اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ کہتا، میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی
بج اٹھی اور ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے چونک کر ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا لیا۔
"یس۔ ڈاکٹر جیف" ۔۔۔ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے بڑے بارعب
لہجے میں کہا۔
"سیکورٹی آفیسر کیپٹن لطیف بول رہا ہوں جناب! ۔۔۔ علی عمران صاحب
اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ آپ کے پاس پہنچے ہوں گے۔ انہیں ذرا فون
دے دیجئے" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن لطیف کی آواز سنائی دی۔
"علی عمران" ۔۔۔ ڈاکٹر جیف نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا اس کے
چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ قدرے خوف کے تاثرات بھی ابھر آئے تھے۔
"جی ہاں! ۔۔۔ وہ بہت بڑے آدمی ہیں ۔۔۔ سر داور کے بہت
گہرے دوست ہیں" ۔۔۔ دوسری طرف سے کیپٹن لطیف نے کہا۔ کیپٹن

لطیف کی آواز اتنی اونچی ضرور تھی کہ عمران کے کانوں تک ہلکی سی پہنچ گئی تھی اور عمران کے ہونٹ بھنچ گئے تھے۔

"مگر ـــ یہاں تو ـــ" ڈاکٹر جیف نے انتہائی حیرت بھرے انداز میں عمران کو دیکھتے ہوئے کچھ کہنا ہی چاہا تھا کہ عمران نے اٹھ کر اس کے ہاتھ سے رسیور لے لیا۔

"یس ـــ علی عمران بول رہا ہوں ـــ کیا بات ہے کیپٹن لطیف ـــ؟ کیوں فون کیا ہے" ـــ؟ عمران نے اس بار اپنے اصل لہجے میں کہا لیکن اس کا لہجہ انتہائی سخت اور سرد تھا۔

"سس ـــ سر ـــ مداخلت کے لئے معافی کا خواستگار ہوں ـــ سر ڈاکٹر داور کا پیغام پہنچانا تھا۔ انہوں نے کہا ہے کہ آپ ان سے فوری طور پر مل لیں" ـــ دوسری طرف سے کیپٹن لطیف نے سہمے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ شاید عمران کے سخت لہجے کی وجہ سے سہم گیا تھا۔

"سر داور نے آپ کو کیوں یہ پیغام دینے کے لئے کہا ـــ انہیں کیسے معلوم ہوا کہ میں یہاں ہوں" ـــ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"جناب! ـــ جس وقت آپ ڈاکٹر جیف صاحب کی کوٹھی پر گئے۔ اس وقت سر داور یہاں لیبارٹری سے ملحقہ آرڈیننس فیکٹری میں موجود تھے وہ جب واپس جانے لگے تو چیک پوسٹ پر وہ مجھ سے بات کرنے کے لئے رک گئے ـــ وہ مجھ پر بالکل اپنے بیٹے کی طرح مہربان ہیں ـــ میں نے آپ کا ذکر کیا تو وہ چونک پڑے اور پھر انہوں نے مجھے کہا کہ میں آپ کو ان کا پیغام دے دوں اور وہ چلے گئے ـــ میں نے سوچا کہ کہیں آپ

ڈاکٹر جیف صاحب کی کوٹھی سے براہ راست واپس نہ چلے جائیں۔ اس لئے میں نے آپ کو فون کر کے یہ پیغام دینا مناسب سمجھا" ـــ کیپٹن لطیف نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"اوہ اچھا ـــ شکریہ" ـــ عمران نے کہا اور پھر رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔

"تو تم وہ نہیں ہو ـــ جو تم اب تک ظاہر کرتے رہے ہو" ـــ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔

"میں وہی ہوں جو میں نے بتایا ہے ـــ عاشق میرا تخلص ہے۔ بہرحال اسے چھوڑو۔ تم یہ بتاؤ کہ تم میرا نام سن کر چونکے کیوں تھے ـــ؟ کیا تم مجھے جانتے ہو" ـــ؟ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جانتا ہوتا تو پہلے نہ پہچان لیتا" ـــ ڈاکٹر جیف نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"تمہارے چونکنے کا انداز ـــ اور پھر تمہارے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ ہلکے سے خوف کا تاثر بتا رہا ہے ڈاکٹر جیف آرنلڈ ـــ کہ تم صرف اس بات پر نہیں چونکے تھے کہ تمہارے سامنے علی عمران کی بجائے ڈاکٹر عاشق بیٹھا ہوا ہے ـــ اگر ایسی بات ہوتی تو تمہارے چونکنے اور حیرت ظاہر کرنے کا انداز اور ہوتا ـــ بہرحال اب بات کھل گئی ہے تو اب صاف بات ہو جاتے ـــ یہ بتاؤ کہ ڈاکٹر وائٹ سے تم نے سیکنڈ دے والی رپورٹ کی کاپی کیوں لی تھی ـــ اور اب وہ کاپی کہاں ہے" ـــ عمران کا لہجہ یکلخت سخت ہو گیا۔

"میں تمہیں جواب دینے کا پابند نہیں ہوں ـــ میں ایک ذمہ دار

افسر ہوں ۔۔۔۔ اگر تم سرداور کے دوست ہو تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم اس طرح آکر مجھ پر رعب جماؤ ۔۔۔۔ تمہاری بہتری اسی میں ہے کہ تم خود ہی یہاں سے چلے جاؤ ۔۔۔۔ میں نے کاپی لے کر کوئی جرم نہیں کیا" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جیف آرنلڈ نے یکلخت اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے انتہائی سخت لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بُری طرح چیختا ہوا اچھل کر صوفے پر جا گرا۔ عمران کا زوردار تھپڑ اس کے چہرے پر پڑا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے عمران کو بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹنا پڑا ورنہ ڈاکٹر جیف کے پستول سے نکلنے والی گولی یقیناً اس کی گردن میں گھس جاتی۔

پستول چلنے کا دھماکہ ہوتے ہی جوانا نے بجلی کی سی تیزی سے ڈاکٹر جیف پر چھلانگ لگا دی اور دوسرے لمحے ڈاکٹر جیف کے حلق سے ایک زوردار چیخ نکلی اور وہ کسی لٹو کی طرح پہلے فضا میں اچھلا اور پھر زوردار دھماکے سے واپس صوفے پر اس طرح گرا کہ صوفہ ٹوٹ گیا اور پھر وہ اس کے اندر ہی دھنس کر رہ گیا۔ گو اس کا جسم خاصا بھاری تھا لیکن جوانا نے اسے اس طرح اوپر اچھال دیا تھا جیسے وہ کوئی ہوا بھرا غبارہ ہو۔ البتہ اس کے ہاتھ میں موجود پستول اب جوانا کے ہاتھ میں پہنچ چکا تھا۔ اگر جوانا اسے اس طرح نہ اچھالتا تو وہ اتنی آسانی سے پستول اس کے ہاتھ سے نہ چھین سکتا تھا۔

ڈاکٹر جیف نے واقعی انتہائی حیرت انگیز پھرتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے تھپڑ کھا کر صوفے پر گرتے ہوتے نہ صرف کہیں سے پستول نکال لیا تھا بلکہ گھوم کر اٹھتے ہوتے اس نے عمران پر فائر بھی کر دیا تھا۔

"جوزف! ۔۔۔۔ باہر جا کر چیک کرو" ۔۔۔۔ عمران نے آگے بڑھتے

ہوئے جوزف سے کہا اور جوزف بجلی کی سی تیزی سے دوڑتا ہوا ڈرائینگ رُوم سے باہر نکل گیا۔

عمران نے ایک جھٹکے سے ڈاکٹر جیف کی گردن پکڑ کر اسے ٹوٹے ہوئے صوفے سے باہر کھینچا اور پھر اُسے صوفے کے درست حصے پر بٹھاتے ہوئے اس نے اس کے کوٹ کو پیچھے کی طرف اس کی آدھی پشت تک اتار دیا۔ اس طرح ڈاکٹر جیف بندھے نہ ہونے کے باوجود بندھ سا گیا اب وہ اپنے بازوؤں کو حرکت نہ دے سکتا تھا۔ اس کا چہرہ پسینے سے تر ہو گیا تھا اس کی آنکھوں سے اب شدید خوف وہراس نمایاں تھا۔ ایک گال پر عمران کی پانچوں انگلیوں کے نشانات واضح طور پر نظر آرہے تھے اور ہونٹوں کے کناروں سے خون کے چند قطرے بھی نمودار ہو گئے تھے۔

"ڈاکٹر جیف آرنلڈ! ۔۔۔۔ تم ایکریمیا کے ایجنٹ ہو اور تم نے ہی بلیک ایجنسی کے ڈان اور روزی کو سیکنڈ وے کے نظام کے بارے میں نہ صرف معلومات مہیا کیں بلکہ انہیں ہولوکن ریکارڈر بھی مہیا کیا تاکہ وہ میری آواز میں مخصوص اوپن کوڈ ریکارڈ کر کے اس وے سے لیبارٹری میں داخل ہو کر ڈاکٹر ہاشم کو گولی مار سکیں ۔۔۔۔ میں درست کہہ رہا ہوں ناں ڈاکٹر" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"نہیں نہیں ۔۔۔۔ یہ سب غلط ہے ۔۔۔۔ میں کچھ نہیں جانتا ۔۔۔۔ تم مجھ پر تشدد نہیں کر سکتے" ۔۔۔۔ ڈاکٹر جیف نے ہذیانی انداز میں کہا۔

"دیکھو ڈاکٹر جیف ۔۔۔۔ میں نے اپنے ساتھیوں کا غلط تعارف نہیں کرایا تھا۔ یہ دونوں واقعی ڈاکٹر ہیں لیکن انہوں نے انسانی ہڈیوں کو توڑنے پر ڈاکٹریٹ کی ہوئی ہے ۔۔۔۔ یہ ایسے آرٹسٹنگ طریقے سے کام

کرتے ہیں کہ انسان کے جسم کی ایک ایک ہڈی بھی توڑ دیتے ہیں اور اسے
مرنے بھی نہیں دیتے ـــــ اس لئے بجائے اس کے کہ تمہیں ٹوٹی ہوئی
ہڈیوں کے بعد ہمیشہ کے لئے معذور کر کے قانون کے حوالے کر دیا جائے،
تم اگر سب کچھ سچ سچ بتا دو تو میرا وعدہ ہے کہ تمہیں صحیح اور زندہ سلامت
قانون کے حوالے کیا جائے گا۔ لیکن یہ میری طرف سے لاسٹ وارننگ
ہے" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

اسی لمحے جوزف اندر داخل ہوا۔

"اس بوڑھے ملازم کو میں نے گولی مار دی ہے ـــ وہ اکیلا ہی
تھا یہاں" ـــ جوزف نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"گگ ـــ گولی مار دی ہے ـــ مم ـــ مگر کیوں" ـــ ڈاکٹر
جیف نے انتہائی خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"ڈاکٹر جوانا ـــ تم اپنا کام شروع کر دو" ـــ عمران نے سرد لہجے
میں ایک طرف کھڑے جوانا سے کہا۔

"یس ماسٹر" ـــ جوانا نے ایسے مسرت بھرے لہجے میں کہا جیسے عمران
نے اسے زندگی کا سب سے پرلطف کام کرنے کی ہدایت کی ہو۔

"رک جاؤ ـــ رک جاؤ ـــ مت مارو مجھے ـــ رک جاؤ ـــ
میں بتاتا ہوں ـــ رک جاؤ" ـــ دیوقامت جوانا کو اپنی طرف بڑھتے
دیکھ کر ڈاکٹر جیف یکلخت خوف کی شدت سے چیخ پڑا۔

"سب کچھ بتا دو ڈاکٹر ـــ ورنہ ـــ" عمران نے جیب سے
بھاری ریوالور نکال کر اس کی نال ڈاکٹر جیف کی کنپٹی پر رکھ کر دباتے
ہوئے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

ڈاکٹر جیف نے جس طرح گر کر اٹھنے کے دوران نہ صرف ریوالور نکال لیا تھا بلکہ
اس نے عمران پر فائر بھی کر دیا تھا اس سے تو یہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ صرف سائنسی
آلات کا ہی ماہر نہ ہے بلکہ اس نے مارشل آرٹ کی تربیت بھی حاصل کر رکھی ہے
لیکن جوانا کی پیشقدمی اور عمران کے لہجے نے شاید اسے ہلا کر رکھ دیا تھا۔

"مم ـــ مم ـــ مجھے راجر نے فون کیا تھا کہ بلیک ایجنسی کے ٹاپ ایجنٹ
ڈان اور روزی یہاں ایک اہم مشن کیلئے آئے ہیں، ان کی مدد کرو۔ میں چونکہ راجر
کا ماتحت ہوں اس لئے مجبور تھا ـــ پھر ڈان اور روزی یہاں مجھ سے ملنے
آئے۔ ان کا مشن ڈاکٹر ہاشم کو قتل کرنا تھا وہ اس کے لئے ڈاکٹر ہاشم کی
لیبارٹری میں گھسنا چاہتے تھے لیکن وہاں گھسنا ناممکن تھا ـــ پھر میں نے
باتوں باتوں میں سیکنڈ دے کے متعلق بتایا لیکن سیکنڈ وے کا اوپن تمہاری آواز
میں تھا اور میں تمہیں جانتا نہ تھا ـــ انہوں نے اس میں دلچسپی ظاہر
کی تو میں نے بعد میں انہیں اس ریکارڈ کی ہیں سنوائی تو روزی نے تمہاری
آواز پہچان لی ـــ چنانچہ پروگرام طے ہو گیا۔ میں نے انہیں ہولوکن
ریکارڈر دے دیا اور اوپن کوڈ کی پوری تفصیلات بتا دیں ـــ
روزی سائنس میں خاصی مہارت رکھتی ہے اور انتہائی ذہین عورت
ہے۔ اس نے نجانے کیا چکر چلایا کہ تمہاری آواز میں ہولوکن ریکارڈ تیار
کر کے مجھے پہنچا دیا ـــ میں نے اس سے اوپن کوڈ قائم کر لیا۔ کل رات
ہم نے مشن مکمل کرنا تھا۔ میں ـــ چونکہ لیبارٹری کے بیرونی حصے میں
آسانی سے آجا سکتا تھا اس لئے میں نے سیکنڈ دے تک ڈان کے پہنچنے
اور پھر واپس آنے کی تمام لائننگ سیٹ کر لیں ـــ پروگرام یہ تھا کہ
سیکنڈ وے میں جاکر میں اوپن ریکارڈ فیڈ کر دیتا اور پھر واپس آ کر ڈان کو

بلاتا۔ ڈان آسانی سے سیکنڈ دے تک پہنچ جاتا ـــــ اوپن ریکارڈر چونکہ فیڈ ہو چکا تھا اس لئے وہ ایک مخصوص بٹن دباتا تو سیکنڈ دے کھل جاتا۔ اور وہ سیدھا ڈاکٹر ہاشم کے خاص دفتر تک بغیر کسی کی نظروں میں آئے پہنچ جاتا ـــــ وہاں وہ انہیں گولی مار کر واپس آجاتا اور میں بعد میں جاکر اوپن ریکارڈر نکال لیتا ـــــ اس طرح کسی کو شک بھی نہ پڑتا اور ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کے اندر ہی قتل ہو جاتا ـــــ مگر جب میں اوپن ریکارڈ فیڈ کرنے سیکنڈ دے کے بیرونی حصے پر پہنچا تو وہاں سیکنڈ دے کو ریڈ لائن سے بلاک کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ یہ مشن فیل ہو گیا" ـــــ ڈاکٹر جیف نے ہکلا ہکلا کر پوری تفصیل بتا دی۔

"یہ راجر کون ہے" ـــــ؟ عمران نے ریوالور کی نال کو اور زیادہ دباتے ہوئے کہا۔

"راجر اینڈ کمپنی کا مینجنگ ڈائریکٹر ہے ـــــ یہاں ایکریمیا کے تمام مفادات کو وہی کنٹرول کرتا ہے" ـــــ ڈاکٹر جیف نے جواب دیا۔

"اب یہ بتاؤ کہ تم بھی تو جاکر ڈاکٹر ہاشم کو قتل کر سکتے تھے ـــــ پھر تم نے خود ایسا کیوں نہ کیا، حالانکہ وہ اوپن ریکارڈ تمہارے پاس تھا" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ڈاکٹر ہاشم کے دفتر میں بھی ماسٹر کمپیوٹر نصب ہے ـــــ جو شخص وہاں جاتا ہے اس کی خفیہ تصویریں لے لی جاتی ہیں چاہے وہ میک اپ میں ہو ـــــ یا منہ پر کوئی چیز بھی ڈالی ہوئی ہو ـــــ اس لئے اگر میں وہاں جاتا تو پھر بعد میں مجھے پہچان لیا جاتا۔ کیونکہ مجھے سب جانتے ہیں مگر ڈان کو کوئی نہیں جانتا اور نہ پہچانتا ـــــ اور پھر مشن اس کا تھا، میرا نہ تھا۔"

ڈاکٹر جیف نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اس مشن کے فیل ہو جانے کے بعد ڈان اور روزی کا اب کیا پروگرام بنا ہے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"م ـــ م ـــ مجھے نہیں معلوم" ـــــ ڈاکٹر جیف نے ہچکچا کر کہا۔

"میں صرف تین تک گنوں گا ڈاکٹر! ـــــ اس کے بعد تمہاری کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تبدیل ہو جائے گی ـــــ اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو سچ سچ بتا دو ـــــ ایک ـــــ دو ـــــ" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا اور پھر گنتی شروع کر دی۔

"رک جاؤ ـــ رک جاؤ ـــ بتاتا ہوں ـــ بتاتا ہوں ـــ تمہارا لہجہ بتا رہا ہے کہ تم انتہائی ظالم آدمی ہو ـــــ روزی نے نیا پروگرام بنایا ہے ـــــ وہ ڈاکٹر اعظم کی کوٹھی میں جاکر ڈاکٹر اعظم کو کور کر کے اس کے ذریعے سردادر کو ان کی لیبارٹری سے باہر کسی خاص جگہ بلائے گی اور پھر ڈاکٹر داور پر تشدد کر کے ان سے اس لیبارٹری کی کمزوری معلوم کر کے ڈاکٹر ہاشم کو قتل کیا جائے گا" ـــــ ڈاکٹر جیف نے جواب دیا اور عمران بری طرح چونک پڑا۔

"ڈاکٹر اعظم ـــــ کیا وہ ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ـــــ ان کی بات کر رہے ہو تم" ـــــ عمران نے بے چین لہجے میں پوچھا۔

"ہاں وہی" ـــــ ڈاکٹر جیف نے کہا۔

"اچھا اس ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتاؤ ـــــ اس کا چہرہ مہرہ اور قد و قامت سب کچھ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ عمران نے کہا تو ڈاکٹر جیف نے اسے ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا۔

"ٹھیک ہے ــــ تم نے پاکیشیا سے غداری کی ہے اس لئے تمہاری سزا فوری موت ہے ــــ چونکہ تم نے سب کچھ بتا دیا ہے اس لئے میں تمہیں نرم سزا دے رہا ہوں۔ ورنہ تم اس بات کے مستحق تھے کہ واقعی پہلے تمہارے جسم کی ایک ایک ہڈی توڑی جاتی ــــ پھر تمہیں ہلاک کیا جاتا" ــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ڈاکٹر جیف کی کھوپڑی واقعی ٹکڑوں میں بٹ گئی اور اس کا جسم دھڑام سے صوفے پر گر گیا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے ریوالور جیب میں رکھا اور مڑ کر ٹیلیفون کا رسیور اٹھا کر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں ــــ مین روڈ پر ایک امپورٹ ایکسپورٹ کا کام کرنے والی راجر اینڈ کمپنی کا دفتر ہے اس کے مینجنگ ڈائریکٹر کو فوری طور پر اغوا کر کے اپنے پاس رکھ لیں ــــ یہ ایکریمیا کا اہم ترین ایجنٹ ہے اور اس سے ساری تفصیلات حاصل کر کے اس کی جگہ جو بھی ممبر لے سکتا ہو۔ اُسے اس کی جگہ فوری طور پر پہنچوا دیں ــــ بلیک ایجنٹس ڈان اور روزی کے حلیے بتا رہا ہوں۔ وہ جیسے ہی اس سے رابطہ کریں انہیں فوری طور پر گرفتار کر لینا ہے" ــــ عمران نے تیز تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی جلدی سے اس نے پہلے روزی کا اور پھر ڈاکٹر جیف سے معلوم شدہ ڈان کا حلیہ تفصیل سے بتا دیا اور اس سے پہلے کہ دوسری طرف سے کوئی جواب آتا، عمران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور ایک بار پھر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس" ــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی۔

"سرداور سے بات کرائیں ــــ میں علی عمران بول رہا ہوں" ــــ ...مران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"سوری سر ــــ سرداور لیبارٹری میں موجود نہیں ہیں ــــ وہ ابھی ...چند لمحے پہلے نیشنل لیبارٹری سے واپس آئے تھے کہ ڈاکٹر اعظم صاحب کا ...ون آگیا اور وہ فوری طور پر واپس چلے گئے ہیں ــــ یہ بتا کر نہیں گئے ...کہ کہاں جا رہے ہیں" ــــ سرداور کے سیکرٹری نے تفصیل سے جواب ...دیتے ہوئے کہا۔ وہ چونکہ عمران سے اچھی طرح واقف تھا اور سرداور نے ...بھی اُسے عمران کے متعلق خصوصی ہدایات دے رکھی تھیں، اس لئے اس ...نے پوری تفصیل سے جواب دیا تھا۔

"ڈاکٹر اعظم نے کہاں سے فون کیا تھا" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"اپنی کوٹھی سے جناب" ــــ سیکرٹری نے جواب دیا۔

"ان کی کوٹھی کہاں ہے" ــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"کوٹھی نمبر تھرٹی تھری، ملٹری آفیسرز کالونی" ــــ سیکرٹری نے ...فوراً ہی پتہ بتا دیا۔

"ان کا فون نمبر بتاؤ" ــــ عمران نے کہا اور سیکرٹری نے نمبر بتا دیا۔ ...مران نے ہاتھ مار کر کریڈل دبایا اور تیزی سے سیکرٹری کے بتائے ہوئے ...نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"جی صاحب" ــــ رابطہ قائم ہوتے ہی کسی ملازم کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"ڈاکٹر اعظم سے بات کراؤ ــــ میں سرداور کا اسسٹنٹ ہوں" ــــ ...مران نے کہا۔

"ڈاکٹر صاحب اپنے مہمان کے ساتھ ابھی گئے ہیں ــــ بتا کر نہیں گئے کہ

کہاں گئے ہیں" ـــــ ملازم نے جواب دیا۔

"کیا مہمان غیر ملکی تھا" ـــــ؟ عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ جی ہاں! ـــ غیر ملکی تھا جناب" ـــــ ملازم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا اپنی کار پر گئے ہیں ـــ یا مہمان کی کار پر گئے ہیں" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"جناب! ـــ وہ مہمان کی کار پر گئے ہیں ـــ میں ان کا ڈرائیور ہوں اگر وہ اپنی کار پر جاتے تو میں ساتھ جاتا" ـــــ دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران اس کے ڈرائیور ہونے کا سن کر چونک پڑا۔

"سنو ڈرائیور! ـــ اہم ترین سرکاری مسئلہ ہے اس لئے ڈاکٹر اعظم کا فوری ملنا ضروری ہے ـــــ تم ڈرائیور ہو۔ تمہیں مہمانوں کی کار کا نمبر ماڈل اور رنگ یقیناً یاد ہو گا۔ تفصیل سے بتاؤ" ـــــ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"جی ہاں! ـــ سلور گرے کلر کی ٹویوٹا کراؤن کار ہے نئے ماڈل کی۔ اور جناب! ـــ اس کا نمبر ڈبل ایچ، ٹرپل تھری ہے" ـــــ ڈرائیور نے اس کی توقع کے عین مطابق پوری تفصیل بتا دی۔

"شکریہ" ـــــ عمران نے کہا اور کریڈل دباتے ہوئے جوزف اور جوانا کی طرف مڑ گیا۔

"تم دونوں اس کی کوٹھی کی تلاشی لو۔ شاید کوئی خاص چیز مل جائے" عمران نے کہا اور وہ دونوں سر ہلاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے باہر کی طرف چل پڑے۔ عمران نے ان کے باہر جاتے ہی ایک بار پھر تیزی سے

نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"ایکسٹو" ـــــ دوسری طرف سے ایک بار پھر مخصوص آواز سنائی دی۔

"عمران بول رہا ہوں جناب! ـــ مجرم ڈیفنس ریسرچ کونسل کے سربراہ ڈاکٹر اعظم کو اغوا کر کے ایک کار نمبر ڈبل ایچ، ٹرپل تھری، سلور گرے کلر، جدید ماڈل ٹویوٹا کراؤن میں ملٹری آفیسرز کالونی سے باہر گئے ہیں۔ وہ ڈاکٹر اعظم کے ذریعے سردار کو اغوا کرنا چاہتے ہیں ـــــ انہوں نے پہلے ڈاکٹر اعظم سے سردار کو فون کرا کے بلوایا ہے اور سردار بھی لیبارٹری سے نکل کر چلے گئے ہیں ـــــ آپ فوری طور پر اس کار کو تلاش کر کے مجرموں، سردار اور ڈاکٹر اعظم تینوں کو کور کرا دیں ـــ اٹ از ایمرجنسی"۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی رسیور رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ چونکہ فون بہرحال اجنبی تھا اس لئے اس نے احتیاطاً ایکسٹو سے کھل کر بات نہ کی تھی۔

"جوزف، جوانا ـــ آجاؤ۔ بعد میں دیکھا جائے گا" ـــــ عمران نے باہر آتے ہی زور سے کہا اور برآمدے کے ساتھ والے کمرے سے جوانا اور جوزف باہر آ گئے۔ چند لمحوں بعد عمران کی کار کوٹھی سے نکل کر کالونی سے باہر شہر کی طرف جانے والی سڑک پر دوڑنے لگی اس بار عمران خود سٹیئرنگ پر تھا۔

"کیا تم نے ڈاکٹر جیفنے کے ملازم کو ہلاک کر دیا تھا جوزف" ـــــ عمران نے اچانک ایک خیال آنے پر پوچھا۔

"نہیں باس! ـــ میں نے اسے صرف بیہوش کیا تھا مگر ڈاکٹر کو خوفزدہ کرنے کے لئے میں نے اس کی موت کی بات کی تھی" ـــــ ساتھ بیٹھے جوزف نے کہا اور عمران نے سر ہلا دیا۔ اس کے چہرے پر بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔

سرداور اپنی کار کی عقبی سیٹ پر بڑی پریشانی کے عالم میں بیٹھے ہوئے تھے جب کہ ان کا ڈرائیور خاصی تیز رفتاری سے کار چلاتا ہوا اُسے شہر سے باہر جانے والی ایک سڑک پر بڑھائے چلا جا رہا تھا۔ سرداور اپنی عادت کے خلاف ڈرائیور کو اور تیز کار چلانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ حالانکہ وہ کار تیز چلانے کے انتہائی خلاف تھے لیکن اس وقت وہ اپنی فطرت کے خلاف بات کر رہے تھے۔ کیونکہ ڈاکٹر اعظم نے انہیں ابھی فون پر بتایا تھا کہ پراجیکٹ اے میں اچانک دھماکہ ہوا ہے اور وہاں چار افراد ہلاک ہو گئے ہیں باقی زخمی ہیں۔ پراجیکٹ اے انتہائی خفیہ پراجیکٹ تھا جو شہر سے باہر موجود ایک خاص لیبارٹری میں تکمیل پذیر تھا اور سرداور ہی اس پراجیکٹ کے انچارج تھے۔ ڈاکٹر اعظم نے انہیں بتایا تھا کہ وہ ایک کام سے پراجیکٹ اے گئے تھے کہ زیرو سیکشن میں دھماکہ ہو گیا اور وہ انہیں وہیں سے کال کر رہے ہیں۔ پراجیکٹ اے اس قدر اہم تھا کہ سرداور یہ خبر سنتے ہی بری

طرح بوکھلا گئے اور اب وہ کار میں بیٹھے وہیں جا رہے تھے۔ ان کا بس نہ چل رہا تھا کہ وہ اڑ کر پراجیکٹ اے پہنچ جاتے کیونکہ زیرو سیکشن کے دھماکے کے بعد ایک اہم ترین پلانٹ کو انتہائی شدید خطرہ لاحق ہو سکتا تھا اور اس خطرے کو صرف وہی دور کر سکتے تھے اگر وہ بروقت وہاں پہنچ جاتے۔ ورنہ پاکیشیا عظیم ترین نقصان سے دوچار ہو سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ اپنی عادت کے خلاف ڈرائیور کو بار بار تیز رفتاری سے کار چلانے کے لئے کہہ رہے تھے۔ لیکن ڈرائیور نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹا اچانک کار کی بریکیں اسے پوری قوت سے لگانی پڑیں اور ٹائروں کی چیخوں سے ماحول گونج اٹھا۔ کار ایک زوردار دھچکے سے سڑک پر ترچھی کھڑی ہوئی کار کے ساتھ جا کر رک گئی۔ سرداور کا سر زوردار دھکے سے سامنے والی سیٹ سے ٹکرایا اور وہ چیخ مار کر دونوں سیٹوں کے درمیان ہی گر گئے۔

"کیا ہوا تمہیں"۔۔۔ انہوں نے سنبھل کر اونچا اٹھتے ہوئے چیخ کر ڈرائیور سے کہا ہی تھا کہ کار کا دروازہ کھلا اور کسی نے ان کا بازو پکڑ کر انتہائی بے دردی سے انہیں باہر کھینچ لیا اور سرداور بری طرح چیختے ہوئے ایک جھٹکے سے کار سے باہر جا گرے۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ ڈاکٹر داور"۔۔۔ ایک چیختی ہوئی سرد آواز سنائی دی اور ڈاکٹر داور کراہتے ہوئے اٹھے تو انہیں چار مشین گنوں سے مسلح افراد اپنے گرد کھڑے نظر آئے۔

"چلو ادھر کار میں بیٹھو"۔۔۔ ایک آدمی نے مشین گن کی نال ان کی کمر سے لگا کر انہیں ترچھی کھڑی کار کی طرف دھکیلتے ہوئے کہا۔

"کک۔ کک۔ کون ہو تم"۔۔۔ سرداور نے انتہائی حیرت بھرے

لہجے میں کہا۔

"خاموشی سے چلے چلو ــــــ ورنہ کھوپڑی اُڑا دونگا" ــــــ اس آدمی نے چیخ کر کہا اور پھر ڈاکٹر داور کو ایک کار کی عقبی سیٹ پر بٹھا دیا گیا اور دو مسلح افراد ان کی دونوں سائیڈوں پر بیٹھ گئے جب کہ باقی دو سامنے والی سیٹ پر اور دوسرے لمحے کار تیزی سے مڑی اور ایک طرف دوڑنے لگی۔ ذرا سا آگے جا کر وہ سڑک سے اُتر کر ایک کچے راستے پر دوڑتی ہوئی آگے بڑھنے لگی۔

سر داور ہونٹ دبائے خاموش بیٹھے تھے لیکن اتنی بات بہر حال وہ سمجھ گئے تھے کہ انہیں اغوا کیا جا رہا ہے۔ ان لوگوں کے سخت چہرے بتا رہے تھے کہ اگر انہوں نے زیادہ مزاحمت کی تو وہ انہیں گولی بھی مار سکتے ہیں۔ اس لئے وہ خاموش بیٹھے رہے۔

کچی سڑک کا اختتام ایک زرعی فارم پر ہوا۔ فارم کا پھاٹک کھلا ہوا تھا۔ کار سیدھی اندر گئی اور عمارت کے برآمدے کے سامنے جا کر رک گئی برآمدے میں ایک ایکریمی عورت کھڑی تھی اس نے انہیں کمرے میں لے جا کر کرسی سے باندھنے کے لئے کہا اور سر داور کو ایک کمرے میں لے جا کر کرسی سے باندھ دیا گیا۔ پھر دو افراد تو وہیں رک گئے جب کہ دو واپس چلے گئے۔

"یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں ــــــ اور ان کا کیا مقصد ہو سکتا ہے" ــــــ سر داور نے سوچتے ہوئے کہا۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس طرح سوچنے سے تو انہیں کچھ معلوم نہ ہو سکتا تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد باہر سے قدموں کی آواز گونجی اور ڈاکٹر داور یہ

دیکھ کر بُری طرح چونک پڑے کہ اس بار ڈاکٹر اعظم کو بھی مشین گن کی نال پر اندر لے آیا جا رہا تھا۔ ان کے پیچھے ایک مسلح آدمی تھا۔ ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر شدید خوف کے آثار نمایاں تھے۔ وہ بھی ڈاکٹر داور کو دیکھ کر چونکے لیکن بولے نہیں۔ اور پھر انہیں بھی ساتھ رکھی ہوئی ایک کرسی پر مضبوط رسیوں سے باندھ دیا گیا اور اس بار پہلے سے موجود دونوں اور ڈاکٹر اعظم کو لانے والا باہر چلے گئے۔ دروازہ باہر سے بند کر دیا گیا۔

"یہ کیا ہے ڈاکٹر اعظم" ــــــ سر داور نے گردن موڑ کر ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا لیکن اس سے پہلے کہ ڈاکٹر اعظم کچھ کہتے، دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور ایک لمبا تڑنگا ایکریمی مرد اور ایک خوبصورت ایکریمی عورت اندر داخل ہوئے۔ ان کے پیچھے وہی مسلح آدمی تھا جو ڈاکٹر اعظم کو لے آیا تھا۔

"اوہ جیگر ــــــ مجھے خیال آگیا ہے ــــــ کار کا نمبر وہاں ملٹری کالونی کے گیٹ پر نوٹ ہوا تھا ــــــ تم ایسا کرو کہ کار لے جا کر کہیں محفوظ جگہ پر چھپا دو ــــــ جاؤ" ــــــ ایکریمی مرد نے اچانک مڑ کر اس مسلح آدمی سے کہا اور وہ سر ہلاتا ہوا تیزی سے باہر چلا گیا۔

"تو یہ ہے سر داور" ــــــ اس ایکریمی مرد نے سر داور کی طرف بڑھتے ہوئے انتہائی طنزیہ لہجے میں کہا اور اس کی ہمراہی عورت نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"تم کون ہو ــــــ اور ہمیں یہاں کیوں لایا گیا ہے" ــــــ سر داور نے ہونٹ چباتے ہوئے سخت لہجے میں پوچھا۔ وہ اب اپنے آپ کو سنبھال چکے تھے۔

"سرداور ـــــ تم پاکیشیا کے بہت بڑے سائنسدان ہو ـــــ تمہارا قتل پاکیشیا کے لئے انتہائی نقصان دہ ثابت ہوگا اور ہم انگلی کے ایک اشارے سے تمہارے جسم میں سینکڑوں گولیاں اتار سکتے ہیں ـــــ تم نے دیکھا کہ ہم نے تمہیں کتنی آسانی سے تمہاری اس لیبارٹری سے باہر نکلوا کر یہاں پہنچایا ہے اور کسی کو نہیں معلوم کہ تم اغوا ہو چکے ہو ـــــ اور نہ معلوم ہو سکتا ہے ـــــ اگر تم دونوں کو قتل کر کے یہاں دفن کر دیا جائے تو صدیوں تک تمہاری قبریں بھی تلاش نہیں کی جا سکتیں" ـــــ اس ایکریمی مرد نے بڑے استہزائیہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو ـــــ سیدھی طرح بات کرو" ـــــ سرداور نے انتہائی خشک لہجے میں کہا۔

"ہونہہ ـــــ تو تم اس ڈاکٹر اعظم سے زیادہ سخت آدمی لگتے ہو ـــــ یہ بیچارہ تو ایک ہی تھپڑ کھا کر سیدھا ہو گیا تھا۔ اور پھر اس نے اپنی جان بچانے کے لئے خود ہی تمہیں فون کر کے کسی پراجیکٹ میں دھماکے کی کہانی سنائی۔ اس طرح تم باہر آ گئے ـــــ میں نے صرف اسے اتنا کہا تھا کہ کسی طرح ڈاکٹر داور کو لیبارٹری سے باہر نکالو، ورنہ تمہارا جسم گولیوں سے چھلنی کر دیا جائے گا ـــــ اور میں نے یہ بھی اسے کہہ دیا تھا کہ ہم تمہیں اس سڑک پر لے آنا چاہتے ہیں تو اس نے خود ہی کہہ دیا کہ کوئی پراجیکٹ اس سڑک سے آگے تکمیل ہو رہا ہے اور پراجیکٹ کی تباہی کا سن کر تم بے اختیار دوڑے آؤ گے ـــــ اور واقعی تم یہاں پہنچ گئے ـــــ میں نے ڈاکٹر اعظم سے وعدہ کیا تھا کہ اگر اس نے مکمل تعاون کیا تو اسے زندہ چھوڑ دیا جائے گا ـــــ اور تم دیکھو کہ میں وعدے کا کتنا سچا ہوں۔ ورنہ

میں چاہتا تو راستے میں ہی قتل کر کے کسی گٹر میں پھینک آتا۔ کیونکہ اب یہ ہمارے لئے بے کار ہو چکا ہے ـــــ اور میں تم سے بھی وعدہ کرتا ہوں کہ اگر تم بھی ڈاکٹر اعظم کی طرح ہم سے تعاون کرو گے تو تمہیں بھی زندہ چھوڑ دیا جائے گا" ـــــ ایکریمی مرد نے سخت لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"تم چاہتے کیا ہو ـــــ صاف بات کرو" ـــــ سرداور نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

"سنو ـــــ تمہیں ڈاکٹر ہاشم والی لیبارٹری کے حفاظتی انتظامات کی کمزوریوں کا علم ہے ـــــ ہمیں اس نظام کی ایسی کمزوریاں بتاؤ کہ جس سے ہم کسی کو معلوم ہوئے بغیر اس لیبارٹری کے اندر جا سکیں" ـــــ ایکریمی نے کہا۔

"ایسی کوئی کمزوری نہیں ہے ـــــ اگر کوئی ہوتی تو اب تک شاید لیبارٹری ہی دس بار تباہ ہو چکی ہوتی ـــــ وہ مکمل طور پر فول پروف ہے"۔ سرداور نے خشک لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تو پھر جس طرح ڈاکٹر اعظم نے تمہیں تمہاری لیبارٹری سے باہر نکالا ہے اس طرح تم ڈاکٹر ہاشم کو اس کی لیبارٹری سے باہر نکالو" ـــــ ایکریمی کا لہجہ یکلخت بے حد سرد ہو گیا۔

"یہ بھی ناممکن ہے ـــــ ڈاکٹر ہاشم اپنی مرضی کے مالک ہیں۔ وہ چاہیں تو کبڈی کا میچ دیکھنے خود ہی پبلک میں آ کر بیٹھ جائیں ـــــ اور نہ چاہیں تو قیامت ہی کیوں نہ لیبارٹری سے باہر آ جاتے وہ دیکھنے باہر نہ آئیں" ـــــ سرداور نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ڈان! — تم خوامخواہ اس بڈھے سے مغز کھپائی کر رہے ہو۔ اسے گولی مار کر ایک طرف پھینکو — ہم خود ہی کوئی نہ کوئی طریقہ ڈھونڈ لیں گے" — ساتھ کھڑی ہوئی ایکریمی لڑکی نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نہیں روزی — میں جانتا ہوں کہ گھی سیدھی انگلیوں سے ہی نکل آتے — یہ بہرحال سائنسدان ہے۔ ان کا احترام تو لازمی چیز ہے۔ لیکن اگر ان کا جواب ایسے ہی رہا تو پھر انگلیاں ٹیڑھی بھی کی جا سکتی ہیں" ڈان نے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم انگلیاں ٹیڑھی کرو — یا انگوٹھا ٹیڑھا کرو — یہ بات تو طے ہے کہ ڈاکٹر ہاشم اپنی مرضی کے بغیر باہر نہیں آ سکتے — اور ان کی لیبارٹری میں ان کی مرضی کے بغیر کوئی جا نہیں سکتا" — سرداور نے اسی طرح ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب تم کیا کہتے ہو ڈاکٹر اعظم — اس ڈاکٹر داور کو تو میں گولی مار دیتا ہوں — تم بتاؤ، کیا تم ڈاکٹر ہاشم کو باہر نکال سکتے ہو" — ڈان نے اس بار سرد لہجے میں ڈاکٹر اعظم سے مخاطب ہو کر کہا جو خاموش نظریں جھکائے ہوئے بیٹھے تھے۔

"نہیں — ڈاکٹر ہاشم بہت بڑے آدمی ہیں — وہ واقعی اپنی مرضی کے مالک ہیں — انہیں کوئی مجبور نہیں کر سکتا — صرف ایک آدمی ہے جس کے حکم کی تعمیل ان پر لازمی ہے اور وہ ہے سیکرٹ سروس کا چیف — اور اسے کوئی جانتا تک نہیں" — ڈاکٹر اعظم نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوکے — روزی! واقعی تمہاری بات درست ہے — میں نے

خوامخواہ وقت ہی ضائع کیا ہے" — ڈان نے کہا اور پھر اس نے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتاری اور اسے پہلے ڈاکٹر اعظم کی طرف سیدھا کیا۔ ڈاکٹر اعظم کے چہرے پر بے پناہ زردی پھیل گئی۔

"مم — مم — مت مارو مجھے — میں نے تم سے پورا پورا تعاون کیا ہے — مت مارو مجھے — تم نے وعدہ کیا تھا کہ میری جان بخش دو گے — اور اسی لئے تو میں نے سرداور سے جھوٹ بول کر انہیں باہر بلایا" — ڈاکٹر اعظم نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"تم نے اس وقت واقعی تعاون کیا تھا۔ اس لئے اب تک زندہ ہو۔ لیکن اب تم تعاون نہیں کر رہے — اس لئے اب تمہیں عبرتناک موت مرنا پڑے گا" — ڈان نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"رک جاؤ ڈان! — مت مارو ڈاکٹر اعظم کو — اسے مارنے سے تمہیں کیا فائدہ ملے گا — خوامخواہ کی خونریزی کا کیا فائدہ" — سرداور نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ لیکن ڈان نے سرداور کو کوئی جواب دینے کی بجائے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر اعظم کے حلق سے تیز چیخ نکلی اور وہ کرسی سمیت اچھل کر پشت کے بل ایک دھماکے سے نیچے جا گرے۔ ان کا جسم بندھے ہونے کے باوجود کرسی کے اندر ہی بری طرح تڑپ رہا تھا اور جسم سے خون جگہ جگہ فوارے کی طرح نکل رہا تھا۔

سرداور کے ہونٹ بری طرح بھنچ گئے لیکن وہ مجبور تھے کچھ کر نہ سکتے تھے۔ چند لمحوں بعد ہی ڈاکٹر اعظم ٹھنڈے پڑ گئے اور ڈان نے مشین گن موڑی اور اس کا رخ سرداور کی طرف کر دیا۔

"تم نے دیکھ لیا ڈاکٹر اعظم کا انجام — میں تمہیں ایک موقع اور دے

سکتا ہوں ـــــ بولو! ـــ نکال سکتے ہو ڈاکٹر ہاشم کو باہر ـــ یا ـــــ"
ڈان نے انتہائی سفاکانہ لہجے میں کہا۔

"جو میں نے پہلے کہا ہے وہی حقیقت ہے ـــــ موت زندگی تمہارے ہاتھ میں نہیں ہے ـــ اللہ کے ہاتھ میں ہے ـــ اگر میری موت کا وقت آگیا ہے تو میں اسے اللہ کا حکم سمجھ کر قبول کرنے کے لئے تیار ہوں ـــ ورنہ تمہاری تو حقیقت ہی کچھ نہیں ـــ خود موت میرا بال بیکا نہیں کر سکتی" ـــــ سرداور نے انتہائی ٹھوس لہجے میں کہا اور ڈان اور روزی دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات ابھر آئے وہ دونوں ہی سرداور کی بے جگری، اطمینان اور حوصلے پر واقعی حیرت زدہ نظر آرہے تھے۔

"تمہارا اطمینان بتا رہا ہے کہ تم بے حد گہرے آدمی ہو ـــ عام سائنسدان نہیں ہو۔ اس لئے اب مجھے تم پر تشدد کرنا پڑے گا ـــ روزی! ـــ ذرا باہر پڑے بیگ میں سے میرا خنجر تو نکال لاؤ" ـــــ ڈان نے کہا اور ساتھ ہی اس نے مڑ کر اپنی ساتھی لڑکی کو خنجر لانے کے لئے کہا۔

"سنو ڈان! ـــ خواہ مخواہ تشدد کر کے تم اپنا اور میرا دونوں کا وقت ضائع کرو گے ـــ میں تمہیں ایک آدمی کا پتہ بتا دیتا ہوں ـــ اگر تم اسے میری بجائے قابو کر لو تو وہ ڈاکٹر ہاشم کو آسانی سے باہر لا سکتا ہے" ـــــ سرداور نے کہا۔

"اوہ! ـــ کون آدمی ہے وہ" ـــــ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"اس کا نام علی عمران ہے ـــ وہ سنٹرل انٹیلی جنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا لڑکا ہے ـــ کنگ روڈ کے فلیٹ نمبر دو سو میں رہتا ہے"۔

سرداور نے کہا۔

"وہ کیسے ڈاکٹر ہاشم کو باہر لا سکتا ہے" ـــــ ڈان نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اب سرداور کو کیا بتاتے کہ وہ عمران سے کتنے واقف ہیں

"وہ کوئی نہ کوئی ترکیب نکال لے گا" ـــــ سرداور نے جواب دیا۔

"اوہ ڈان! ـــ اب میرے ذہن میں یہ بات آئی ہے ـــ واقعی عمران انتہائی اہم آدمی ہے۔ ہم نے خواہ مخواہ اسے نظر انداز کر دیا ـــ سیکنڈ وے کا اوپن ریکارڈ عمران کی آواز میں رکھنے سے ہی ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر ہاشم کے انتہائی قریب ہے ـــ ویری گڈ ـــ اسے تو آسانی سے ڈیل کیا جا سکتا ہے" ـــــ روزی نے یکلخت تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں ـــ اب وہ آسانی سے قابو میں نہ آئے گا۔ وہ پہلے ہمارے ہاتھوں بیوقوف بن چکا ہے اور تم نے ہولوکن ریکارڈر کے بارے میں اسے بتا کر مزید ہوشیار کر دیا تھا" ـــــ ڈان نے انکار میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

ادھر سرداور ان دونوں کی باتیں سن کر بری طرح چونک پڑے تھے کیونکہ اس کا مطلب تھا کہ عمران پہلے ہی ان سے ٹکرا چکا ہے اور اب اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہولوکن ریکارڈر سے اوپن ریکارڈ تیار کرنے والی پارٹی بھی یہی ہے۔

"تم جانتے ہو عمران کو" ـــــ سرداور نے کہا۔

"ہاں اچھی طرح ـــ ہم نے اسے احمق بنا کر اس کی آواز میں ہولوکن ریکارڈ تیار کرا لیا تھا لیکن اس نے شاید تم سے یا ڈاکٹر ہاشم سے ہولوکن ریکارڈ کی بات کی ـــ اس طرح لیبارٹری کا سیکنڈ وے بلاک کر دیا گیا ورنہ تو ہمارا مشن پہلے ہی مکمل ہو چکا ہوتا" ـــــ ڈان نے کہا۔

"تم اسے گولی مارو ڈان ـــــ اور یہاں سے چلو ـــــ اس عمران کو کور کرنے کے لئے کوئی فول پروف پلاننگ میں کرتی ہوں ـــــ پھر دیکھنا کس طرح یہ احمق مزید احمق بنتا ہے ـــــ اس بڈھے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا" ـــــ روزی نے تیز لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ چلو اس طرح پاکیشیا کو ایک اور نقصان تو پہنچے گا ـــــ یہ بھی پاکیشیا کے لئے ڈاکٹر ہاشم سے کم اہمیت نہیں رکھتا" ـــــ ڈان نے آمادگی کے انداز میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا، باہر سے مشین گنوں کی تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دیں اور وہ دونوں بے اختیار مڑے اور پھر تیزی سے بھاگتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

عمران کا یہ پروگرام تھا کہ وہ جوزف اور جوانا کو رانا ہاؤس ڈراپ کر کے خود بھی اس کار کی تلاش میں نکلے گا۔ لیکن ابھی وہ رانا ہاؤس سے کچھ دُور ہی تھا کہ یکلخت کار میں نصب ٹرانسمیٹر نے کال دینا شروع کر دی اور عمران نے چونک کر کار کو سائیڈ پر کرنے کا اشارہ دیا اور پھر اسے تیزی سے سائیڈ پر کر کے ایک طرف روک دیا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"ایکسٹو کالنگ عمران ـ اوور" ـــــ ایکسٹو کی مخصوص آواز سنائی دی۔

"یس ـــ علی عمران بول رہا ہوں جناب ـ اوور" ـــــ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا کیونکہ وہ اس وقت ایک معروف سڑک پر تھے اور کار کے ساتھ فٹ پاتھ پر پیدل چلنے والوں کا کافی ہجوم تھا اس لئے عمران نے احتیاطاً کھل کر بات نہ کی تھی۔

"عمران! ـــ ایک کار کا پتہ ملا ہے کہ اسے سالا بار روڈ سے گزرتے

ہوتے چیک کیا گیا ہے لیکن اس میں ایک مقامی آدمی سوار ہے۔ باقی کار خالی ہے ـــــ اور دوسری بات یہ کہ کار کی نمبر پلیٹ بھی مختلف ہے مگر ماڈل اور کلر وہی ہے جو تم نے بتایا ہے ـــــ آدمی کا چہرہ زیر زمین دنیا کے افراد جیسا بتایا گیا ہے۔ اوور" ـــــ ایکسٹو نے تیز لہجے میں کہا۔

"کس نے چیک کیا ہے اُسے۔ اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"صفدر نے۔ اوور" ـــــ ایکسٹو نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ اگر صفدر نے اس آدمی کو مشکوک سمجھا ہے تو پھر لازماً وہ مشکوک ہو گا ـــــ میں صفدر سے بات کر لیتا ہوں۔ اوور اینڈ آل" ـــــ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اس نے جلدی سے اس پر صفدر کے ٹرانسمیٹر کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ اُسے معلوم تھا کہ صفدر کار پر ہی ہو گا اس لئے کار ٹرانسمیٹر پر آسانی سے بات ہو سکے گی۔

"ہیلو ہیلو ـــــ عمران کالنگ صفدر۔ اوور" ـــــ عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بار بار یہ فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"یس ـــــ صفدر اٹنڈنگ۔ اوور" ـــــ چند لمحوں بعد صفدر کی آواز سنائی دی۔ ٹرانسمیٹر سے نکلنے والی صفدر کی آواز بتا رہی تھی کہ اس کی کار خاصی تیز رفتاری سے چل رہی ہے۔

"صفدر ـــــ تم اس وقت کہاں ہو۔ اوور" ـــــ عمران نے پوچھا۔

"میں ایک مشکوک کار کی نگرانی کر رہا ہوں ـــــ کار اب دانش روڈ سے گذر رہی ہے۔ اوور" ـــــ صفدر نے جواب دیا۔

"اوہ! ـــــ یہ روڈ تو خاصی ویران ہے ـــــ تم اسے روکو اور پھر اس

دمی کو قابو میں کر لو ـــــ میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔ لیکن اس آدمی کو مرنا نہیں چاہیئے ـــــ مجھے ابھی چیف نے کال کر کے صورت حال بتائی ہے۔ اوور" ـــــ عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ـــــ میں اسے کور کرتا ہوں ـــــ آپ آجائیں۔ اوور" ـــــ صفدر نے مطمئن لہجے میں کہا اور عمران نے اوور اینڈ آل کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی۔ چونکہ اسے دانش روڈ جانے کے لئے اس روڈ سے ہی گذرنا تھا جس پر رانا ہاؤس تھا اس لئے کار جب رانا ہاؤس کے سامنے پہنچی تو عمران نے کار ایک سائیڈ پر کر کے جوزف اور جوانا کو اترنے کے لئے کہا اور ان دونوں کے اترنے کے بعد اس نے کار کو آگے بڑھایا اور انتہائی تیز رفتاری سے دانش روڈ کی طرف بڑھتا گیا۔ دانش روڈ خاصی ویران سی روڈ تھی کیونکہ اس کا اختتام ایک ویران پہاڑی سلسلے پر ہوتا تھا جہاں ایک چھوٹا سا پہاڑی گاؤں تھا۔

دانش روڈ پر عمران تھوڑا سا ہی آگے بڑھا تھا کہ اسے دور سے سڑک کے کنارے دو کاریں کھڑی نظر آئیں اور اس نے صفدر کی کار کو دور سے ہی پہچان لیا۔ جب عمران قریب پہنچا تو اس نے صفدر کو بڑے اطمینان سے اپنی کار کی پشت سے ٹیک لگائے کھڑے دیکھا دونوں کاروں کے بونٹ اٹھے ہوئے تھے جیسے دونوں ہی خراب ہو گئی ہوں۔ عمران نے کار جب قریب جا کر روکی تو صفدر نے چونک کر دیکھا۔ دوسرے لمحے عمران کو اس کار سے اترتے دیکھ کر اس کے چہرے پر حیرت کے تاثرات اُبھر آئے کیونکہ سفید اور نئے ماڈل کی کیڈلاک اس نے عمران کے نیچے شاید پہلی بار

دیکھی تھی۔

"عمران صاحب! —— اس قدر قیمتی اور خوبصورت کار آپ نے کب
لے لی" —— صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے یار —— میں تو اس کا ایک ٹائر بھی نہیں خرید سکتا —— یہ آ
رانا تہور علی صندوقچی کی ہے۔ میں تو بس اسے چلا کر اپنا شوق پورا کر ر
ہوں —— رانا صاحب بڑے آدمی ہیں اس لئے انہوں نے بھی دے د
ورنہ کسی اور کی ہوتی تو شاید انگلی بھی نہ رکھنے دیتا اس پر" —— عمران
نے صفدر کی طرف بڑھتے ہوئے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا اور صفد
کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"کاش ہمارا بھی کوئی رانا جیسا دوست ہوتا —— ویسے آپ نے کبھ
رانا صاحب سے ہمارا تعارف نہیں کرایا" —— صفدر نے ہنستے ہوئے کہا
"میں نے اپنی دوستی تو ختم نہیں کرانی بھائی! —— ظاہر ہے تم جیس
اعلیٰ شخصیت سے ملنے کے بعد وہ مجھ جیسے تھرڈ کلاس آدمی کو کب منہ
لگائیں گے" —— عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا اور صفدر ایک بار پھ
کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"اب بتاؤ کہ وہ آدمی تمہیں کیسے مشکوک لگا اور کہاں ہے وہ۔ کیا ا
ڈالا ہوا ہے اُسے" —— عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں —— وہ کار کی عقبی سیٹوں کے درمیان پڑا ہے —— عام س
بدمعاش ہے —— بہرحال میں تو اس کے چہرے کے خدوخال اور اس ک
انداز دیکھ کر مشکوک ہوا تھا لیکن اب اُسے کور کرنے کے بعد جب میں
نے کار کی تلاشی لی تو اندر سے اس نمبر کی پلیٹیں بھی مل گئی ہیں جو نمبر چیف

نے بتایا تھا" —— صفدر نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"اوہ! —— اس کا مطلب ہے کہ تم نے صحیح آدمی پر ہاتھ ڈالا ہے۔
نکالو اسے باہر اور ادھر درختوں کے جھنڈ میں لے چلو اسے" —— عمران
نے تیز لہجے میں کہا اور تیزی سے سڑک سے ذرا ہٹ کر درختوں کے جھنڈ
کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد صفدر بھی اس مقامی آدمی کو کاندھے پر
لادے وہاں پہنچ گیا اور اس نے اُسے گھاس پر ڈال دیا۔

"اسے ہوش میں لے آؤ" —— عمران نے کہا اور صفدر نے جھک
کر اس کے منہ اور ناک پر ہاتھ رکھ کر دبا دیئے۔ چند لمحوں بعد ہی اس کے
جسم میں حرکت دکھائی دینے لگی تو صفدر سیدھا ہو کر ذرا پیچھے ہٹ گیا۔
اور عمران نے لات اٹھا کر پیر مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ دیا۔
لیکن ابھی اس کے بوٹ کی ایڑی زمین پر ہی ٹکی ہوئی تھی اس لئے اس
آدمی کی گردن پر دباؤ تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ اسی لمحے اس آدمی کی
آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں۔ پہلے تو وہ لاشعوری انداز میں دیکھتا رہا
لیکن پھر اس کی آنکھوں میں شعور کی چمک اُبھر آئی اور اسی لمحے عمران
نے پیر آگے کر کے ایڑی مخصوص انداز میں اس کی گردن پر رکھ کر لات
کو ذرا سا گھما دیا۔ اب جلدی معلومات حاصل کرنے کے لئے اس نے
مستقل یہی طریقہ استعمال کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ طریقہ انتہائی کامیاب
رہا تھا۔ اس آدمی نے جھٹکے سے اٹھنے اور دونوں ہاتھوں سے عمران
کی ٹانگ پکڑنے کی کوشش کی تھی لیکن عمران کی لات کی ذرا سی حرکت
سے اس کے اُٹھے ہوئے دونوں ہاتھ ایک جھٹکے سے واپس گھاس پر
گر گئے اور جسم ساکت ہو گیا۔ اس کا چہرہ تیزی سے مسخ ہونے لگا اور منہ سے

خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں۔ عمران نے لات کو ذرا سا واپس کر دیا تو
اس آدمی کا چہرہ تیزی سے بحال ہونے لگا۔

"نام کیا ہے تمہارا ـــــ؟" عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"ج ـ ج ـ جیگ ـ جیگر" ـــــ اس آدمی نے انتہائی گھبرائے
ہوئے لہجے میں کہا۔

"دیکھو جیگر ـــ اگر میں اپنی ٹانگ کو ذرا سا بھی گھما دوں تو تم دنیا کی
سب سے دردناک موت کا شکار ہو جاؤ گے ـــــ ایسی موت جو فوری
نہیں آتی ـــ سانپ کی طرح رینگتی ہوئی آتی ہے لیکن وہ دردناک لمحات
صدیوں پر طویل ہو جاتے ہیں ـــ اس لئے تمہارے لئے بہتر یہی ہے کہ
جو کچھ میں پوچھوں۔ سچ سچ بتا دو" ـــــ عمران نے انتہائی سرد لہجے میں کہا۔

"م ـ م ـ میں تمہیں جانتا ہوں ـــ تم خطرناک آدمی ہو ـــ میں
بتا دوں گا ـــ مجھے مت مارو" ـــ جیگر نے رک رک کر کہا اور عمران اس
کی بات سن کر چونک پڑا۔

"کیسے جانتے ہو مجھے" ـــــ؟ عمران نے پوچھا۔

"تمہارا نام عمران ہے ـــ اور تم سوپر فیاض کے دوست ہو ـــــ
میں ـ ہوٹل میں کام کرتا رہا ہوں" ـــ جیگر نے کہا اور عمران نے سر
ہلا دیا۔

"اچھا، اب بتاؤ کہ تم نے یہ کار کہاں سے لی ہے اور وہاں کون کون
لوگ ہیں ـــ پوری تفصیل بتاؤ" ـــــ عمران نے سرد لہجے میں کہا۔

"باسط روڈ کے چوتھے میل پر دائیں طرف جانے والی کچی سڑک کے
اختتام پر بنے ہوئے زرعی فارم سے میں نے یہ کار لی ہے ـــ میں وہاں

اپنے پانچ ساتھیوں کے ساتھ ایک ایکریمی عورت مادام روزی کے ساتھ گیا
تھا ـــــ مادام روزی تو فارم کے اندر رہی جب کہ ہم سے کہا گیا کہ ہم سڑک
پر پکٹنگ کریں ـــ ایک کار آئے گی جس میں ایک بوڑھا آدمی موجود ہو گا
ہم نے اسے پکڑ کر فارم میں لے آنا ہے ـــ چنانچہ وہی ہوا۔ ہم نے اس
بوڑھے کو پکڑا اور اسے فارم میں لے گئے ـــــ میرے ساتھی اس کے
ڈرائیور اور کار کے ساتھ اپنی دو کاریں بھی وہاں لے آتے ـــــ اس
بوڑھے کو مادام روزی نے ایک کمرے میں کرسی پر بندھوا دیا۔ تھوڑی دیر
بعد یہ کار جسے میں اب لے جا رہا تھا، وہاں پہنچی۔ اس میں ایک مقامی آدمی
کے ساتھ مادام روزی کا ساتھی ڈوان تھا ـــــ اس مقامی آدمی کو بھی اسی
کمرے میں کرسی پر بندھوا دیا گیا ـــــ اس کے بعد میرے ساتھی تو وہیں رہ
گئے البتہ مجھے ڈوان نے کہا کہ اس کار کا نمبر ملٹری آفیسر کالونی کے گیٹ
پر نوٹ کیا گیا ہے اس لئے میں اس کار کو کسی ایسی جگہ لے جا کر چھپا دوں جہاں
سے اسے کوئی ٹریس نہ کر سکے۔ چنانچہ میں نے کار کی نمبر پلیٹیں اتاریں اور کار اپنے
پہاڑی اڈے کی طرف لے جا رہا تھا کہ اس آدمی نے زبردستی کار رکوائی اور پھر
میرے سر پر ضرب لگا کر مجھے بیہوش کر دیا" ـــــ جیگر نے واقعی پوری
تفصیل بتا دی تھی۔

"اس بڈھے کا حلیہ بتاؤ جسے تم پکڑ کر لے گئے تھے" ـــــ عمران نے
ہونٹ چباتے ہوئے پوچھا۔ اور جواب میں جیگر نے جو حلیہ بتایا وہ حلیہ بالکل
سرداور کا تھا۔

"تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو کس نے ہائر کیا تھا" ـــــ؟ عمران
نے پوچھا۔

"راجر نے — وہ اکثر ہمیں ہائر کرتا رہتا ہے — بہت معاوضہ دیتا ہے" — جیگر نے کہا اور عمران نے تیزی سے لات گھما دی دوسرے لمحے جیگر کے حلق سے خرخراہٹ کی آواز نکلی اور چند لمحوں بعد ہی اس کی آنکھیں بے نور ہو گئیں۔

"آؤ صفدر — ہمیں فوراً اس فارم تک پہنچنا ہے — سرداور کی زندگی خطرے میں ہے" — عمران نے تیز لہجے میں کہا اور پھر دوڑتا ہوا سڑک پر کھڑی اپنی کار کی طرف بڑھ گیا۔ صفدر نے بھی اس کی پیروی کی اور چند لمحوں بعد ان دونوں کی کاریں انتہائی تیز رفتاری سے ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتی ہوئی باسط روڈ کی طرف اڑی چلی جا رہی تھیں۔ ایک شارٹ کٹ استعمال کرنے کی وجہ سے وہ جلد ہی باسط روڈ پر پہنچ گئے اور پھر عمران نے کار اس کچی سڑک پر موڑ دی۔ صفدر کی کار بھی اس کے پیچھے تھی۔ فارم کی عمارت جب انہیں نظر آنے لگی تو عمران نے کار رکنے کا اشارہ کیا اور پھر اسے ایک سائیڈ پر کر کے روک دیا۔ صفدر نے بھی اپنی کار اس کے پیچھے روک دی۔

"مشین گن لے لو صفدر — اور جلدی آؤ — ہم نے تیز ایکشن کرنا ہے" — عمران نے کار سے نیچے اترتے ہوئے کہا۔ اور ساتھ ہی اس نے سائیڈ سیٹ کو اوپر اٹھا کر نیچے رکھے ہوئے باکس میں سے ایک مشین گن اس کا میگزین اور تین چار چھوٹے بم نکالے اور انہیں جیب میں ڈال کر مشین گن ہاتھ میں لئے وہ تیزی سے دوڑتا ہوا فارم کی طرف بڑھنے لگا۔ صفدر کو عمران نے دوسری سائیڈ سے ہو کر آگے جانے کا کہا تھا اس لئے صفدر مشین گن لئے اس کچی سڑک کو پار کر کے دوسری طرف موجود فصل کے

اندر دوڑ کر فارم کی طرف بڑھا چلا جا رہا تھا جب کہ عمران اسی ہاتھ پر سائیڈ کی فصل سے آگے جا رہا تھا۔

چند لمحوں بعد ہی وہ دونوں عمارت کی دونوں سائیڈوں پر پہنچ گئے۔ فارم کا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر صحن میں برآمدے کے سامنے تین کاریں موجود تھیں جب کہ برآمدے میں چار مسلح افراد کھڑے تھے ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔ فارم کی سائیڈ دیوار کچھ زیادہ اونچی نہ تھی۔ عمران نے ایڑیاں اٹھائیں اور پھر مشین گن کو دیوار پر رکھ کر اس نے ٹریگر دبا دیا۔ تڑتڑاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی برآمدے میں موجود دو مسلح افراد چیختے ہوئے نیچے گرے جب کہ باقی دو اس کی مشین گن کی زد میں نہ تھے۔ کیونکہ ان کے اور عمران کے درمیان چوڑا سا ستون تھا اور عمران کو فوری طور پر نیچے ہونا پڑا۔ کیونکہ جوابی فائرنگ ہونے لگا تھا۔ لیکن اسی لمحے صفدر کی مشین گن تڑتڑائی اور اس بار باقی دو مسلح افراد کی چیخیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی اندر سے ہونے والی فائرنگ بھی رک گئی۔

"صفدر — تم وہیں رہنا۔ میں پھاٹک کی طرف سے اندر جاتا ہوں۔ ڈان اور روزی لازماً باہر آئیں گے — انہیں ہٹ کرنا ہے" — عمران نے چیخ کر کہا اور پھر دوڑتا ہوا پھاٹک کی طرف بڑھا۔ پھاٹک میں پہنچ کر وہ جھکے جھکے انداز میں دوڑتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ وہ صحن میں کھڑی کاروں کی آڑ لے کر آگے بڑھ رہا تھا۔ ویسے اسے معلوم تھا کہ صفدر اسے کور دے رہا ہے لیکن پھر بھی ڈان اور روزی سیکرٹ ایجنٹ تھے اس لئے اسے احتیاط کرنا پڑی تھی۔ چند لمحوں بعد وہ برآمدے میں پہنچ گیا۔ چاروں افراد خون میں نہائے ہوئے پڑے تھے اور دوسرا کوئی آدمی نہ تھا۔

عمران مشین گن لئے تیزی سے درمیانی راہداری میں دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور پھر ایک کمرے کے کھلے دروازے کے سامنے پہنچتے ہی اسے سامنے کرسی پر بندھے ہوئے سرداور بیٹھے نظر آ گئے۔ عمران مشین گن لئے تیزی سے اندر گیا۔

" اوہ! ـــ عمران تم " ـــ سرداور نے چونک کر پوچھا۔

" وہ ایکریمین کہاں ہیں " ـــ ؟ عمران نے تیز لہجے میں پوچھا۔

" وہ تو پہلی فائرنگ کی آوازیں سن کر ہی باہر نکل گئے تھے " ـــ سرداور نے کہا اور عمران تیزی سے بھاگا اور پھر اس نے وہاں موجود چار کمروں کو چیک کر لیا لیکن وہاں کوئی موجود نہ تھا البتہ ایک کمرے کا دروازہ عقبی طرف تھا اور وہ دروازہ کھلا ہوا تھا۔ عمران تیزی سے اس دروازے کو کراس کر کے عقبی طرف آیا۔ عقبی دیوار ایک جگہ سے ٹوٹی ہوئی تھی۔ عمران تیزی سے اس طرف بھاگا لیکن دوسری طرف اونچی فصل تھی جو دور تک پھیلی ہوئی تھی۔ ڈان اور روزی لازماً اس فصل میں چھپے ہوئے ہونگے لیکن یہاں عمران اگر باہر نکلتا تو لازماً ان کے سامنے ہونے کی وجہ سے آسانی ت ان کا نشانہ بن سکتا تھا۔ اس لئے عمران تیزی سے واپس دوڑا اور پھر اسی دروازے سے ہو کر وہ کمرے سے نکل کر راہداری میں دوڑتا ہوا باہر برآمدے میں آ گیا۔

" صفدر ـــ وہ دونوں عقبی طرف سے نکلے ہیں ـــ احتیاط سے انہیں چیک کرو " ـــ عمران نے تیز آواز میں کہا اور پھر واپس سرداور والے کمرے میں پہنچ گیا۔ سرداور کو زندہ دیکھ کر اسے بیحد اطمینان ہوا تھا جبکہ ساتھ والی کرسی الٹی پڑی تھی اور اس میں موجود آدمی بندھا ہونے

کے باوجود مردہ پڑا ہوا تھا۔

" کیا ہوا ـــ ؟ سرداور نے کہا۔

" ابھی تو نکل گئے ہیں ـــ مجھے تو آپ کی فکر تھی ـــ شکر ہے آپ زندہ بچ گئے ہیں " ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور مشین گن اٹھائے سرداور کی کرسی کے عقب کی طرف بڑھنے لگا۔

" کاش! ـــ ڈاکٹر اعظم بھی بچ جاتے ـــ مجھے ان کی اس طرح موت پر افسوس رہے گا " ـــ سرداور نے کہا۔

" ڈاکٹر اعظم بھی ہیں ـــ کاش! میں کچھ دیر پہلے پہنچ جاتا " ـــ عمران نے بھی افسوس بھرے لہجے میں کہا اور پھر اس نے سرداور کی رسیاں کھولنا شروع کر دیں۔

" انہیں بھی کھولو ـــ اب ان کی لاش لے جانی ہوگی " ـــ سرداور نے کھلنے کے بعد کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔

" لیکن سرداور! ـــ ڈاکٹر اعظم نے آپ سے کیا کہا تھا کہ آپ اس طرح لیبارٹری سے بھاگے چلے آئے " ـــ عمران نے ڈاکٹر اعظم کی طرف بڑھتے ہوئے پوچھا۔

اور سرداور نے ڈاکٹر اعظم سے فون پر ہونے والی بات سے لے کر ان کے مرنے تک کی ساری تفصیل بتا دی۔ اس دوران عمران ڈاکٹر اعظم کی لاش سے بندھی ہوئی رسیاں کھول چکا تھا۔

" ڈاکٹر اعظم نے جان کے خوف سے ملک سے غداری کی ہے سرداور! اس لئے ان کی موت پر مجھے اب کوئی افسوس نہیں ہے ـــ انہیں چاہئے تھا کہ وہ اپنی جان دے دیتے، لیکن اس طرح مجرموں کے آلہ کار

بن کر آپ جیسی شخصیت کو داؤ پر نہ لگاتے ۔۔۔ اگر انہیں ڈان گولی نہ
مارتا تو شاید یہ باتیں سن کر میں خود انہیں گولیوں سے اڑا دیتا"۔۔۔
عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"تمہاری بات درست ہے عمران ! ۔۔۔ لیکن موت کا سامنا کرنا ہر
آدمی کا کام نہیں ہوتا" ۔۔۔ سرداور نے کہا۔ عمران اس دوران باہر
راہداری میں پہنچ چکا تھا۔ جب وہ برآمدے میں پہنچا تو صفدر بھی پھاٹک
سے اندر آگیا۔

"عمران صاحب ! ۔۔۔ میں نے سب چیک کر لیا ہے لیکن وہ کہیں دور
نکل گئے ہیں ۔۔۔ یا پھر کسی جگہ ساکت ہو کر چھپے ہوئے ہیں"۔۔۔ صفدر
نے کہا۔

"ٹھیک ہے ۔۔۔ تم سرداور کو لے جا کر ان کی لیبارٹری تک پہنچا آؤ۔
ان کے ڈرائیور کو تو شاید انہوں نے وہیں سڑک پر ہی مار کر کہیں پھینک دیا
ہوگا ۔۔۔ میں اس دوران ڈان اور روزی کو چیک کرتا ہوں"۔۔۔ عمران
نے کہا اور صفدر کے سر ہلانے پر وہ تیزی سے مڑ کر عقبی دروازے کی
طرف بڑھ گیا۔

ڈان اور روزی دونوں کے چہرے بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔
ان کی بظاہر حالت بھی خاصی خراب لگ رہی تھی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے طویل
سفر پیدل دوڑ کر انہیں طے کرنا پڑا ہو۔

"ہمیں انہیں وہیں گھیر لینا چاہیے تھا ۔۔۔ تم خوامخواہ مجھے دوڑا کر
لے آئی ہو" ۔۔۔ ڈان نے ایک کرسی پر ڈھیر ہوتے ہوئے کہا۔

"نجانے وہ کتنی تعداد میں تھے ڈان ! ۔۔۔ اگر ہم انہیں نظر آجاتے
تو وہ ہمیں گھیر لیتے" ۔۔۔ روزی نے ہانپتے ہوئے جواب دیا۔ وہ پہلے
ہی ایک کرسی پر بیٹھ چکی تھی۔

"یہ لوگ وہاں پہنچ کیسے گئے ۔۔۔ میری تو سمجھ میں نہیں آرہا"۔۔۔
ڈان نے کہا۔

"اگر عمران کی تیز آواز ہمیں سنائی نہ دیتی ڈان ! ۔۔۔ تو ہم لامحالہ سیدھے
راہداری سے نکل کر برآمدے میں آتے اور وہ ہمیں آسانی سے بھون ڈالتے۔

شکر کرو کہ اس کے اپنے کسی ساتھی کو آواز دینے سے ہم واپس پلٹ کر عقبی طرف سے نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ـــــ ویسے مجھے یقین ہے کہ تمہاری وہ کار جو تم نے اس جیگر کے ہاتھ واپس بھیجی تھی اُسے چیک کر لیا گیا ہو گا ـــــ یہ ان کا اپنا شہر ہے۔ وہ آسانی سے پوری فوج کو اس کی چیکنگ پر ڈال سکتے تھے" ـــــ روزی نے کہا۔

"ہاں! ـــــ تمہاری بات درست ہے ـــــ بہرحال اب میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ میں اس عمران کا خاتمہ کروں گا ـــــ ڈاکٹر ہاشم والا مشن کامیاب ہوتا ہے یا نہیں ـــــ اب مجھے اس کی پرواہ نہیں رہی۔ لیکن اس عمران کو ہر صورت میں مرنا پڑے گا" ـــــ ڈان نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"ہاں ـــــ واقعی اب اس کی موت ضروری ہو گئی ہے ـــــ یہ شخص ہمارے مشن کے راستے میں آہنی دیوار بن گیا ہے" ـــــ روزی نے کہا۔ اور پھر ڈان نے سامنے پڑے ہوئے ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس۔ راجر ہاؤس" ـــــ دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی بولنے والا کوئی ملازم تھا۔

"میں ڈان بول رہا ہوں ـــــ راجر سے بات کراؤ" ـــــ ڈان نے سخت لہجے میں کہا۔

"اوہ جناب! ـــــ میں میکی بول رہا ہوں، راجر صاحب کا اسسٹنٹ۔ راجر صاحب ہلاک ہو چکے ہیں" ـــــ دوسری طرف سے بولنے والے نے کہا۔

"راجر ہلاک ہو گیا ہے ـــــ وہ کیسے ـــــ کیا کہہ رہے ہو تم" ـــــ ڈان

نے بُری طرح چونکتے ہوئے پوچھا۔ روزی بھی ڈان کی بات سن کر چونک پڑی تھی۔

"جی ہاں جناب! ـــــ دو گھنٹے پہلے راجر صاحب اپنے دفتر میں موجود تھے کہ چار آدمی وہاں آئے اور انہوں نے راجر صاحب کو اغوا کر کے لے جانے کی کوشش کی ـــــ جس پر راجر صاحب نے خفیہ مشین گن سے فائرنگ کر دی۔ آنے والوں میں سے دو آدمی شدید زخمی ہو گئے جب کہ دو بچ گئے اور ان میں سے ایک نے راجر صاحب پر فائر کھول دیا ـــــ پھر وہ لوگ اپنے زخمی ساتھیوں کو لے کر چلے گئے ـــــ اس کے بعد مزید افراد نے وہاں دھاوا بول دیا اور ان کے دفتر کی مکمل تلاشی لی جانے لگی۔ اس کے بعد پولیس آگئی اور دفتر پر پولیس نے قبضہ کر لیا ـــــ اس وقت وہاں پولیس قابض ہے" ـــــ میکی نے کہا۔

"لیکن کیا وہاں دفتر میں راجر اکیلا تھا" ـــــ ڈان نے حیران ہو کر پوچھا۔

"جی ہاں جناب! ـــــ باس وہاں اکیلے اپنے دفتر میں بیٹھے کسی ضروری کام میں مصروف تھے۔ باقی ملازمین کی چھٹی ہو چکی تھی۔ ایک چوکیدار ان کے پاس تھا وہ بھی شدید زخمی ہوا ہے ـــــ دوسرا نیچے تھا جسے پہلے ہی باندھ دیا گیا تھا ـــــ میں بھی ایک کام سے اچانک وہاں گیا تو وہاں پولیس کا قبضہ تھا ـــــ ایک پولیس کا سپاہی میرا واقف تھا اس سے مجھے اس واقعہ کا پتہ چلا تو میں سیدھا ہسپتال پہنچا ـــــ چوکیدار کا بھائی بن کر اس سے ملا۔ اس نے یہ ساری تفصیل بتائی تو میں سیدھا یہاں ان کی رہائش گاہ پر آگیا تاکہ یہاں سے ان کا ضروری سامان ہٹا دوں کہ اگر پولیس یہاں آئے تو اُسے یہاں سے کچھ نہ ملے" ـــــ میکی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ - ویری بیڈ" ـــــ ڈان نے کہا اور رسیور رکھ کر وہ ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اس کا مطلب ہے کہ انہیں ساری صورت حال کا علم ہو چکا ہے۔ راجر بھی ان کی نظروں میں آگیا ـــ چلو روزی! ـــ ہمیں فوری یہاں سے نکل جانا چاہیئے ـــ یہ اڈا بھی راجر کا ہے۔ ہوسکتا ہے اس اڈے کے بارے میں تفصیلات انہیں مل گئی ہوں" ـــ ڈان نے کہا اور روزی نے سر ہلا دیا۔

"پہلے میک اپ کرلیں۔ کیونکہ اس جیگر کو اگر پکڑا گیا ہے تو اس نے ہمارے حلیئے ضرور بتا دیئے ہوں گے" ـــ روزی نے کہا اور ڈان نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

تھوڑی دیر بعد میک اپ کر کے اور لباس بدل کر وہ اپنے بیگ اٹھائے اس چھوٹی سی کوٹھی سے باہر نکلے اور کالونی کے پہلے چوک سے ٹیکسی پکڑ کر وہ ہوٹل شارٹن پہنچ گئے۔ وہاں انہوں نے مختلف ناموں سے علیحدہ علیحدہ دو کمرے لئے اور پھر سامان اپنے اپنے کمرے میں رکھ کر وہ دونوں ایک ہی کمرے میں اکٹھے ہو گئے۔

"صورتحال درست نہیں ہے روزی! ـــ ہم مشن مکمل کرنے کی بجائے چوروں کی طرح چھپتے پھر رہے ہیں ـــ میرا خیال ہے کہ ہمیں کسی کا سہارا لینے کی بجائے براہِ راست اس لیبارٹری پہنچ کر آگے بڑھنا چاہیئے وہاں لازماً کوئی نہ کوئی راستہ ہمیں مل جائے گا" ـــ ڈان نے کمرے میں ٹہلتے ہوئے کہا۔

"یہ تو سراسر حماقت ہوگی ـــ راجر نے لیبارٹری کے بارے میں جو

تفصیلات بتائی تھیں اس کے بعد اس کے اندر اندھا دھند انداز میں داخل ہونے کا سوچنا ہی حماقت ہے ڈان ـــ یہ مشن انتہائی سوچ بچار اور باقاعدہ منصوبہ بندی سے پورا ہوگا۔ لیکن تم تو عمران کے قتل کا کہہ رہے تھے" ـــ روزی نے جواب دیا۔

"ہاں! ـــ لیکن اب میں سوچ رہا ہوں کہ کہیں ہم عمران کو قتل کرنے کے چکر میں پڑ کر الجھ نہ جائیں ـــ ہمیں سب سے پہلے اس مشن کے بارے میں سوچنا چاہیئے" ـــ ڈان نے کہا۔

"اوہ ڈان! ـــ ایک کام ہوسکتا ہے۔ اس طرح ہم اس ڈاکٹر ہاشم کو اس کی بل سے باہر نکال سکتے ہیں" ـــ روزی نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"کیا" ـــ؟ ڈان نے چونک کر پوچھا۔

"راجر نے ڈاکٹر ہاشم کے بارے میں یہ بتایا تھا کہ اس کی فیملی اس کے ساتھ ہی لیبارٹری کے اندر رہتی ہے۔ لیکن اس کی ماں وہاں نہیں رہتی۔ اور مجھے یاد ہے کہ راجر نے اس کی ماں کا پتہ بتایا تھا ـــ قاسم منزل طارق روڈ ـــ وہ بوڑھی عورت ہوگی اور لازماً بیمار وغیرہ رہتی ہوگی ـــ اگر ہم وہاں جا کر اس کی ماں کو قابو میں کرلیں اور پھر اس کی ماں سے فون کروا کر ڈاکٹر ہاشم کو اس کے پاس بلوائیں تو لازماً ڈاکٹر ہاشم دوڑا چلا آئے گا ـــ یہ مشرقی لوگ ماں کو بے حد اہم حیثیت دیتے ہیں" ـــ روزی نے کہا۔

"اوہ ہاں! ـــ واقعی ہماری طرح یہاں باپ کو بے کار سمجھ کر دور نہیں پھینک دیا جاتا ـــ ٹھیک ہے۔ بہت اچھا آئیڈیا ہے ـــ ماں والا خیال تو کسی کے ذہن میں بھی نہیں آئے گا ـــ ویری گڈ ـــ

"کاش! —— یہ آئیڈیا پہلے تمہارے ذہن میں آجاتا —— تم بھی بعد میں ہی سوچتی ہو" —— ڈان نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"سوچتی تو ہوں" —— روزی نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور ڈان بے اختیار کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"کھانا کھالیں —— پھر اس مشن پر چلتے ہیں۔ میں ابھی اس مشن کو مکمل کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس کے بعد اس عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا تسلی سے خاتمہ کرسکوں —— آؤ چلیں ڈائننگ ہال میں" —— ڈان نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کرسی سے اٹھتے ہوئے کہا۔ اب اس کے چہرے پر مایوسی اور ناامیدی کے گھمبیر سایوں کی بجائے کامیابی اور کامرانی کی نئی مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"میرا خیال ہے کھانا یہیں منگوا لیا جائے —— ہم مشن کی تکمیل سے پہلے جس قدر پبلک کے سامنے کم جائیں اتنا ہی بہتر ہے" —— روزی نے کہا۔

"اوہ —— تم ٹھیک کہتی ہو" —— ڈان نے فوراً ہی رضامند ہوتے ہوئے کہا اور روزی نے فون کا رسیور اٹھا کر ہوٹل کی روم سروس کو کھانے کا آرڈر دینا شروع کر دیا۔

ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کے اندر ایک طرف بنی ہوئی اپنی رہائش گاہ کے کامن روم میں بیٹھے ایک کتاب کے مطالعے میں مصروف تھے جبکہ ان کی اہلیہ ٹی وی پر نشر ہونے والا ڈرامہ دیکھ رہی تھیں۔ ڈاکٹر ہاشم نے اپنے بچوں کو تعلیم کے لئے بیرون ملک بھجوایا ہوا تھا اور وہ وہاں ہوسٹل میں رہتے تھے۔ کیونکہ یہاں لیبارٹری میں انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کی وجہ سے ان کے بچے باہر نہ جا سکتے تھے۔ چونکہ بچے بڑے تھے اس لئے وہ آسانی سے ہوسٹل میں رہائش پذیر تھے جہاں حکومت پاکیشیا کی طرف سے دو آدمی ان کی خدمت اور نگرانی کے لئے ان کے ساتھ رہتے تھے۔ دونوں آدمی چونکہ انتہائی وفادار اور قابل بھروسہ تھے اس لئے ڈاکٹر ہاشم کو بچوں کی طرف سے کوئی فکر نہ تھی۔ دوسرے چوتھے ماہ وہ اپنی اہلیہ کے ساتھ انتہائی خاموشی سے عام مسافروں کے بھیس میں بیرون ملک جاتے اور بچوں سے مل آتے تھے۔

اسی لمحے کامن روم کے دروازے سے ان کا بوڑھا خاندانی ملازم اندر

داخل ہوا۔

"صاحب جی" ۔۔۔۔ بوڑھے ملازم نے ڈاکٹر ہاشم کے قریب پہنچ کر کہا۔

"کیا بات ہے بابا جی" ۔۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی نرم لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ بوڑھے خاندانی ملازم کا بالکل اپنے بزرگوں جیسا احترام کرتے تھے۔

"بڑی بیگم صاحبہ کا فون ہے ۔۔۔ وہ آپ سے فوری بات کرنا چاہتی ہیں" ۔۔۔ ملازم نے کہا۔

"والدہ کا فون ۔۔۔ اوہ اچھا" ۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے چونک کر کہا اور جلدی سے کتاب ایک طرف رکھ کر وہ اٹھے اور تیزی سے کامن روم کے دروازے کی طرف بڑھ گئے۔

"کیا بات ہے ۔۔۔ خیریت" ۔۔۔ ان کی بیگم نے انہیں اس انداز میں اٹھ کر جاتے دیکھ کر چونک کر پوچھا۔

"اماں جی کا فون ہے" ۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے دروازے سے ہی گردن موڑ کر جواب دیا اور پھر تیزی سے باہر آ کر ایک راہداری سے گذر کر وہ اپنے بیڈ روم کی طرف بڑھ گئے جہاں انہوں نے والدہ کے لئے ایک انتہائی خصوصی فون کا انتظام کر رکھا تھا۔ اس فون سے کال صرف ان کی والدہ ہی انہیں کر سکتی تھیں یا وہ انہیں کر سکتے تھے۔ انہوں نے آگے بڑھ کر کھلی الماری کے اندر رکھے ہوئے سرخ رنگ کے فون کا رسیور اٹھا لیا۔ الماری کے اوپر سرخ رنگ کا بلب مسلسل جل رہا تھا جو کال آنے کی نشانی تھی لیکن ڈاکٹر ہاشم کے رسیور اٹھاتے ہی بلب بجھ گیا۔

"جی ۔۔۔ میں ہاشم بول رہا ہوں اماں جی" ۔۔۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی

مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بیٹے ہاشم ۔ جلدی آجاؤ ۔۔۔ مم ۔۔۔ مم ۔۔۔ میں مر رہی ہوں ۔۔۔ میری حالت خراب ہے ۔۔۔ میرا دل ڈوب رہا ہے ۔۔۔ آجاؤ بیٹے ۔۔۔ میں آخری بار تمہاری شکل اپنی زندہ آنکھوں سے دیکھنا چاہتی ہوں" ۔۔۔ دوسری طرف سے ایک بوڑھی مگر کانپتی ڈوبتی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر ہاشم کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کا ذہن دھماکے سے بجھ گیا ہو۔ ان کی آنکھوں میں یکلخت اندھیرا سا چھا گیا اور دل بُری طرح بیٹھ گیا۔

"اماں ۔۔۔ اماں ! ۔۔۔ کیا آپ نے ڈاکٹر روشن کو فون نہیں کیا" ۔ ڈاکٹر ہاشم نے انتہائی بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"وہ ۔۔۔ وہ موجود ہیں ۔۔۔ تم جلدی آؤ ۔۔۔ بب ۔۔۔ بب ۔۔۔ بیٹے" ۔ دوسری طرف سے آنے والی آواز یکلخت ڈوب سی گئی اور ڈاکٹر ہاشم نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور پھر پاگلوں کے سے انداز میں بھاگتے ہوئے وہ باہر کی طرف لپکے۔ انہوں نے گیراج میں کھڑی اپنی کار نکالی اور بجلی کی سی تیزی سے اس راستے کی طرف بڑھ گئے جو خصوصی راستہ تھا اور جسے صرف ڈاکٹر ہاشم ہی کھول بند کر سکتے تھے اور اس راستے کا علم بھی صرف پوری دنیا میں ان کی ہی ذات تک محدود تھا۔ انتہائی ایمرجنسی کی صورت میں وہ یہ راستہ استعمال کرتے تھے۔

کار انتہائی رفتار سے ایک چوڑی سرنگ کے اندر دوڑی چلی جا رہی تھی۔ سرنگ آگے جا کر اوپر کو چڑھنے لگی اور پھر اس کا اختتام ایک سنگی دیوار پر ہوا۔ ڈاکٹر ہاشم نے کار اس دیوار کے قریب جا کر روکی اور پھر کھڑکی

سے سر باہر نکال کر چیختے ہوئے کہا۔

"ایس۔ او۔ ایس۔ او۔ ایس۔ ایس"۔۔۔۔ اور ان کا فقرہ مکمل ہوتے ہی سنگی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ فرش سے اُٹھ کر اوپر غائب ہوگئی اور ڈاکٹر ہاشم نے کار ایک جھٹکے سے آگے بڑھائی۔ اب ان کی کار ریت کے اونچے نیچے ٹیلوں کے درمیان دوڑ رہی تھی۔ جو دُور تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہیں معلوم تھا کہ کار باہر آتے ہی دیوار دوبارہ برابر ہوگئی ہوگی اور اب وہاں ریت کا ایک بڑا سا ٹیلا ہوگا۔

وہ کار کو انتہائی تیز رفتاری سے دوڑاتے ہوئے چند لمحوں میں ہی شہر کی طرف جانے والی پختہ سڑک پر پہنچ گئے۔ جہاں رات ہونے کے باوجود ٹریفک کی خاصی گہما گہمی تھی۔ کیونکہ یہ دارالحکومت سے باہر جانے والی مین روڈ تھی۔ پختہ سڑک پر پہنچنے کے بعد کار کی رفتار انہوں نے لاشعوری طور پر مزید بڑھا دی تھی۔ لیکن اس وقت ان کا ذہن اپنی ماں کی طرف ہی متوجہ تھا۔ ان کی والدہ ملازموں کے ساتھ اکیلی قاسم منزل میں رہتی تھیں جو ان کے والد کی کوٹھی تھی۔ گو انہوں نے بیحد کوشش کی کہ ان کی والدہ اکیلے رہنے کی بجائے ان کے ساتھ رہیں لیکن ان کی والدہ نے اس کوٹھی کو چھوڑنے سے قطعی انکار کر دیا۔ جہاں وہ دُلہن بن کر آئی تھیں۔ چونکہ ڈاکٹر ہاشم ان کی اکلوتی اولاد تھی اور ڈاکٹر ہاشم کے والد ان کی نوعمری میں ہوائی جہاز کے ایک حادثے میں ہلاک ہوگئے تھے اس لئے ڈاکٹر ہاشم کی پرورش ان کی ماں نے ہی کی تھی۔ چونکہ ان کے والد شیئر بزنس کرتے تھے اس لئے ملک اور بیرون ملک کئی بڑی بڑی کمپنیوں میں ان کے کافی شیئرز موجود تھے جہاں سے انتہائی معقول آمدنی ہوتی تھی۔

اس لئے انہیں معاشی طور پر تو کوئی پریشانی نہ تھی اور پھر جب ڈاکٹر ہاشم فزکس میں ایم۔ ایس۔ سی کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے بیرون مُلک گئے تب بھی ان کی والدہ ساتھ نہ گئیں۔ ڈاکٹر ہاشم تقریباً دس سال تک باہر رہے اور پھر اعلیٰ ترین تعلیم اور تجربہ حاصل کرنے کے بعد وہ واپس مُلک آئے اور تب سے اپنی خداداد صلاحیتوں، ناقابل شکست حُب الوطنی اور بے پناہ محنت کی وجہ سے وہ اس وقت نہ صرف پاکیشیا بلکہ پوری دنیا کے عظیم ترین سائنسدان سمجھے جاتے تھے اور پاکیشیا کے لئے تو انہوں نے ایک لحاظ سے اپنی زندگی ہی وقف کر رکھی تھی۔ مخصوص تجربات کی وجہ سے انہیں چونکہ ہر وقت لیبارٹری میں ہی رہنا پڑتا تھا اس لئے انہوں نے لیبارٹری کے اندر ہی رہائش گاہ بنوا لی تھی اور ان کی اہلیہ ان کے ساتھ رہتی تھیں جب کہ والدہ نے ساتھ رہنے سے انکار کر دیا تھا۔ لیکن ڈاکٹر ہاشم نے خاندانی ملازموں اور دیگر قابل بھروسہ ملازمین کی کافی تعداد ان کی خدمت کے لئے مقرر کر رکھی تھی۔ ساتھ ہی کوٹھی مشہور فزیشن ڈاکٹر روشن کی تھی وہ چونکہ اب بوڑھے ہوکر پریکٹس چھوڑ چکے تھے اس لئے ہر وقت اپنی کوٹھی میں ہی رہتے تھے اور اگر والدہ کی طبیعت خراب ہوتی تو ملازم انہیں فوراً ہی بلا لیتے اور وہ تھے بھی انتہائی ہمدرد آدمی، اور پھر ڈاکٹر ہاشم کے والد کے قریبی دوست بھی تھے اس لئے وہ فوراً دوڑ کر آجاتے تھے۔ ڈاکٹر روشن کی موجودگی کے باوجود والدہ کی اس حالت نے واقعی ڈاکٹر ہاشم کو بری طرح بوکھلا دیا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ واقعی والدہ کی طبیعت اس حد تک خراب ہو چکی ہے کہ ڈاکٹر روشن جیسا فزیشن بھی کچھ نہ کر سکتا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ بغیر کسی کو اطلاع دیئے سپیشل

ے سے پاگلوں کے سے انداز میں کار دوڑاتے طارق روڈ کی طرف اڑے چلے جا رہے تھے جہاں قاسم منزل تھی۔

تھوڑی دیر بعد وہ طارق روڈ پر پہنچ گئے اور پھر دو منزلہ قدیم مگر شاندار قاسم منزل کی عمارت دُور سے ہی نظر آنے لگی۔ اس کا بڑا پھاٹک کھلا ہوا تھا اور اندر موت جیسی خاموشی طاری تھی۔ ڈاکٹر ہاشم کا دل مزید زور سے دھڑکنے لگا اور پھر انہوں نے کار کو پورچ کے قریب روکا اور پھر اُتر کر پاگلوں کے سے انداز میں والدہ کے کمرے کی طرف دوڑنے لگے۔ برآمدے، صحن یا راہداری میں ایک بھی ملازم انہیں نظر نہ آ رہا تھا لیکن اس وقت انہیں کسی چیز کا بھی ہوش نہ تھا۔ والدہ کے کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر روشنی ہو رہی تھی۔

" اماں جی ——— اماں جی "——— ڈاکٹر ہاشم تیزی سے کھلے دروازے سے اندر داخل ہوئے۔ مگر دوسرے لمحے ان کے سر پر جیسے قیامت سی ٹوٹ پڑی اور وہ بُری طرح چیختے ہوئے منہ کے بل نیچے قالین پر گرے ہی تھے کہ ان کی کھوپڑی پر ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی ان کا ذہن گہری تاریکیوں میں ڈوب گیا۔ پھر جس طرح گھپ اندھیرے میں روشنی کی کرن پھوٹتی ہے اس طرح ان کے ذہن کی گہرائیوں میں روشنی کی کرن پھوٹی اور پھر یہ روشنی تیزی سے پھیلتی چلی گئی اس کے ساتھ ہی انہیں اپنے سر میں شدید درد کی لہریں چلتی ہوئی محسوس ہوئیں اور ان کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھل گئیں دوسرے لمحے یہ دیکھ کر ان کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ وہ ایک کرسی پر رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے جب کہ ساتھ ہی پلنگ پر ان کی والدہ بیہوش

پڑی ہوئی تھیں اور ان کے سامنے ایک ایکریمی مرد اور ایک ایکریمی عورت ہاتھوں میں ریوالور پکڑے بڑے استہزائیہ انداز میں انہیں دیکھ رہے تھے۔

" کک —— کک —— کون ہو تم —— اور یہ کیا ہے "——— ڈاکٹر ہاشم نے بے اختیار بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہیں ہوش آ گیا ڈاکٹر ہاشم ——— ہم اگر چاہتے تو تمہیں کبھی ہوش نہ آتا اور تم اسی بیہوشی کے عالم میں ہی موت کے گھاٹ اتار دیئے جاتے "۔ اس مرد نے طنزیہ انداز میں کہا۔

" تم —— تم —— میری والدہ کو کیا ہوا ہے —— انہوں نے مجھے کال کیا ہے —— تم کون ہو —— کہاں سے آئے ہو "——— ڈاکٹر ہاشم نے گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

" تمہاری ماں صرف بیہوش ہے —— لیکن اس کی بیہوشی کسی بھی وقت موت میں تبدیل ہو سکتی ہے —— تم نے اپنے گرد کس قدر فول پروف حفاظتی انتظامات کر رکھے تھے۔ لیکن دیکھو! —— تم صرف اپنی ماں کی ایک کال پر کس طرح خود ہی دوڑ کر ہمارے جال میں آ پھنسے ہو "۔ اس مرد نے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

" لیکن تم کون ہو —— اور میری ماں نے مجھے اسی انداز میں کال کیوں کیا ہے "——— ڈاکٹر ہاشم کو ابھی تک اصل بات سمجھ نہ آ رہی تھی۔

" میرا نام ڈان ہے —— اور یہ میری ساتھی روزی ہے —— ہمارا تعلق ایکریمیا کی بلیک ایجنسی سے ہے —— ہمیں تمہارے قتل کا مشن سونپا گیا تھا جسے تم نے اپنے گرد موجود حفاظتی انتظامات کی وجہ سے مشکل بلکہ ایک لحاظ سے ناممکن بنا رکھا تھا لیکن ڈان اور روزی نے آج تک کسی بھی

مشن میں ناکامی کا منہ نہیں دیکھا ــــــ تمہیں اس بل سے نکالنے کے لئے ہم نے معمولی سی گیم کھیلی ــــــ ہمیں معلوم ہے کہ تم مشرقی لوگ اپنے ماں باپ سے بے حد پیار کرتے ہو۔ بس ہم نے اسی کو ہتھیار بنایا ــــــ تمہاری ماں کی رہائش گاہ کا ہمیں علم تھا اس لئے ہم یہاں آئے اور یہاں موجود ملازموں کا خاتمہ کیا اور کوٹھی پر قابض ہو گئے ــــــ تمہاری ماں کو ہم نے صرف اتنا بتایا کہ ہم ڈاکٹر ہاشم سے ایک فارمولا حاصل کرنا چاہتے ہیں اور بس ــــ اگر اس فارمولے کے حصول میں ہمیں ناکامی ہوئی تو ہم پوری لیبارٹری کو اڑا دیں گے جس سے تم بھی ساتھ ہی مر جاؤ گے۔ اس پر تمہاری ماں ہماری منتیں کرنے لگی کہ تمہیں نہ مارا جائے ــــ اس پر روزی نے اسے آفر کی کہ اگر وہ تمہیں بچانا چاہتی ہے تو اس انداز میں تمہیں کال کرے کہ تم کسی کو اطلاع دیئے بغیر فوراً ہی یہاں آجاؤ ــــ ہم تم سے فارمولا حاصل کر کے واپس چلے جائیں گے اس طرح تمہاری جان بچ جائے گی ــــ ورنہ ہم ہر صورت میں تمہیں مار ڈالیں گے ــــ اس پر تمہاری ماں نے خود ہی فون کر کے اپنی بیماری کا بہانہ کر کے تمہیں کال کیا ــــ اور دیکھو! ــــ تم کس طرح ہمارے منصوبے کے مطابق خود ہی سارے حفاظتی انتظامات چھوڑ کر یہاں آگئے ہو ــــ ہم نے تمہاری ماں کو اس لئے بیہوش کر دیا ہے تاکہ وہ تمہاری چیخوں کی آوازیں نہ سن سکے" ــــ ڈان نے کہا۔

"ڈان! ــــ زیادہ وقت مت لگاؤ ــــ گولی مار کر اس کا خاتمہ کرو اور یہاں سے نکل چلو ــــ میرا دل گھبرا رہا ہے ــــ مجھے ایسے احساس ہو رہا ہے کہ جیسے کوئی خطرہ ہمارے سروں پر منڈلا رہا ہو" ــــ

روزی نے کہا۔

"ارے نہیں روزی! ــــ یہ بہت بڑا سائنسدان ہے۔ اس کی موت بھی اس جیسی بڑی ہی ہونی چاہئے ــــ تم فکر نہ کرو۔ یہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا ــــ اس لئے تو تم نے اسے بیہوش کیا تھا کہ چیکنگ بھی کر لی جائے اور یہ تسلی بھی کر لی جائے کہ یہ واقعی ڈاکٹر ہاشم ہی ہے ــــ باقی رہی اس کی موت ــــ تو وہ صرف انگلی کی حرکت پر منحصر ہے" ــــ ڈان نے اسے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"تم کیا چاہتے ہو ــــ کونسا فارمولا چاہتے ہو" ــــ ڈاکٹر ہاشم نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"فارمولا ــــ اوہ ہاں! ــــ ٹھیک ہے۔ اگر تم ہمیں اس پراجیکٹ کا فارمولا دے دو جس پر تم آجکل کام کر رہے ہو ــــ تو ہم تمہیں اور تمہاری ماں کو زندہ چھوڑ سکتے ہیں" ــــ ڈان نے چونک کر کہا۔

"ڈان! ــــ میں کہتی ہوں کہ تماشے میں مت پڑو ــــ گولی مار دو اسے ــــ یا پھر مجھے کہو۔ میں ان دونوں کا خاتمہ کر دیتی ہوں" ــــ روزی نے ایک بار پھر تیز آواز میں کہا۔

"روزی! ــــ مرنا تو بہر حال اس نے ہے ہی ــــ اگر بونس میں کوئی فارمولا مل جائے تو کیا برا ہے" ــــ ڈان نے اس بار فرانسیسی زبان میں روزی سے مخاطب ہو کر کہا تاکہ ڈاکٹر ہاشم اس کی بات نہ سمجھ سکے۔

"لالچ اچھا نہیں ہوتا ڈان! ــــ جب تک یہ مر نہیں جاتا، اس وقت تک ہم پر خطرے کی تلوار لٹکتی رہے گی ــــ اور پھر یہاں یہ جیب میں کوئی فارمولا ڈال کر تو نہ آیا ہوگا۔ اس لئے چھوڑو اس لالچ

کو ____ پہلے ہی تم نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے ____ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آتا ____ اسے فوراً گولی سے اُڑا دو" ____ روزی نے اپنی بات پر اصرار کرتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ____ ٹھیک ہے۔ اگر تم اصرار کرتی ہو تو ایسے ہی سہی" ____ ڈان نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کا رُخ سامنے کرسی پر بندھے بیٹھے ڈاکٹر ہاشم کی طرف کیا۔

"مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ ڈاکٹر ہاشم" ____ ڈان نے انتہائی سرد اور سفاک لہجے میں کہا۔ دوسرے لمحے ریوالور کا خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ انسانی چیخ سے گونج اٹھا۔

"راجر پہنچ گیا ہے گیسٹ رُوم میں" ____ عمران نے دانش منزل کے آپریشن رُوم میں داخل ہوتے ہی احتراماً کھڑے ہوتے ہوئے بلیک زیرو سے پوچھا۔

"راجر ہلاک ہو گیا ہے عمران صاحب" ____ بلیک زیرو نے جواب دیا اور عمران بے اختیار چونک پڑا۔

"ہلاک ہو گیا ہے ____ وہ کیسے" ____ ؟ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا اور کرسی پر بیٹھ گیا۔

"آپ کی کال ملتے ہی میں نے کیپٹن شکیل، نعمانی، چوہان اور صدیقی چاروں کی ڈیوٹی لگائی کہ وہ فوری جاکر راجر کو اغوا کریں اور دانش منزل پہنچا دیں ____ وہ جب اس کے دفتر پہنچے تو ملازمین تو چھٹی کر کے جا چکے تھے البتہ راجر اپنے مخصوص کمرے میں موجود تھا اور ایک محافظ اس کے کمرے میں موجود تھا جبکہ ایک چوکیدار نیچے تھا۔ انہوں نے اس چوکیدار کو باندھ

کر ایک طرف ڈالا اور اس کے دفتر پہنچ گئے ۔۔۔ انہوں نے وہاں
راجر کے محافظ کو بے بس کیا اور راجر کو قابو میں کر کے اُسے ہتھکڑی لگانے
ہی لگے تھے کہ اچانک چھت پر سے ان پر گولیوں کی بوچھاڑ ہو گئی۔ شاید
راجر نے پیر کی مدد سے کوئی خفیہ بٹن دبا دیا تھا ۔۔۔ بہر حال اس
اچانک فائرنگ کی وجہ سے نعمانی اور صدیقی دونوں شدید زخمی ہو گئے،
جب کہ کیپٹن شکیل اور چوہان معمولی زخمی ہوئے۔ لیکن اس فائرنگ سے
راجر کا محافظ بھی شدید زخمی ہوا اور راجر نے کہیں سے ریوالور نکال لیا تھا اس
لئے کیپٹن شکیل نے اس پر فائر کھول دیا تاکہ اس کے ہاتھ سے ریوالور نکال
سکے ۔۔۔ لیکن راجر نے بچنے کے لئے سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور نتیجہ
یہ کہ گولی اس کے ہاتھ پر لگنے کی بجائے اس کے دل میں جا لگی اور وہ
ہلاک ہو گیا ۔۔۔ چونکہ نعمانی اور صدیقی دونوں شدید زخمی ہو گئے تھے
اس لئے کیپٹن شکیل اور چوہان نے انہیں اٹھایا اور تیزی سے باہر لا کر
انہیں سپیشل ہسپتال پہنچایا جہاں بروقت آپریشن ہونے کی وجہ سے
ان دونوں کی جانیں بچ گئی ہیں لیکن وہ ابھی ہسپتال میں ہیں ۔۔۔
جب مجھے اطلاع ملی تو میں نے باقی ٹیم کو بھی وہاں بھیجا تاکہ وہاں موجود
کاغذات کی تلاشی لی جا سکے ۔۔۔ ٹیم نے مکمل تلاشی لی اور خفیہ الماری
میں سے دس بارہ اہم فائلیں برآمد کر لیں۔ اس کے بعد میری ہدایت پر
پولیس کو اطلاع دی گئی اور پولیس نے دفتر پر قبضہ کر لیا ۔۔۔ میں نے
ان فائلوں کا مطالعہ کیا۔ اس میں راجر کے تمام اڈوں اور اس سے متعلقہ
افراد کے پتے موجود تھے۔ چنانچہ میں نے سر رحمان سے بات کی اور نتیجہ
یہ کہ سنٹرل انٹیلی جنس نے اس کے تمام اڈوں پر چھاپے مارے اور وہاں

موجود افراد کو گرفتار کر لیا ۔۔۔ اہم شخصیت کی گرفتاریاں بھی عمل میں آ گئیں۔
لیکن بہر حال راجر کو زندہ گرفتار نہیں کیا جا سکا ۔۔۔ بلیک زیرو نے تفصیلی رپورٹ
دیتے ہوئے کہا۔

"ہونہہ ۔۔۔ ٹھیک ہے۔ لیکن اس طرح ڈان اور روزی کی گرفتاری والا
مسئلہ ختم ہو گیا اور وہ دونوں ایک بار پھر میرے پنجے سے نکل جانے میں کامیاب
ہو گئے ہیں" ۔۔۔ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"نکل گئے ۔۔۔ وہ کیسے ۔۔۔ کیا وہ آپ کے قابو چڑھ گئے تھے"۔
بلیک زیرو نے چونک کر پوچھا اور عمران نے اسے ڈاکٹر جیف ارنلڈ کی کوٹھی
پر پہنچنے سے لے کر زرعی فارم سے ڈاکٹر اعظم کی لاش اور سرداور کی زندہ
برآمدگی تک تمام تفاصیل بتا دیں۔

"اوہ! ۔۔۔ لیکن وہ وہاں سے گئے تو پیدل ہوں گے ۔۔۔ آپ ٹیم
کو کال کر لیتے تو اس پورے علاقے کو گھیر لیا جاتا" ۔۔۔ بلیک زیرو نے کہا۔

"اتنا وقت نہیں تھا ۔۔۔ اور پھر وہ ٹیم کی انتظار میں وہاں بیٹھے تو
نہ رہتے ۔۔۔ ویسے میں نے اپنے طور پر بھاگ دوڑ کر کے ان کے بارے
میں کچھ شواہد حاصل کئے اور پھر ایک ٹیکسی والے کو تلاش کر لیا جس نے
اس حلیئے کے ایکریمین جوڑے کو سبزہ زار کالونی کی ایک چھوٹی سی کوٹھی
تک پہنچایا تھا ۔۔۔ لیکن جب میں نے اس کوٹھی پر ریڈ کیا تو وہ خالی
پڑی تھی البتہ وہاں ڈریسنگ روم میں میک اپ کا سامان کھلا پڑا تھا اور
ایسے آثار موجود تھے جیسے وہاں سے کچھ افراد افراتفری کے عالم میں میک اپ
کر کے نکلے ہوں ۔۔۔ یہ اڈا لازماً انہیں راجر نے دیا ہو گا اور راجر کی
موت کا انہیں پتہ چل گیا ہو گا اس لئے خطرے کو بھانپ کر وہ وہاں سے

نکل گئے ۔۔۔۔ لیکن وہاں ڈریسنگ روم میں زنانہ اور مردانہ لباس بھی کافی
تعداد میں وارڈ روبوں میں موجود تھے اور میک اپ کا سامان بھی کھلا پڑا تھا۔
اس سے میں یہی سمجھا ہوں کہ انہوں نے پہلے میک اپ کیا اور پھر لباس
بدلا اور نکل گئے ۔۔۔۔ یہی میک اپ ہی اب میری ان کی تلاش میں
رکاوٹ بن گیا ہے لیکن بہرحال انہیں تلاش کرنا بے حد ضروری ہے۔
اگر مجھے اور صفدر کو فارم تک پہنچنے میں چند لمحوں کی بھی تاخیر ہو جاتی تو وہ
یقیناً ڈاکٹر اعظم کی طرح سردار کو بھی ہلاک کر دیتے ۔۔۔۔ اور یہ نقصان
کسی طرح بھی پاکیشیا کے لئے ڈاکٹر ہاشم کے قتل سے کم نہ تھا۔ اس لئے
ایسے لوگوں کا اب زیادہ دیر زندہ رہنا پاکیشیا کے لئے انتہائی خطرناک ثابت
ہو سکتا ہے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر
ٹیلیفون کا رسیور اٹھایا اور تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔
بلیک زیرو بات کرتے کرتے رک گیا۔ کیونکہ اسی لمحے لاؤڈر سے جولیا کی
آواز سنائی دی تھی۔

"جولیا سپیکنگ" ۔۔۔۔ جولیا کا لہجہ مودبانہ تھا۔

"ایکسٹو" ۔۔۔۔ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس باس" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"جولیا ۔۔۔۔ تمام ممبرز کی ڈیوٹی لگا دو کہ وہ سب شہر کے تمام ہوٹلوں میں
ان افراد کو چیک کریں جنہوں نے آج دوپہر کے بعد کسی بھی ہوٹل میں رہائش پذیر
ہونے کے لئے کمرے بک کرائے ہوں ۔۔۔۔ کوئی ہوٹل مس نہ کیا جائے۔
صرف غیر ملکیوں کو ہی چیک نہیں کرنا، بلکہ مقامی افراد کو بھی چیک کرنا ہے
بلیک ایجنٹ ڈان اور روزی کسی نہ کسی ہوٹل میں میک اپ کر کے رہائش پذیر

ہوں گے" ۔۔۔۔ عمران نے کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈان اور روزی
کے قد و قامت اور ان کی ایسی نشانیاں بھی بتا دیں جس سے ان دونوں
کو میک اپ کے باوجود چیک کیا جا سکتا ہو۔

"یس باس" ۔۔۔۔ جولیا نے جواب دیا۔

"جیسے ہی کوئی مشکوک جوڑا یا فرد نظروں میں آئے ۔۔۔۔ فوری طور
پر مجھے اطلاع دی جائے" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا اور رسیور
رکھ کر اس نے ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھایا اور پھر تیزی سے اس پر
ٹائیگر کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کر کے اس نے بٹن دبا دیا۔

"ہیلو ۔ ہیلو ۔۔۔ عمران کالنگ ۔ اوور" ۔۔۔۔ عمران نے بار بار
یہی فقرہ دوہرانا شروع کر دیا۔

"ٹائیگر اٹنڈنگ باس ۔ اوور" ۔۔۔۔ چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ٹائیگر
کی آواز ابھری۔

"ٹائیگر ۔۔۔ سبزہ زار کالونی کی کوٹھی نمبر بارہ سے ایک ایکریمین مرد اور عورت
کسی میک اپ میں نکل کر گئے ہیں ۔۔۔ ہو سکتا ہے انہوں نے کار استعمال
نہ کی ہو اور کسی ٹیکسی پر گئے ہوں اور یہ ٹیکسی انہیں لازماً سبزہ زار کالونی کے
چوک سے ملی ہو گی جہاں کافی دوکانیں ہیں ۔۔۔۔ ٹیکسی والوں اور وہاں
چوک سے معلومات حاصل کرو اور ان دونوں کو تلاش کر کے فوری طور پر
مجھے ٹرانسمیٹر پر رپورٹ کرو ۔ اوور" ۔۔۔۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس ۔ اوور" ۔۔۔۔ دوسری طرف سے ٹائیگر نے کہا اور عمران
نے ۔۔۔ "اوور اینڈ آل" ۔۔۔ کہہ کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اگر کسی طرح یہ معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے کیسا میک اپ کیا ہے غیر ملکی

یا مقامی ___ تو انہیں تلاش کرنے میں زیادہ آسانی ہو جاتی" ___ بلیک زیرو نے کہا۔

"ہاں! ___ بہرحال جوڑے کے لحاظ سے ٹائیگر کوشش کرے گا اور میں ٹائیگر کی صلاحیتوں سے واقف ہوں ___ وہ ایسے کاموں میں بیحد ہوشیار ہے" ___ عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

پھر تقریباً ایک گھنٹے تک کوئی کال نہ آئی۔ اس کے بعد ٹیلیفون کی گھنٹی بج اٹھی اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ریسیور اٹھا لیا۔

"ایکسٹو" ___ عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"جولیا بول رہی ہوں باس! ___ ابھی کیپٹن شکیل نے اطلاع دی ہے کہ ہوٹل شارٹن میں دوپہر کے بعد دو غیر ملکیوں نے کمرے بک کرائے ہیں جن میں ایک مرد اور ایک عورت ہے ___ بکنگ علیحدہ علیحدہ کرائی گئی ہے ___ ان میں مرد کا نام کلارک اور عورت کا نام ٹرلیسا ہے اس نے مزید تحقیقات کی تو پتہ چلا ہے کہ ان دونوں نے کمرے تو علیحدہ علیحدہ بک کرائے ہیں لیکن انہوں نے کھانا مرد والے کمرے میں اکٹھے ہی منگوا کر کھایا ہے ___ کھانا کھانے کے بعد انہوں نے شراب پی اور پھر وہ دونوں ہوٹل سے چلے گئے ___ کیپٹن شکیل نے باری باری دونوں کمروں کی تلاشی لی ہے۔ وہاں سے ایسے شواہد ملے ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ دونوں ہی ہمارے مشکوک افراد ہیں ___ میں نے کیپٹن شکیل کو ہدایات دے دی ہیں کہ وہ ان کمروں کی نگرانی کرے اور جیسے ہی یہ دونوں واپس آئیں، وہ اطلاع دے" ___ جولیا نے تفصیلی رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"او کے ___ جیسے ہی کیپٹن شکیل رپورٹ دے، مجھے اطلاع دینا" ___ عمران نے کہا اور ریسیور رکھ دیا۔

اسے ریسیور رکھے چند ہی لمحے گزرے ہوں گے کہ ٹرانسمیٹر پر کال آ گئی۔ عمران نے چونکہ پہلے ہی اپنی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کر دی تھی اس لئے وہ سمجھ گیا کہ کال ٹائیگر کی طرف سے ہے اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آن کر دیا۔

"ہیلو ہیلو ___ ٹائیگر کالنگ۔ اوور" ___ ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ٹائیگر کی آواز سنائی دی۔

"یس، عمران اٹنڈنگ۔ اوور" ___ عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"باس! ___ میں نے غیر ملکی جوڑے کا کھوج نکال لیا ہے۔ وہ سبزہ زار کالونی کے چوک سے ایک ٹیکسی پر بیٹھ کر ہوٹل بمبینو پہنچا ہے۔ لیکن میں نے بمبینو ہوٹل میں چیکنگ کی ہے ___ وہاں کسی غیر ملکی یا مقامی نے آج کمرہ بک نہیں کرایا۔ اوور" ___ ٹائیگر نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ان کے حلیے ٹیکسی ڈرائیور سے معلوم کئے ہوں گے، وہ بتاؤ۔ اوور" ___ عمران نے کہا اور جواب میں ٹائیگر نے دو حلیے بتا دیئے۔

"تم ایسا کرو کہ ہوٹل شارٹن کے گیٹ پر پہنچو ___ میں خود وہاں آؤنگا ___ یا تمہیں کال کروں گا ___ اوور اینڈ آل" ___ عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہوٹل بمبینو اور ہوٹل شارٹن ایک ہی سڑک پر ہیں ___ لازماً یہ دونوں ٹیکسی ڈرائیور کو چکر دینے کے لئے ہوٹل بمبینو اترے ہوں گے اور پھر وہاں

سے ہوٹل شارٹن چلے گئے ہوں گے۔ اب ان کے حلیوں کا علم ہو گیا ہے۔ اب کیپٹن شکیل وہاں پڑتال کر سکتا ہے" ——— عمران نے کہا اور بلیک زیرو نے سر ہلا دیا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر پر اس بار کیپٹن شکیل کی مخصوص فریکونسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن دبا دیا۔

"ہیلو۔ اوور" ——— عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں صرف ہیلو بار بار کہنے پر اکتفا کیا۔

"یس سر ——— کیپٹن شکیل اٹنڈنگ۔ اوور" ——— چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کی آواز ٹرانسمیٹر سے سنائی دی۔ وہ آواز سے ہی پہچان گیا تھا کہ کال ایکسٹو کی طرف سے ہے اس لئے اس نے سر کہنا ضروری سمجھا تھا۔

"کیپٹن شکیل! ——— جس جوڑے کا تم نے ہوٹل شارٹن میں سراغ لگایا ہے ان کے حلیئے معلوم کئے ہیں۔ اوور" ——— عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"یس سر۔ اوور" ——— کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر عمران کے کہنے پر اس نے حلیئے دوہرا دیئے۔ یہ بالکل وہی حلیئے تھے جو ٹائیگر نے بتائے تھے۔

"ٹھیک ہے ——— تم وہیں رکو ——— میں مزید تحقیقات کیلئے عمران کو بھیج رہا ہوں ——— اوور اینڈ آل" ——— عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر کے اٹھ کھڑا ہوا۔

"اب یہ تو طے ہو گیا ہے کہ وہ ہوٹل شارٹن میں ٹھہرے ہیں۔ لیکن وہ گئے کہاں ——— ہمیں اب فوری طور پر اس کا سراغ لگانا ہے ——— ایسا نہ ہو کہ ہم ان کی واپسی کا انتظار کرتے رہیں اور وہ کوئی خطرناک واردات

کر گزریں ——— یا پھر وہ [illegible] اور ہوٹل میں جا کر ٹھہر جائیں۔ بہرحال وہ ٹاپ سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ عام مجرم نہیں ہیں" ——— عمران نے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا آپریشن روم سے باہر آ گیا۔

چند لمحوں بعد اس کی کار دانش منزل سے نکل کر تیزی سے ہوٹل شارٹن کی طرف بڑھتی گئی۔ رات ہو چکی تھی اس لئے جب وہ ہوٹل شارٹن پہنچا تو وہاں خاصا رش تھا۔ عمران نے کار ایک سائیڈ پر روکی اور پھر ابھی وہ نیچے اترا ہی تھا کہ ایک طرف سے ٹائیگر تیز تیز قدم اٹھاتا اسکے قریب آ گیا۔

"آپ آ گئے باس" ——— ٹائیگر نے قدرے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہاں آؤ ——— یہ بات معلوم ہو گئی ہے کہ وہ دونوں ہوٹل شارٹن میں ٹھہرے ہیں۔ لیکن اس وقت کہیں گئے ہوئے ہیں ——— کیپٹن شکیل نے انہیں ٹریس کیا ہے اور وہ اندر ہے" ——— عمران نے کہا اور تیزی سے قدم بڑھاتا ہوا اندر کی طرف بڑھ گیا۔ کیپٹن شکیل اسے برآمدے میں ہی مل گیا۔

"وہ ابھی تک نہیں آئے عمران صاحب! ——— ویسے میں نے مزید معلومات حاصل کی ہیں۔ وہ یہاں سے ایک ٹیکسی میں بیٹھ کر گئے ہیں اور ٹیکسی ڈرائیور کا نام ارسلان ہے ——— وہ دربان کا بھائی ہے اس لئے اس نے مجھے بتایا ہے ——— جب یہ دونوں باہر آئے تھے اس وقت ارسلان گیٹ پر اپنے بھائی سے باتیں کر رہا تھا" ——— کیپٹن شکیل نے کہا۔

"اوہ! ——— ویری گڈ ——— اس ارسلان کو تلاش کیا جا سکتا ہے" ——— عمران نے سر ہلاتے ہوئے کہا اور تیزی سے برآمدے میں لگے ہوئے فون بوتھ کی طرف مڑ گیا جبکہ کیپٹن شکیل اور ٹائیگر وہیں کھڑے رہے۔

عمران نے فون بوتھ میں داخل ہو کر سکے ڈالے اور پھر ٹیکسی ڈرائیور ایسوسی ایشن کے دفتر کا نمبر ڈائل کر دیا۔ چونکہ اکثر وہ ان سے معلومات حاصل کرتا رہتا تھا اس لئے نمبر اُسے معلوم تھا۔

"یس ـــ ٹیکسی ڈرائیور ایسوسی ایشن آفس" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

"ارسلان ڈرائیور سے ملنا ہے ـــ میں اس کا ایک دوست بول رہا ہوں" ـــ عمران نے کہا۔

"ارسلان ـــ وہ تو ابھی فیلڈ میں ہے۔ رات گیارہ بجے واپس آئے گا ـــ آپ کوئی پیغام ہو تو نوٹ کرا دیں۔ اُسے دے دیا جائے گا" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اس کا ٹیکسی نمبر کیا ہے" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"ایک منٹ ـــ میں رجسٹر دیکھ کر بتاتا ہوں کہ آج اُسے کونسی ٹیکسی ملی ہے" ـــ دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر چند لمحوں بعد اس نے ایک نمبر بتا دیا۔

"ٹیکسی انگیج نہ ہونے کی صورت میں اس کے ٹھہرنے کے مخصوص اڈے کونسے ہیں" ـــ عمران نے پوچھا۔

"اڈے تو ہر جگہ ہیں ـــ نجانے کہاں وہ خالی ہو۔ لیکن اس وقت اس کے کھانے کا وقت ہے اور کھانا کھانے وہ ہوٹل تھری سٹار جنرل ہسپتال روڈ ہی جاتا ہے" ـــ دوسری طرف سے بتایا گیا۔

"کیا اس ہوٹل کا فون نمبر آپ کو معلوم ہے ـــ مجھے اس سے انتہائی ضروری کام ہے" ـــ عمران نے کہا اور دوسری طرف سے نمبر

بتا دیا گیا۔ عمران نے اس کا شکریہ ادا کیا اور پھر کریڈل دبا کر اس نے دوبارہ سکے ڈالے اور ہوٹل تھری سٹار کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ـــ تھری سٹار ہوٹل" ـــ رابطہ قائم ہوتے ہی ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی اور عمران سمجھ گیا کہ یہ کوئی درمیانہ درجے کا ہوٹل ہے۔

"ٹیکسی ڈرائیور ارسلان یہاں کھانا کھا رہا ہوگا ـــ اس سے بات کرائیں۔ ایمرجنسی پیغام دینا ہے" ـــ عمران نے کہا۔

"ارسلان ـــ ہاں موجود ہے ـــ ہولڈ کریں۔ میں بلاتا ہوں اُسے" دوسری طرف سے چونک کر کہا گیا اور پھر اس کے چیخنے کی آواز سنائی دی وہ کسی کو ارسلان کو بلانے کے لئے کہہ رہا تھا۔

"ہیلو ـــ کون صاحب" ـــ چند لمحوں بعد ایک اور آواز سنائی دی لہجے میں حیرت تھی۔

"ارسلان بول رہے ہو" ـــ؟ عمران نے پوچھا۔

"جی ہاں ـــ آپ کون ہیں" ـــ؟ دوسری طرف سے ارسلان نے چونک کر پوچھا۔

"انسپکٹر سنٹرل انٹیلی جنس کامران بول رہا ہوں" ـــ عمران نے لہجے کو تحکمانہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ ـــ مگر مجھ سے انٹیلی جنس کا کیا کام ہے" ـــ اس بار ارسلان نے قدرے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"سنو ارسلان ـــ یہ انتہائی اہم سرکاری معاملہ ہے ـــ اگر تم نے تعاون کیا تو تمہیں حکومت کی طرف سے انعام میں نئی ٹیکسی بھی دی جا سکتی ہے جو تمہاری ذاتی ملکیت ہوگی ـــ اور اگر تم نے تعاون نہ کیا یا جھوٹ

بولنے کی کوشش کی تو پھر تمہاری باقی عمر جیل میں سڑتے گذر جائے گی"۔ عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

"مم ۔ مم ۔ میں تعاون کروں گا۔ مگر ۔۔۔۔" ارسلان نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تم نے ہوٹل شارٹن سے جب تم اپنے دربان بھائی سے باتیں کر رہے تھے، ایک ایکریمین جوڑے کو اپنی ٹیکسی پر سوار کیا تھا ۔۔۔ بولو یاد آگیا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں ۔ جی ہاں! ۔ یاد آگیا"۔۔۔ ارسلان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اب اچھی طرح سوچ کر بتاؤ کہ تم نے انہیں کہاں ڈراپ کیا تھا"۔۔۔ عمران نے کہا۔

"جی ہاں! ۔ میں نے انہیں طارق روڈ پر ایک پرانی اور قدیم عمارت قاسم منزل کے قریب ڈراپ کیا تھا ۔۔۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے"۔۔۔ ارسلان نے جلدی سے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کیا وہ دونوں قاسم منزل کے اندر گئے تھے ۔۔۔ یا باہر ہی تم نے انہیں ڈراپ کر دیا تھا"۔۔۔ ؟ عمران نے چونک کر پوچھا۔

"انہوں نے قاسم منزل سے ذرا آگے کر کے ٹیکسی رکوائی تھی اور پھر مجھے کرایہ ادا کر کے وہ آگے پیدل چلنے لگے ۔۔۔ میں ٹیکسی لے کر اگلے چوک پر گیا کہ شاید وہاں سواری مل جائے۔ لیکن وہاں سواری نہ تھی اور نہ وہاں سے ملنے کا چانس تھا اس لئے میں ٹیکسی موڑ کر واپس چل پڑا۔ جب میں دوبارہ قاسم منزل کے سامنے سے گزرا تو میں نے انہیں قاسم منزل

کے گیٹ پر کھڑے کسی ملازم سے باتیں کرتے دیکھا تھا ۔۔۔ پھر میں آگے چلا آیا اور اگلے چوک سے مجھے سواری مل گئی"۔۔۔ ارسلان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے ۔۔۔ ہم چیک کرتے ہیں۔ اگر تمہاری اطلاع درست ثابت ہوئی تو تمہیں یقیناً انعام ملے گا"۔۔۔ عمران نے جلدی سے کہا اور پھر رسیور ہک سے لٹکا کر وہ تیزی سے مڑا اور فون بوتھ سے نکل کر تیزی سے اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اُسے معلوم تھا کہ قاسم منزل ڈاکٹر ہاشم کی آبائی رہائش گاہ ہے اور وہاں ڈاکٹر ہاشم کی والدہ اکیلی ملازموں کے ساتھ رہتی ہے۔ ایک بار وہ سرداور کے ساتھ وہاں گیا تھا تب ڈاکٹر ہاشم کی والدہ بیمار تھیں اور ڈاکٹر ہاشم لیبارٹری کی بجائے وہیں ان کے پاس ہی اپنی اہلیہ سمیت ٹھہرے ہوئے تھے اور سرداور نے چونکہ عمران کے پیش کردہ ایک پرابلم ان سے ڈسکس کرنا تھا اس لئے وہ عمران کو ساتھ لے کر وہاں آئے تھے اور وہاں ڈاکٹر ہاشم سے ڈسکس ہوئی تھی۔

اب قاسم منزل کا نام سامنے آتے ہی عمران کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگ گئے تھے وہ ان دونوں کے نئے لیکن انتہائی خطرناک حربے کو سمجھ گیا تھا۔ انہوں نے لازماً ڈاکٹر ہاشم کی والدہ کو قابو میں کر کے ان کے ذریعے ڈاکٹر ہاشم کو لیبارٹری سے باہر بلوانے کی پلاننگ کی تھی اور یہ واقعی انتہائی خطرناک پلاننگ تھی۔

عمران جانتا تھا کہ ڈاکٹر ہاشم اپنی والدہ سے کس قدر محبت کرتے ہیں اس لئے وہ لازماً وہاں دوڑے آئیں گے اور ڈان اور روزی کے لئے انہیں

ہلاک کرنا قطعاً مشکل نہ رہے گا۔ اس طرح یہ خطرناک بلیک ایجنٹس انتہائی سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود اپنے خوفناک مشن میں آسانی سے کامیاب ہو جائیں گے۔

عمران نے ٹائیگر اور کیپٹن شکیل کو اپنی کار میں بٹھایا اور پھر اس کی کار انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتی ہوئی طارق روڈ کی طرف بڑھتی گئی۔ عمران کے چہرے پر اس وقت بے پناہ سنجیدگی طاری تھی۔ یوں لگتا تھا جیسے وہ گوشت پوست کا انسان ہونے کی بجائے کسی چٹان سے تراشا ہوا مجسمہ ہو، اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر دونوں اسے اس کیفیت میں دیکھ کر خاموش تھے۔ کیپٹن شکیل عمران کی ساتھ والی سیٹ پر تھا جب کہ ٹائیگر عقبی سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا۔

"اگر یہ بلیک ایجنٹس اپنے مشن میں کامیاب ہو گئے تو مجھے واقعی خودکشی کرنی پڑے گی ۔۔۔ مجھے پہلے ہی اس پہلو کے بارے میں خیال رکھنا چاہیے تھا" ۔۔۔ عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے وہ اپنے آپ سے باتیں کر رہا ہو۔

"کیا ہوا عمران صاحب" ۔۔۔ کیپٹن شکیل سے رہا نہ جا سکا تو وہ بول پڑا اور عمران نے اس طرح چونک کر اس کی طرف دیکھا جیسے اسے پہلی بار احساس ہوا ہو کہ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے۔

"بڑا غضب ہو گیا ہے کیپٹن شکیل ! ۔۔۔ ڈان اور روزی دونوں نے انتہائی خطرناک جال پھینکا ہے ۔۔۔ کاش ہم وقت پر پہنچ جائیں" ۔۔۔ عمران نے ہونٹ دباتے ہوئے کہا اور پھر اس نے مختصر طور پر ساری بات انہیں بتا دی اور کیپٹن شکیل اور ٹائیگر دونوں کو پہلی بار احساس ہوا کہ سچویشن

کس قدر خطرناک ہو چکی ہے۔

عمران نے کار قاسم منزل سے ذرا پہلے ایک طرف روکی اور پھر وہ تینوں ہی تیزی سے نیچے اتر آئے۔

"سنو! ۔۔۔ ڈان اور روزی دونوں اکیلے اندر ہوں گے ۔۔۔ میں نے عمارت دیکھی ہوئی ہے۔ سامنے سے یا عقب سے داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ اس لئے ہم تینوں ساتھ والی کوٹھی سے اس کے اندر جائیں گے ۔۔۔ ساتھ والی ڈاکٹر روشن کی کوٹھی ہے" ۔۔۔ عمران نے کہا اور تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ قاسم منزل کا بڑا پھاٹک بند تھا۔ عمران ڈاکٹر روشن کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچا تو وہ بے اختیار چونک پڑا۔ کیونکہ گیٹ پر باہر بڑا سا تالا پڑا ہوا تھا۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر روشن اور اس کے گھر والے کوٹھی میں موجود نہیں ہیں اور عمران جانتا تھا کہ نہ ہی ڈاکٹر روشن اور نہ ہی ڈاکٹر ہاشم کی والدہ گھر میں کتے رکھنے کے قائل ہیں کیونکہ دونوں ہی بزرگ تھے اور ان کے خیال کے مطابق کتے نجس ہوتے ہیں۔ ڈاکٹر روشن کی عدم موجودگی میں عمران کو اچھا موقع مل گیا تھا ورنہ انہیں سنبھالنے میں کافی وقت ضائع ہو جاتا۔ عمران تیزی سے پھاٹک پر چڑھا اور اندر کود گیا۔ اس کی پیروی میں ٹائیگر اور کیپٹن شکیل بھی پھاٹک کراس کر کے اندر آ گئے۔ عمران تیزی سے درمیانی دیوار کی طرف بڑھا۔ دونوں عمارتوں کی سائیڈ گلیاں ایک ہی طرف تھیں اس لئے عمران آگے بڑھتا گیا۔ اور پھر درمیان میں پہنچ کر اس نے تیزی سے جمپ کیا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ درمیانی دیوار پر جم گئے۔ بازوؤں کے بل پر وہ پلک جھپکنے میں دیوار پر پہنچ کر دوسری طرف لٹک گیا اور پھر بالکل ہلکے سے دھماکے سے وہ قاسم منزل کی سائیڈ

گلی میں کود چکا تھا۔ ٹائیگر اور کیپٹن شکیل بھی اس کی پیروی میں ادھر پہنچ گئے۔ عمران نے کیپٹن شکیل کو عقبی طرف جانے کا اشارہ کیا اور خود وہ ٹائیگر سمیت سامنے کے رخ پر آیا۔ کوٹھی میں سکوت طاری تھا۔ عمران اور اس کے پیچھے ٹائیگر تیزی سے لیکن انتہائی احتیاط سے سائیڈ سے ہو کر برآمدے میں پہنچ گئے۔ عمران نے ریوالور ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اور پھر راہداری میں پہنچتے ہی انہیں ایک کمرے کے دروازے سے روشنی نکلتی نظر آئی۔ کمرے کا دروازہ کھلا ہوا تھا اور اندر سے باتوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔

عمران نے ٹائیگر کو انتہائی احتیاط سے آگے بڑھنے کا اشارہ کیا کیونکہ اس نے ڈاکٹر ہاشم کی آواز پہچان لی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ ڈاکٹر ہاشم اندر موجود تھا اور عمران اس لئے احتیاط کر رہا تھا کہ ڈان اور روزی انتہائی تربیت یافتہ بلیک ایجنٹ ہیں ایسا نہ ہو کہ آواز سنتے ہی وہ ڈاکٹر ہاشم کو گولی مار دیں۔ وہ دیوار کے ساتھ ساتھ پنجوں کے بل چلتا ہوا دروازے کی طرف بڑھتا گیا۔ پھر دروازے کے قریب جا کر وہ رک گیا۔ ٹائیگر اس کے ساتھ تھا اس کے ہاتھ میں بھی ریوالور موجود تھا۔

" روزی! ـــــ مرنا تو بہرحال اس نے ہے ہی ـــــ اگر بولنس میں کوئی فارمولا مل جائے تو کیا برا ہے " ـــــ ایک مردانہ آواز سنائی دی وہ فرانسیسی میں بات کر رہا تھا۔

" لالچ اچھا نہیں ہوتا ڈان! ـــــ جب تک یہ مر نہیں جاتا اس وقت تک ہم پر خطرے کی تلوار لٹکتی رہے گی ـــــ اور پھر یہ یہاں جیب میں کوئی فارمولا ڈال کر تو نہ آیا ہو گا ـــــ اس لئے چھوڑو اس لالچ کو ـــــ پہلے ہی تم نے بہت وقت ضائع کر دیا ہے ـــــ ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں

آتا۔ اسے فوراً گولی سے اڑا دو " ـــــ ایک عورت کی آواز سنائی دی۔

" او کے ـــــ ٹھیک ہے " ـــــ ڈان نے کہا اور عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر اس کے ساتھ ہی۔ اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ دوسرے لمحے ریوالور چلنے کا خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ڈان کی چیخ سے گونج اٹھا۔ ان دونوں کی دروازے کی طرف سائیڈ تھی اور ان کے سامنے ڈاکٹر ہاشم کرسی پر رسیوں سے بندھے ہوئے بیٹھے تھے۔ چونکہ ڈان دروازے کی طرف تھا اور روزی دوسری طرف اس کی سائیڈ میں کھڑی تھی۔ اس لئے ڈان کا ریوالور والا ہاتھ دروازے کی طرف تھا جسے وہ ڈاکٹر ہاشم کی طرف سیدھا کئے ہوئے تھا۔ عمران کے ٹریگر دباتے ہی گولی ڈان کے ہاتھ پر پڑی اور ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا جب کہ ڈان چیختا ہوا دروازے کی طرف مڑا ہی تھا کہ عمران اور ٹائیگر دونوں اچھل کر اندر پہنچ گئے۔

" خبردار " ـــــ عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھ ہی ٹائیگر نے بجلی کی سی تیزی سے روزی کی پشت سے ریوالور کی نال لگا دی۔ لیکن دوسرے لمحے ڈان واقعی کسی پارے کی طرح تڑپا اور پلک جھپکنے میں عمران سے آ ٹکرایا۔ مگر ایک بار پھر اس کے حلق سے زوردار چیخ نکلی اور وہ فضا میں قلابازی کھا کر روزی سے ٹکرایا اور پھر وہ دونوں نیچے گرے۔ عمران نے ڈان کے اپنے اوپر آتے ہی دوسرے ہاتھ سے اسے مخصوص انداز میں جھٹکا دے کر اسے واپس اچھال دیا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتے۔ ٹائیگر کی لات پوری قوت سے گھومی اور اس کے بوٹ کی نوک اٹھتے ہوئے ڈان کی کنپٹی پر پڑی اور وہ ایک بار پھر چیخ مار کر پلٹ کر فرش پر گرا۔ لیکن

گھوم کر گرتے ہی اس کا ہاتھ تیزی سے گھوما اور گولی ایک دھماکے سے عمران کے کان کے پاس سے نکل گئی۔ اس نے چھوٹا سا پسٹول اتنی تیزی سے جیب سے نکالا تھا کہ عمران اور ٹائیگر کو محسوس ہی نہ ہوا تھا۔ ڈان واقعی انتہائی تیز اور دلیر ایجنٹ تھا۔ اور پھر روزی نے بھی بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال لیا تھا، مگر دوسرے لمحے بیک وقت دو دھماکے ہوئے اور ڈان اور روزی دونوں کے حلق سے چیخیں نکلیں اور ڈان کے ہاتھ سے چھوٹا سا پسٹول اور روزی کے ہاتھ سے ریوالور نکل گیا۔ ایک فائر عمران نے کیا تھا جب کہ دوسرا فائر ٹائیگر کی طرف سے ہوا تھا۔ ڈان کے ہاتھ پر لگنے والی گولی آگے بڑھ کر روزی کی گردن میں جا لگی تھی۔

"اب تم تو اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ" ——— عمران نے غراتے ہوئے ڈان سے کہا اور ڈان واقعی بجلی کی سی تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہوا۔ ایک لمحے کے لئے اس کا جسم تیر کی طرح سیدھا ہوا اور دوسرے لمحے وہ انتہائی تیزی سے کرسی پر بندھے ہوئے ڈاکٹر ہاشم کی طرف مڑا، مگر اس کے ساتھ ہی دھماکہ ہوا اور گولی اس بار سیدھی گھومتے ہوئے ڈان کے دل میں اتر گئی اور وہ چیخ مار کر دھماکے سے پہلو کے بل نیچے گرا اور پھر چند لمحے تڑپنے کے ساتھ ہی وہ پشت کے بل گر کر ساکت ہو گیا۔ لیکن اس کے ہاتھ میں دبا ہوا تیز دھار کا باریک خنجر ابھی تک صاف نظر آ رہا تھا۔ عمران اس کے ہاتھ میں خنجر کی جھلک اور اس کے گھومنے کا انداز دیکھ کر ہی سمجھ گیا تھا کہ وہ ڈاکٹر ہاشم کو خنجر مار کر اپنا مشن ہر حال میں مکمل کرنا چاہتا ہے اس لئے عمران کو اس کے دل میں فوری گولی اتارنی پڑی ورنہ ڈان جیسا ایجنٹ کا مارا ہوا خنجر لازماً ڈاکٹر ہاشم کا خاتمہ کر دیتا۔ روزی پہلے ہی تڑپ کر ختم ہو چکی تھی جبکہ

اب ڈان بھی بے حس و حرکت پڑا تھا۔ ڈاکٹر ہاشم مجسمے کی طرح ساکت بیٹھے ہوئے تھے۔ عمران نے ایک طویل سانس لیا اور پھر ریوالور جیب میں ڈال لیا۔

"نئی زندگی مبارک ہو ڈاکٹر ہاشم" ——— عمران نے مسکرا کر ڈاکٹر ہاشم کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران تم ——— تم واقعی عین وقت پر پہنچ گئے ——— ورنہ یہ خطرناک آدمی مجھے اب تک ہلاک کر چکا ہوتا" ——— ڈاکٹر ہاشم نے بے اختیار جھرجھری لیتے ہوئے کہا۔ ان کے چہرے پر اب شدید خوف کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

"جب تک اللہ تعالیٰ کا حکم نہ ہو ——— کوئی کسی کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ ابھی اللہ تعالیٰ کو آپ کی زندگی مقصود تھی ڈاکٹر ہاشم ——— اس لئے مجھے سارے کلیو ملتے گئے اور میں عین وقت پر پہنچ بھی گیا اور آپ کی جان بھی بچ گئی ——— البتہ ان خطرناک بلیک ایجنٹوں کی موت کا وقت آ گیا تھا اس لئے یہ اپنے انجام کو پہنچ گئے" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ٹائیگر کو ڈاکٹر ہاشم کی رسیاں کھولنے کے لئے کہا۔ ٹائیگر تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے جھک کر مردہ ڈان کے ہاتھ سے تیز دھار خنجر نکالا اور ڈاکٹر ہاشم کی کرسی کے عقب میں جا کر ان کی رسیاں کاٹنے لگا۔

"یہ اس کی آخری لمحے کی واردات انتہائی بھیانک تھی ——— اگر مجھے اس خنجر کی جھلک اور اس کے گھوم کر آپ پر خنجر مارنے کا اندازہ نہ ہوتا تو یہ تیز دھار خنجر جو اب آپ کی رہائی کا باعث بن رہا ہے، آپ کی موت کا باعث بن جاتا" ——— عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشم نے سر ہلا دیا۔

"اماں جی کو دیکھو عمران ـــ کہیں ـــ" ڈاکٹر ہاشم کو اچانک اپنی ماں کا خیال آگیا جو اسی طرح بیڈ پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھیں اور عمران بھی چونک کر ان کی طرف بڑھ گیا۔

"اوہ! ـــ خدا کا شکر ہے صرف بیہوش ہیں اماں جی" ـــ عمران نے ان کی نبض دیکھتے ہوئے کہا اور ڈاکٹر ہاشم کے حلق سے بھی اطمینان بھرا طویل سانس نکل گیا۔ وہ اب رسیوں کی گرفت سے آزاد ہو چکے تھے۔

"ٹائیگر ـــ کیپٹن شکیل کو بلا لاؤ ـــ وہ ابھی تک عقبی طرف کھڑا ہوا ہوگا ـــ میں اماں جی کو ہوش میں لے آؤں" ـــ عمران نے کہا اور ٹائیگر سر ہلاتا ہوا دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ عمران کی کوششوں سے چند لمحے بعد ہی ڈاکٹر ہاشم کی والدہ کراہتی ہوئی ہوش میں آگئیں۔

"اماں جی ـــ اماں جی" ـــ ڈاکٹر ہاشم نے ان پر جھکتے ہوئے کہا۔

"اوہ بیٹے! ـــ تم بخیریت ہو ناں ـــ وہ ظالم لوگ کہاں ہیں" ـــ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ نے بے اختیار اٹھتے ہوئے کہا۔

"وہ اپنے انجام کو پہنچ گئے ہیں اماں جی" ـــ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ! ـــ عمران بیٹے تم ـــ تم بھی یہاں ہو" ـــ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ چونکہ عمران سر داور کے ساتھ یہاں آیا تھا اس لئے وہ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ سے مل چکا تھا اور اس نے اپنی دلچسپ باتوں سے انہیں اس قدر ہنسایا تھا کہ ایک بار سر داور نے اُسے پیغام بھی دیا تھا کہ ڈاکٹر ہاشم کی والدہ اس سے دوبارہ ملنا چاہتی ہیں۔ عمران نے سوچا بھی تھا کہ جا کر ان سے ملے لیکن فرصت ہی نہ ملی تھی۔ بہرحال اماں جی اسے دیکھتے ہی پہچان گئی تھیں۔

"اماں جی! ـــ یہ عمران ہی ہے جس نے عین وقت پر آ کر مجھے مرنے سے بچا لیا ـــ ورنہ وہ ایکریمین ایجنٹ تو مجھے مار چکے ہوتے" ـــ ڈاکٹر ہاشم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اوہ عمران بیٹے! ـــ تم نے مجھ بوڑھی عورت پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ میں ساری زندگی تمہیں دعائیں دوں گی" ـــ اماں جی نے بھرائی ہوئی آواز میں کہا۔ ساتھ ہی انہوں نے عمران کو بازو سے پکڑ کر اپنی طرف جھکایا اور پھر انتہائی محبت سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرنے لگیں۔

"اماں جی! ـــ ایک آپ ماں ہیں کہ سر پر محبت سے ہاتھ پھیرتی ہیں ایک ہماری اماں بی ہیں کہ ذرا سی بات پر سر پر جوتیوں کی بارش کر دیتی ہیں"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے پگلے ـــ ماؤں کی جوتیاں تو پھولوں کی چھڑیاں ہوتی ہیں" ـــ اماں جی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل بالکل اماں جی ـــ آپ کی بات درست ہے ـــ آپ دیکھیں اماں بی کی جوتیاں کھانے کے باوجود میرے سر پر بال ہیں جبکہ ڈاکٹر ہاشم کا سر بالوں سے فارغ ہے ـــ حالانکہ آپ انہیں جوتیاں نہیں مارتیں ـــ میرا خیال ہے کہ ماؤں کی جوتیوں سے ہی سر کے بال بڑھتے ہیں اس لئے اگر آپ ڈاکٹر ہاشم کے ـــ اب میں کیا کہوں ـــ آپ سمجھدار ہیں"۔ عمران نے شرارت بھرے لہجے میں کہا اور اماں جی کے ساتھ ساتھ ڈاکٹر ہاشم بھی کھل کھلا کر ہنس پڑے۔

ختم شد

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور منفرد انداز کی کہانی،

حشرات الارض

مصنف :- مظہر کلیم ایم اے

- پاکیشیا میں ایک سائنسدان نے دنیا بھر کے حشرات الارض کی ایک نمائش منعقد کی اور عمران یہ نمائش دیکھنے پہنچ گیا ـــــ پھر ـــــ؟
- آرکوپک ـــــ افریقہ کے دلدلی علاقوں سے ملنے والے ایسے کریہہ الشکل حشرات ـــــ جن کو کوئی دیکھنا بھی گوارا نہ کرسکتا تھا۔ لیکن ـــــ؟
- آرکوپک ـــــ ایسے حشرات الارض، جن کی مدد سے پاکیشیا میں ایک خوفناک مشن کا آغاز کر دیا گیا ـــــ انتہائی حیرت انگیز اور انتہائی خوفناک مشن۔
- پاکیشیا کے سردار ـــــ جنہوں نے سائنسی طور پر اس مشن کو ناممکن قرار دے دیا ـــــ مگر حشرات الارض نے اسس ناممکن کو ممکن کر دکھایا ـــــ کیسے ـــــ؟
- ایک ایسا مشن ـــــ جس میں دنیا کے حقیر ترین حشرات الارض مجرم تھے ـــــ جی ہاں! انوکھے اور حیرت انگیز مجرم۔

- سائنسی بنیادوں پر ہونے والے ایک ایسے جرم کی کہانی۔ جس کا ایک ایک لمحہ عمران اور سیکرٹ سروس پر بھاری پڑا۔

وہ لمحہ

جب عمران کو کھلے عام نہ صرف شکست ہوئی بلکہ عمران کو بالآخر ایکسٹو کے سامنے اعتراف شکست بھی کرنا پڑا۔

- ایکسٹو نے جب عمران کی شکست پر اُسے سزا دینے کا فیصلہ کیا تو پھر ـــــ؟

کیا عمران کو واقعی سزا ملی ـــــ؟

انتہائی تیز رفتار ایکشن

جاسوسی ادب میں قطعی منفرد انداز کی کہانی

اعصاب شکن سسپنس

انوکھی اور انتہائی دلچسپ سچویشنز،

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان،

عمران سیریز میں سسپنس اور تجسس میں ڈوبی ہوئی دلچسپ کہانی

مکمل ناول

کاریکا

مصنف
مظہر کلیم ایم اے

کاریکا ایک بین الاقوامی تنظیم جو صرف نوادرات چوری کرنے میں دلچسپی رکھتی تھی۔

جنیڈا سپارک کاریکا کی چیف، جو برملا عمران کو احمق کہتی تھی اور عمران واقعی اس کے مقابلے میں اپنے آپ کو احمق محسوس کرنے لگ گیا۔

جنیڈا سپارک ایک ایسا کردار جس نے عمران جیسے شخص کو بھی کھلے عام شکست تسلیم کرنے پر مجبور کر دیا۔

جنیڈا سپارک جس نے عمران کی آنکھوں کے سامنے اپنا مشن مکمل کر لیا مگر عمران آخری لمحے تک اصل مشن کو سمجھ ہی نہ سکا۔ کیوں ——؟

جنیڈا سپارک جس کے مقابلے میں آکر عمران کو پہلی بار محسوس ہوا کہ ذہانت کسے کہتے ہیں

سر خالد پاکیشیا کا بین الاقوامی شہرت یافتہ ماہر آثار قدیمہ جس کا قتل کاریکا نے اس انوکھے انداز میں کیا کہ عمران سوائے سر پیٹ کر رہ جانے کے اور کچھ نہ کر سکا۔ کیوں ——؟

کاریکا جس کے مقابلے میں عمران کی مکمل شکست کے بعد ٹائیگر سامنے آیا تو ایک لمحے میں کاریکا کی بے داغ پلاننگ کا تار و پود بکھر کر رہ گیا۔ کیا ٹائیگر ذہانت میں عمران سے بھی آگے بڑھ گیا تھا ——؟

ایک ایسی کہانی جس کی ہر سطر ذہنی ایکشن کا شاہکار ثابت ہوگی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عمران سیریز میں ایک دلچسپ اور تیز رفتار کہانی

ماسٹر کلرز کا جوانا عمران کا ساتھی۔ ایک ایسے مجرم کی بو سونگھتا ہے جو اس کی لائن کا جرم ہے۔

جوڈش جوانا کا ہم پلہ اور شیطان کی طرح مشہور بین الاقوامی پیشہ ور قاتل جو آج تک اپنے کسی مشن میں ناکام نہ ہوا تھا۔

وائٹ پینتھرز ایک ایسی بین الاقوامی تنظیم جو پاکیشیا سمیت تمام اسلامی ممالک کے دفاع کو تہس نہس کرنے کا مشن لے کر میدان میں اتری اور جس نے پاکیشیا کے معروف سائنسدان سرداور کے قتل کے لئے جوڈش کو تعینات کر دیا۔

✠ بغداد میں ہونے والی ایک ایسی خفیہ میٹنگ جس میں پاکیشیا کی طرف سے سرداور نے شریک ہونا تھا اور ان کے فارمولے پر پاکیشیا سمیت پوری اسلامی دنیا کے دفاع کا انحصار تھا۔

✠ سرداور کی حفاظت کے لئے پاکیشیا کی طرف سے جوانا کو سرکاری طور پر تعینات کر دیا گیا۔ جوانا جب اپنے مخصوص ایکشن میں آیا تو جوڈش اور وائٹ پینتھرز دونوں کو کہیں بھی جائے پناہ نہ مل سکی۔

روح کو منجمد کر دینے والے سسپنس سے بھرپور یادگار کہانی

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان